هذا كتابنا ينطق عليكم بالحق

الحمد للہ کہ تصنیفی از تصانیف جناب مستطاب معلی القاب الفاضل الکامل والحبر الذی لیس لہ مماثل فی الفضائل التی طارصیتہا الی الآفاق واتفقت علیہا الاجماع والاتفاق عارف الحقائق الحکیم الحاذق ثالث النیرین جناب الحکیم السید ذاکر حسین حبیب اللہ رب المشرقین طبیب خاص اعلیٰحضرت قوی شوکت نواب مستطاب گردون وقار فلک اقتدار سرکار اجل اکرم افخم نواب نجم الدولہ ممتاز الملک سعید جعفر علیخان مومن خان بہادر دلاور جنگ نجم ثانی والی نوشیروان ثانی ریاست چھتاریت مسمّی بہ

فصل الخطاب فی ردّ شرح المطالب

کہ مشتمل است بر اثبات ایمان حضرت ابوطالب بتصحیح سلالۃ الاسلاف والامجاد فاقد الامثال فی الانداد جمال الصالحین عین العارفین المستجمع لجوامع الاوصاف المتصف بالعلم والتقی والعفاف عین الانسان وانسان العین جناب الحکیم السید رضا حسین لا زالت اعلام مناقبہ مرفوعۃ الی الدہر منشورہ وما جرت آیات فضائلہ بین الانام مشہورہ باہتمام روغہ سید محمد عفا اللہ عنہ

در مطبع تصویر عالم طبع پذیر شد

لکھنؤ درکوڑی ۲ غا پیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم امابعد واضح ہو کہ یہ دنیا عالم اسباب اسی سبب سے مشہور ہی کہ مسبب
الاسباب نے جو کچھ اس مین پیدا کیا ہی وہ کسی نہ کسی سبب سے پیدا کیا ہی یا یون کہین کہ ایک
چیز کے پیدا کرنے مین دوسری چیز کو سبب گردانا ہی اور جو چیز سبب ہوئی ہی اُسکے ہونے پر
دوسری چیز کا ہونا موقوف ہی کہ اگر وہ نہ ہو تو یہ ہرگز نہ ہو سکے اسی طرح ایک کا ایک سبب
پیدا کرتا چلا جاتا ہی یہ امر ایسا عام فہم ہی جسکو حاجت بیان کی نہین اسی قاعدہ کے
موافق مجھ حقیر کی راحت و آرام اور عزت و احترام کا سبب مسبب الاسباب نے جناب
معلی القاب سکندر حشمت دارا سطوت عدل گستر رعیت پرور امیر باذل حاکم دریا دل دلنواز
خاص و عام کارساز کام و مرام حضور سراپا نور خورشید قباب قمر رکاب جناب نواب مرزا
جعفر علی خان صاحب بہادر ملقب بہ نجم الدولہ ممتاز الملک مومن خان بہادر
دلاور جنگ صدر آرائے ریاست عظیم آباد دام اقبالہ ومد ظلالہ ولا زالت ملکہ و دولتہ
کی مرحمت و مکرمت کو قرار دیا اور اس دربار فیض بار کی بدولت دولت ثروت پائی تو جاہ و
عزت ہاتھ آئی اور آسائش و آرام ہاتھ آیا تو نام پایا کچھ شک نہین کہ اسی بذل و نوال
نے فارغ البال کیا جو بزم اہل قال اور قیل و قال کیا اور باوجود بے بضاعتی کے ذخائر
عاقبت سے مالا مال کیا جسکے شکریہ مین سوا اسکے کیا ہو سکتا ہی کہ اس توشہ آخرت کو
جو اس فارغ دلی کا مآل اور حسن تہیت پر دال ہی بہ طریق ہدیہ پیشکش کر کے بارگاہ احدیت
مین مستدعی ہون کہ خداوندا اس امیر کبیر کو اور اسکے فرزند ارجمند کو مادامت الایام
واللیالی برقرار رکھ اور فوائد دارین سے سرفراز کر بیت

الٰہی تا جہان را نام باشد درجہان باشی
بہ ملک و جاہ و حشمت فیض بخش و جہان باشی

افضل الاطبا

السید ذاکر حسین عفی عنہ

تقریظ و توثیق والاجناب فواضل و فضائل مآب حاوی الفروع والاصول ینبوع المعقول والمنقول جامع کمالات الکلام والاصول تالی آیات فصل الخطاب والخطاب المفصول مجتہد العصر والزمن مولانا سید ابوالحسن صاحب دام ظلہ العالی۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ شانہ

کتاب مستطاب فتح الغالب فی رد شرح المطالب تالیف و تصنیف صاحب اجل المراتب اعلی المناقب ذو القریحۃ النقادہ والطبیعۃ الوقادہ الحائز من العلوم العقلیۃ والنقلیۃ اوفر نصیب والفائز من الفنون الاصلیۃ والفرعیۃ بالمعلیٰ والرقیب محط رحال ذی العلۃ والمرض موضع امال من لہ السقم عرض الطبیب الماہر بلامین جناب السید ذاکر حسین بلغہ اللہ الی ذروۃ سنام الکمال بمحمد وآلہ خیر آل۔ میری نظر سے گزری نہایت خوبی وعمدگی سے رد کی ہے اور اسلام حضرت ابوطالب علیہ السلام کا بحجج قاطعہ و براہین ساطعہ ثابت کیا ہے اگر منصف مزاج تارک جدل و اعتساف بنظر انصاف دیکھے گا تو اسکو کسی طرح کا شک اسلام آبا کرام سید الانام و حضرت ابوطالب علیہ السلام مین باقی نہ رہے گا ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور جزاہ اللہ عنی وعن جمیع المؤمنین جزاء یشرح بہ الصدور حررہ بنمیاہ الوازرہ خادم الشریعۃ الطاہرہ السید ابوالحسن اوتی کتابہ بیمینہ فی الاخرۃ یوم الاثنین لاثنین خلیا من شہر ذی الحجۃ الحرام ۱۳۳۱ من ہجرۃ افضل الانبیاء العظام۔

تقریظ و توثیق چکیدہ قلم ہدایت شیم سرکار شریعت مدار نور الانوار قمر الاقمار قدوۃ الابرار قائد الاخیار المولی الرضی الحبر المتقی المنہل الروی الصراط السوی السراج الوہاج

والماء الثجاج والبحر العجاج النیر اللائح الطیب الفائح السحاب الهاطل الغیث الهاطل
البدر المشرق الغدیر المغدق مجتهد العصر والزمن جناب مولانا مولوی السید آقا حسن
صاحب انعم اللہ علیه بجزیل النعم والمواهب۔

باسمہ سبحانہ

لقد اعجبنی واطربنی ما حررہ السید الجلیل والطبیب النبیل ذی الفخر السنی
والشرف البہی البری عن الشین الحکیم السید ذاکر حسین حرسہ اللہ ووقاہ
من اشرار الناس وحماہ وسلک بہ سبل رضاہ ورضی عنہ وارضاہ من جملتہ
جمیلۃ وزبدۃ جلیلۃ وجوہرۃ عزیزۃ فی اثبات ایمان ابیطالب رغما لانوف
الجاحدین وقطعا لادبار المخالفین وہی مملوۃ من نکات شریفہ وحجج منیفہ و
حقائق حقیقہ وہی لائقۃ بان تکتب بالنور علی وجنات الحور وشفعہا باخبار معتمدۃ
رواہا الفریقان وخرجہا اہل العدوان لتکون اقوی فی الاحتجاج علی من انکر
الایمان ونصر بذلک کلہا المذہب الاثنی عشری بامتن برہان واطرف
بیان فجزاہ اللہ من حمایتہ الحق حق الجزاء واجزل لہ العطاء وآخر دعوانا ان
الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ الطاہرین المعصومین

الیس اللہ بکاف عبدہ
السید آقا حسن

حررہ السید آقا حسن بقلمہ

توثیق انیق تایق وثیق عالیجناب فضائل مآب حاوی الفروع والاصول جامع
المعقول والمنقول افضل الافاضل الملقب بصدر الافاضل وممتاز الافاضل
الفاصل بین الحق والباطل عمدۃ المحدثین وحید الزمن مولانا مولوی سید سبط حسن صاحب
دام برکاتہ وعمت افاداتہ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لقد اعجبنی واطربنی ما نسجه بیمناه المبارکة سلافة العصر وحکیمه ومقوّم الاود ومقیمه جناب المولوی السید ذاکر حسین حیاه ربه ما قعر به العین فانه وفقه الله کما درء الداء وفاق الاطباء کذلک اوهن ما تقوّله به حلیف الباطل وندیمه واقیف المهزل وحمیمه ونفی هذا الداء العضال حیث اتی ببیان شاف یشتفی به صریع الریب وسقیمه ورقی بعزائم براهینه ما نفثت به صلة الضلال من نافع السمّ فسلم وبرء منه سلیمه وحمی حمی الاسلام فامتنع جنابه وحریمه وسطا سطوة البزاة الشهب علی البغاث فاصبح الخصم مفحما کان الطیر علی راسه وطار ظلیمه وثبت ثبات الکماة الحماة عند الحفاظ فاجم هزیمه واشرق شموس تحقیقاته حتی اضاء الصبح لذی عینین بعد ما سجی الظلام ووقف بهیمه ولمعت اسرة الحق وسبحات الصدق کالنور علی قنة الطور حینما کلم کلیمه وقد ایده الله بروح القدس حیث نصر ولیه اباطالب الذی امن بطهارة ذیله حدیث الاسلام وقدیمه ودان واذعن لغرته القعساء کریم النسب ولئیمه وشهد بعلو قدره وانارة بدره الحجر البیت وحطیمه وباح بکرم اصله المعرق صنوه وسهیمه واقر المحب والعدوّ بانه فاقد الضریب وعدیمه وبیضة البلد عظیمه فلیت شعری کیف یشک فی دینه ودرة صدف النبوة یتیمه وکیف یرتاب فی دخوله الخلد وابنه قسیمه کلا بل ران علی قلوبهم فلا یفقهون حتی تزفزیم اهم جحیمه ویتنزل بساحتهم من العذاب الیمه واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

کتبه العبد العاثر

سبط حسن بن السید وارث حسین

اوثمها ربهما الی ظلال عفوه

(مہر: سبط حسن ۱۳۲۳)

تقریظ وتوثیق سابح بحر تدقیق سند العلما امام الفضلا بقیة الاسلاف فخر الاخلاف

مجمع العلوم والمعارف منبع الحکم والحقائق مستند الفقہا سمیٌ خامس اصحاب الکسا مولانا ومولی الکونین جناب مولوی سید سبط حسین صاحب دام ظلہ بدام الخافقین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی افاض علینا ودقا صمدارا من سحائب رحمۃ و استمطرلنا جودا فرافا من شائیب نعمہ والصلوۃ والسلام علی سیدنا ونبینا نبی الرحمۃ وسراج الامۃ افضل العادۃ منبتا واغرالاروحات مغرسا اطہر المطہرین شیمۃ واجود المستمطرین دیمۃ محمد وآلہ الطاہرین وابائہ الطیبین الذین ہم عماد الدین وسناد للمسلمین امابعد فقد رائت بعض المطالب من کتاب فتح الغالب سلیل الاطائب حاوی المفاخر والمناقب عالی الکعب فی الفنون العقلیہ طویل الباع فی العلوم النقلیۃ الحری الفایق والطیب الحاذق ثالث النیرین جناب الحکیم السید ذاکر حسین حرسہ رب المشرقین فلما استحلیت عنقردہ وانتقدت نقودہ وعرضت علی النار عودہ واستمطرت جودہ وعودہ وجدتہ حریا بان یکتب بالنور علی وجنات الحور فان خلاف ما انتبہ فیہ اقوی من جوف العیر واقفر من جوز القفاء کانہ الاستہلال فی اوائل النہار حررہ بیمناہ الوازرۃ خادم الشریعہ الطیبۃ الطاہرۃ سبط حسین اولی کتابیہا فی الاخرۃ فی الثامن والعشرین من ذی القعدہ سنۃ الف و ثلثمائۃ واحدی وثلثین من ہجرۃ من لا نبیٌ بعدہ

تقریظ وتوثیق چکیدہ کلک فاضل جلیل عالم نبیل العالم العامل والعیلم الکامل الصدر الشہیر والہمام النحریر الفارع علی اعلام الرشاد السالک نہج الصدق والسداد مولانا مولوی سید شبیر حسن صاحب دام ظلہ العالی مادامت النہر واللیالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی اعلی کلمۃ الحق ورفع منار الدین والصلوۃ والسلام علی نبیہ الذی ربی فی حجر عمہ سید الموحدین وبعث رحمۃ للعالمین وعلی الہ الطیبین

الطاهرین المعصومین لا سیما ابن عمه امیر المومنین امام المتقین صلوٰۃ زاکیۃ من یومنا ھٰذا الیٰ یوم الدین - اما بعد فقد سرحت برید نظری واجلت قداح بصری فیما ھذّبہ وجلاہ ورصّفہ واملاہ ونسجہ واتقنہ وزبرہ واحسنہ زبدۃ الحکماء الحذاق وصفوۃ الاطباء المنوّھین فی الآفاق ذو الفضل الراسخ والمجد الشامخ الراسی الحکیم العارف الآسی جناب السید ذاکر حسین صین عن کل شین فوجدتہ خیر مصنف واحسن مؤلف فجزاہ اللہ عن الاسلام خیراً حیث لم یدع من شبہات الخصم الجاھد المتعنت المتحذلق علماً الا نکّسہ ولا شاخصاً الا رکسہ ولا سحراً الا سدّہ ولا باباً الا ھدہ فترکہ کھشیم المحتظر وغادرہ کالجذع المنقعر واسئل اللہ ربی ان یخصہ بجلائل الائہ وعقائل نعمائہ انہ ھو المنعم المفضال والکریم ذوالجلال -

وانا العبد المذنب

السید شبیر حسن عفی عنہ

تقریظ وتوثیق چکیدہ کلک گہر سلک قدسی سمات ملکی صفات الکوکب الدری الذی یھتدی بہ المستھدی القمر السنی والبدر المضی عمدۃ العلماء مولانا ومولی الزمن سید ظفر حسن صاحب دام ظلہ العالی ابن علامۃ الفھامہ الھادی بمواعظہ سائر الانام مجتھد العصر والزمان جناب مولانا سید محمد حسین صاحب قبلہ الملقب بہ محقق ہندی دام ظلہ العالی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی ھو فی ارضہ وسمائہ معبود - لم یکن ولا یمکن مثلہ موجود تلالأ انوار حکمہ فی صدر کل ممکن موعود وصلی اللہ علی خیر خلقہ وسید رسلہ المنزہ من دنس الشرک والکفر من لدن آدمؑ الی ابیہ عبد اللہ من

قبل آبائه وامهاته محمد ن المحمود وعلى آله وعترته سادة الاسود لا سيما
علي ابن عمه ووصيه ووزيره وخليفة المنصوص في غدير خم صاحب المقام
المحمود الذي رباه على كتفه حين ازهاق الباطل رقاه بالصعود على ابن ابي طالب
ن الذي حرس رسول الله وحفظه ووقاه بعد ما امن به ستر امن اهل العنق والجحود
وبعد فقد سرحت النظر في احداثق فتح الغالب فوجدتها كالبستان فيها ازهار
البرهان وفيها سرر التبيان اشرق صدر المصنف بمشارق انواره وبعطر مشام
المؤمن بطيب هاره فلله در مصنفه حيث اتى بتقريرات معجبه ودلائل حقيقة
وكيف لا وقد الفه الطبيب الكامل زين المجالس والمحافل والبحر الذي ليس
له ساحل النجم الاظهر في سماء الكمال والعلم والدر الفاخر لصدف الفضل
والحلم ثالث النيرين جناب الحكيم السيد ذاكر حسين صانه الله عن كل شين
ومين وابقاه الى بقاء الملوين وانا المذنب السيد ظفر حسن عفى الله عنه
وعن ابائه يوم المحشر بمحمد واله المصطفين۔

تقریظ وتوثیق چکیده خامه فیض شمامه سرکار شریعت مدار الجامع بین رتبتی العلم والعمل المشمر عن
ذیله لدفع الزیغ والزلل الذی لا ینقطع مدراه لا یشق غباره ولا تقتفی اثاره وتجتنی
ثماره اللج الذی لا یساحل والنجم الذی لا یحافل الجدیر بان یزم الیه الرکاب ویدور حوله
الاقطاب مجتهد العصر ثالث النیرین مولانا السید ظهور الحسین حرسه رب المشرقین عن شر
اهل المین بحق الائمة المصطفین۔

بسم الله وله الحمد

وبعد فما نشر الجادی ولا سجع الحمام الشادی ولا انسکاب قطر الغادی باطیب
والطف مما حظر به متوسم نظری الفاتر ورائد فکری العاثر من کتاب سفر مما
زهو معانیه ورایقها حسن فحاویه ونطف مبانیه فحسبهما بلطائف ما فیه
من بغیة مرتاد الحق وطالبیه من جواهر الفوائد مما انجل اعجاب الفرائد

وعجب القلائد فی اجیاد الخرائد کیف لا وقد رصفها ترصیف الدر فی نحور الحسان
من ملك رقاب الفنون وقادها بعنان وقلد اعناق الدهور عقود مآثره وحلی
عواطل الایام بدرر مفاخره وانطق الکون بمنطق احواله فاصبحت لسانه لفصح
لعجزها عن عد فعاله وفرع من طارف المجد هام تلاعه وجاس من تلید الشرف
خلال رباعه وارتشف من زلال التحقیق البارد الهنی وارتضع من افاویق
التنقید العذب الروی من قصبه السبق الرقیب والمعلی واناف من قصور
الفضل المشرف المعلی. القاضی بغزار افکاره بین الحق والباطل. والممیز بزرق
یراعه الحالی من العاطل کریم العنصرین مهذب الاصلین الحاکی نور بصیرته
عن سنا القمرین المقتفی آثار آبائه المصطفین الهادی شعاشع نقده لذی
عینین المولی المهذب الحکیم السید ذاکر حسین بارك الله تعالی فی عمره
الشریف لحمایة دینه المرضی فلا یزال تفصل بالحق ویقضی فانه قد اودعه ما
ابان الحق فتجلی ولا کنصف النهار وازاح الباطل فاجتث من اصله وانهار وترك
ما زوره الجاحد الاشد فعل الخصم الالد سلو الاحراك به متمزقا وشتت
شمله فذهب تحت کل کوکب مبتددا متفرقا ففتح علی یدیه ما اسسه وزهق
ما زخرفه من المحال ودسسه فاصبح باحتوائه باهر المطالب عما یوذن بافول
زهر الکواکب ویسوی بین الطالع والغارب فلعمری انه لغنو الخالب حیث اتی علی
شرح المطالب مما لفقه ذلك الناصب الزراء لسان مولانا ابی طالب وادار علیه
الفلك فلحق بالاساطیر الذاهب فلا یکاد یلفی رسمه فی لابتی المشارق والمغارب
علی ان فیه من العلوم والمعارف ما یقر به عین الناظر العارف فجزاه الرحمن
خیر ما یجزی اهل الاحسان فانه ولی ذلك

حرره الاحقر السید ظهور حسین

لا اله الا الله التقوی
سید ظهور الحسین البارهوی
عبده

تقریظ و توثیق چکیدہ قلم افاضت و افادت شیم سرکار شریعت مدار فخر المحققین صدر المدققین
قامع اساس الضالین قاطع اعناق الملحدین المحی لشریعۃ جدہ خاتم المرسلین صاحب
المنزلۃ العلیا والمنقبۃ القصوی فقیہ اہل البیت علیہم السلام الدر الفاخر جامع المناقب
والمفاخر حضرت باقر العلوم مجتہد العصر مولانا السید محمد باقر ادام اللہ ظل افضالہ علی
روس المومنین والطالبین للعلم والیقین واطال لقائہ بحق محمد وآلہ المیامین ۔

باسمہ سبحانہ ولہ الحمد

کتاب مستطاب ہدایت نصاب فتح الغالب فی رد شرح المطالب جو مصنفات شریفہ سے
جلیل المراتب سلیل الاطائب ناصر عم النبی العاقب بالفتح الغالب علی کتائب
النواصب والمستاصل شافتھم بالحجج القاطعہ التی ھی امضی من مرھفات
القواضب الکاء لکل عائب ذا الضرس شقاقھم بفکرہ الصائب المحلی بکل
زین الصاحب ذیل الفخار علی الفرقدین جناب الحکیم السید ذاکر حسین حماہ اللہ
بکل ما تقربہ العین کے اور مشتمل ہے اثبات ایمان حضرت ابوطالب صلوۃ اللہ وسلامہ علیہ
پر بعض مقامات اسکے نظر قاصر سے گزرے بیانات شافیہ و تقریرات وافیہ کافیہ اسکے مطالعہ کرکے
نہایت بہجت و مسرت ہوئی الحق جناب مصنف باکمال نے نصرت و حمایت مین ناصر حامی رسول
صلے اللہ علیہ وآلہ کے جو خدمت شائستہ کی ہے وہ نہایت لائق تحسین و آفرین و قابل کمال
مدح و ثنائے اہل دین و ارباب یقین ہے حقیقت مین حضرت ابوطالب علیہ السلام نے جو حمایت
و حفاظت و نصرت رسول صلے اللہ علیہ وآلہ فرماکے احسان اسلام و اہل اسلام پر فرمایا ہے
اسکا شکر کسی طرح ادا نہین ہو سکتا اور آنجناب کے جلالت قدر اظہر من الشمس ہے اور قصائد رائقہ
غرلفیہ آنجناب کے شاہد صدق ہین کہ وہ جناب اعلے درجات اسلام و ایمان و معرفت یقین پر فائز تھے جسطرح آنجناب کا
شکر ہر مسلم پر واجب و لازم ہے اسیطرح آنجناب کے ناصر یعنی جناب مصنف عالی مقام کا شکریہ بھی مسلمین و مومنین کو
لازم ہے واللہ الموفق ۔

لا الہ الا اللہ
عبدہ محمد باقر
محمد بن علی الرضوی

محمد باقر الرضوی عفی عنہ جرائمہ

تقریظ وتوثیق رشحۂ خامہ عنبر شمامہ عالیجناب مستغنی عن الالقاب جلالت مآب نجامت انتساب اعلام تبت والامنزلت العلامۃ الفہامہ راس الجہابذہ الکرام الہادی بمواعظہ سائر الانام آیۃ اللہ فی العالمین وحجۃ علی الجاحدین مولانا مولوی ابوالمحاسن سید محمد حسین صاحب الملقب بہ محقق ہندی دام ظلہ العالی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی دل علی ذاتہ بصنع موجوداتہ وعرف البراھین وخلق الدلائل و نصب الحاجۃ علی اثبات وجوب وجودہ وجعل العلاء والآثار لثبوت کرمہ وجودہ تلالأ فی ظلم اللیالی النوار بنجومہ الزاھرۃ وتنور علی صفحات الایام لوامع قدرتہ الباھرۃ لانہ علی کل شیٔ قدیر والصلوۃ والسلام علی نبینا الذی کان بنورہ فی الاصلاب الطاھرۃ منتقلا منھا الی الارحام النظیفۃ العفیفۃ المطھرۃ الزاھرۃ لم ینجسہ ارجاس الکفرۃ وانجاس الشرک فی صلب من الاصلاب الباطنۃ والظاھرۃ وعلی الہ الاطائب الزاکیۃ الفاخرۃ وعترتہ الذکیۃ التقیۃ النقیۃ الطاھرۃ اما بعد فلا شبھۃ ولا ریب فی ذلک الکتاب المسمی بنفع الغالب المؤلفۃ فی رد ما زعمہ الناصب من کفر مولانا ابیطالب فلعمری ان ذلک البیان یشفی کل علیل ویروی کل غلیل اذ ھو کالشمس اللامعۃ فی سماء البرھان وکالدرۃ الفاخرۃ فی صدف البیان وکیف لا یکون کذلک وقد الفہ الفاضل البصیر والناقد الخبیر ذو الحسب الباذخ والنسب الشامخ الباسط لوسادۃ الطب علما وعملا والمتکی علی ارائک المعالجۃ لجمیع المرضی فرضا ونقلا فقد کان یعالج الابدان بمثل الادویۃ النباتیۃ والاحجار حتی صار مشتھرا بالطبیب الکامل فی الامصار ولما رای مرض التعصب والفساد لبعض النصاب الحساد فلم یرض الا ان یعالج ذلک المریض مع جمیع من یشارکہ فی العلۃ بترکیب ادویۃ البرھان من اجزاء الآیات من القرآن ولبعض معاجین الاخبار والآثار والادلۃ العقلیۃ والنقلیۃ فلعمری انہ معالجۃ قویۃ یزیل الشکوک اذا استعملہ احد من المنصفین

الطبیب المطبب الکامل البری عن الشین جناب الحکیم السید ذاکر حسین وفقہ اللہ تعالیٰ وسددہ وسلمہ لترویج دین جدہ محمد و آلہ المصطفین علیہ وعلیہم صلوات اللہ رب المشرقین ورب المغربین

وانا العبد السید محمد حسین عفی عنہ

تقریظ و توثیق رشحۂ کلک جواہر سلک سرکار شریعت مدار السید الفقیہ والحبر النبیہ وارث علوم اہل البیت علیہم السلام المقتفی آثار اجدادہ البررۃ الکرام محط رحال العلماء الاعلام ومہبط فیوض اللہ الملک العلام ملاذ الانام سناد الایتام ظہیر الاسلام مجتہد العصر مولانا مولوی سید محمد ہادی صاحب ادام اللہ برکاتہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وعلیہ نتوکل وبہ نستعین

کتاب مستطاب فتح الغالب فی رد شرح المطالب کو حقیر نے بعض مقامات سے دیکھا واقعاً نہایت تقریرات متقنہ اور تحریرات مبرہنہ سے اثبات ایمان حضرت ابو طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا ہے خداوند عالم مصنف کتاب مذکور کو یعنی عالی مراتب جمیل الخصال والضرائب سلیل البہالیل الاطائب ناصر عم النبی الشافع یوم القیام قاطع اعناق النواصب اللئام ومہبط شبہات الملحدین الطغاۃ الطغام مبطل ہفواتہم بالحجج القاطعہ ومرغم انافہم بالبراہین الساطعہ البری عن کل شین مولانا الحکیم سید ذاکر حسین اطال اللہ بقاہ ورزقہ کل ما تقر بہ العین وحشرہ مع محمد کما نصرہ و آلہ المصطفین کو اجر جزیل وذخر جمیل کرامت کرے اور عوض میں اس نصرت دین کے خیر دنیا و آخرت عطا فرمائے

وفقنا اللہ وجمیع المؤمنین للرشاد والارشاد وتحصیل الزاد لیوم المعاد

وانا اقل العباد محمد ہادی الرضوی غفر اللہ لہ

یوم التناد



تقریظ و توثیق ریختۂ خامہ ہدایت شمامہ سرکار شریعت مدار النبیج وحدہ و فرید عہدہ ظہیر الشیعہ ظہر الشریعہ صاحب الملکات الملکیہ و القوۃ القدسیہ غر المومنین عز عین الناسخین منار المہتدین خیر اللاحقین ملجا المومنین مجتہد العصر و الزمن مولانا مولوی السید نجم الحسن صاحب ادام اللہ ظلال افضالہ و اطال بقائہ بمحمد و آلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الحق المبین و الصلوۃ علی محمد و آلہ الطاہرین این رسالہ رائقہ نیقہ و صحیفہ فائقہ رشیقہ کہ حجتے است قاطع و برہانے است لامع مشتمل بر احسن مطالب و تثبت اسلام حضرت ابوطالب علیہ الصلوۃ و السلام بہ کمال خوبی و لطافت و جودت و متانت مرقوم شدہ است خداوند عالم مولف علام اعنی جناب مستطاب عمدۃ الاجلۃ الاطائب حمید القرائب زبدۃ الحذاق سابق السیاق الطبیب اللبیب و الکامل الاریب جناب الحکیم السید ذاکر حسین حسن عن کل شین را اجر جمیل کرامت فرماید و مومنین را از مطالعۂ آن مستفید و شادکام و برکات رسالہ را عام و تام گرداند

حررہ السید نجم الحسن

لا الٰہ الا اللہ ذو المنن

السید نجم الحسن عبدہ

صورة ما قرّظه العالم العامل الاديب الكامل ذو المناقب الفاخرة والمحاسن الباهرة الابر جناب المستطاب التقي النقي المسمى بمحمد سبحان النجفي سلمه الله ابده وايده بولي النبي الامي العربي

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله المبدي المبدع الازلي القديم - بارئ البرايا ومحيي العظام الرميم
الذي خلق الخلق ليعرفوه ويوحدوه ودلهم على ذاته بذاته ليعبدوه وخلق لهم
من الآيات في الانفس والارضين والسموات ما فيه عبرة لمعتبر وزاجر لمزدجر
وايد والله ما اقتضته العقول لاولي الالباب بشهادة الانبياء والاوصياء
الذين كشف عنهم الحجاب وايدهم بالآيات والبراهين والمعجزات وجعلهم
اكمل خلقه خلقا وافصحهم منطقا وفضلهم حسب مراتبهم مولدا ومآبا
لئلا يطعن فيهم جاحد ويسخر منهم معاند ويجد فيهم للعيب ولما دعوا اليه
مردا ومدفعا والصلوة والسلام على المبعوث رحمة للعالمين وآله سفن [illegible]
الذين اتم الله بهم النعمة واكمل بهم الدين وبعد فنعم كتاب العارف الحكيم السيد
ذاكر حسين ابن حكيم ميرا احمد حسين صاحب مرحوم المسمى بفتح الغالب في رد
شرح المطالب للناصب فهو لعمري قانون المعارف الحقيقية ومعجون نافع
لجميع الامراض القلبية معين بما فيه من الاشارات الى الدقائق والنكات عن
سائر المفردات والمركبات وهو تذكرة لمن تذكر وشفاء لما في الصدور وعمى
لمن استحب العمى وللمهتدين هدى ونور قد جمع فيه من الآيات المحكمة والاحاديث
المعتبرة والبراهين العقلية والشواهد النقلية ما يرغم به انف الجاحد ويدمغ به هام
المعاند فهو حقيق ان اقول فيه شعر هذا الكتاب للجاهد الراغب يتلى لرد الجاحد الناصب
كانه في قمع اهل العمى سيف علي بن ابي طالب [illegible] الكاتب

صورة تقريظ الفاضل العلامة من اهل السنة والجماعة اعنی جناب المستطاب وحی العلوم حامی انام ماحی بدعات الليام قدوة النحارير المتكلمين قاطع اساس الضالين قامع اعناق الجاحدين سید محمد مرتضی ابن سید المرتضى المشهدی ثم الاحمد آبادی لازال افاضاته وافاداته الى يوم الدين فی ۲۸ شهر

بسم الله الرحمن الرحيم نحمدك يا من خلق لكل فرعون موسى والصلوة والسلام الاكملان على النبی المبعوث من اتبعه دينه فقد اهتدى واله وعترته الذين هم كسفينة نوح عم من ركب عليها فقد نجی واصحابه الذين هم الاحباء الاصدقاء من اهل التقى والنقى اما بعد فيقول العبد المفتقر الى عفو ربه المقتدر محمد مرتضى المدعو بهمام الدين ابن السيد المرتضى المشهدی ثم الاحمد آبادی نصره الله تعالى بعيوب نفسه وجعل غده خيرا من يومه ان عادة الله قد جرت وسنته قد مضت ان يبعث المحق على عقب المبطل الزاهق فيقذف بالحق على الباطل فيدمغه فاذا هو زاهق بناء على ذلك فقد قام بعنايته تعالى لاخوانه الاخرة من حرارة سوء الادب فی جانب حبيب الرسول الذی هو طبيب لدفع امراض القلوب واوصاف الجهول الطبيب اللبيب الحاذق الذی هو فی غنية على بناء قرانه فايق جناب حليم سيدنا ابو حسين صاحب ابن حليم السيد احمد حسين صاحب مرحوم ادام الله تعالى فيوضه على عباده الى تعاقب العالمين فركب ترياقا المسمى بغنية الطالب فی رد شرح المطالب لاستيصال ضعف التمسكات التی هی اوهن من بيوت العنكبوتية من ادوية الايات القرانية والاحاديث النبوية والبراهين العقلية والنقلية نسئل الله تعالى ان يشفی شفاء كليا لمصنف شرح المطالب من امراض الفاسدة المحترقية فانه قد احترقت اخلاط عقائده بنار التعصب النفسانية وشكر الله من استنبطه للذك المتحرز من اشياء لها ميه وقرابادين الاطباء الروحانية فمن استعمل واستفاد واتقى وصدق بالحسنى فاما من استكبر واستغنى وادبر وتولى وسعى فی فلاقه وتمادی فقد تعدى وتغى وتعدى وكذب بالحسنى يبعث يوم الرجعى فی طايفة ودهم الله وقلی ويحشر فی زمرة من كان فی هذه اعمى فهو فی الاخرة اعمى وفقنا الله سبحانه تعالى وسائر اخواننا الی القرب من امتثال ما امرنا والاجتناب عما نهی وصلی الله تعالى على سيدنا ومولانا محمد واله وصحبه اجمعين ابد الابدين ۔

محمد مصطفى
المرتضى حسن
شهرت

صورة ما قرظه الشفيق الرشيد الاديب الخليص السعيد الاريب الطبيب اللبيب الذي فاز من احسن التربيب وغاية التهذيب على الحذاقة باوفر نصيب وهو في فنه جري بالتجريب حكيم سيد محمد حسين سلمه الرب السميع المجيب بحرمة النبي الحبيب صلوات الله وسلامه عليه وآله الاطيب الاطهر النجيب

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي خلق لكل داء دواء ولكل مرض شفاء فسبحان الذي وهب لنا عقلا الدراك الشفا ودرك الشفا واعطانا احساسا لحسن المواد الفاسدة ونجانا وحمانا من المحمومين المذمومين بقوله للذين امنوا هدى وشفاء والصلوة والسلام على عدل الاجناس والانواع وشرف الاصناف والاشخاص محمد الذي يداوي بالهداية علل القلوب ويشفي بالشفاعة امراض الذنوب وآله الذين يعالجون سقام الكفر والعناد ويداوون بتنقية مادة الفضلات والفساد اما بعد قد نشر امراض الشكوك والشوائب وظهر الفساد بين الحاضر والغائب من طبع شرح المطالب في اثبات كفر ابيطالب كما يسير امراض الساري والوباء في مبادي ومجازي البلاد والقرى حتى سمع ولحظ استاذي وملاذي الحليم الحاذق والطبيب الفايق سيدي وسندي السيد خادم حسين ابن الحليم السيد احمد حسين صاحب مرحوم اللكهنوي ثم الاميتاني معالج خاص للنواب نجم الدوله ممتاز الملك مرزا جعفر عليخان صاحب ادام الله ملكه واقباله فتخشص عللهما وعرض اكمامها وتوجه بعلاجها وكتب نسخة مسمى بفتح الغالب في رد شرح المطالب وهي لعمري ترياق مركب من ادويات ايات البينات ومعجون مولف من اجزاء الاحاديث المحكمات مع الدلائل القاطعات والبراهين الساطعات وهي مفيدة وموثرة في الساعة كمعجون البرء الساعة لانه كتب من مجربات كتب السنة والجماعة اللهم اشف بها شفاء تاما الامراض القلوب القاسيات واجعلها ترياقا شافيا لما في الصدور من علل الخبائث القاصيات بحرمة النبي وعترته الطاهرات

صورة ما قرظه الاكرم الكريم الجليل الجليل والسعيد الخليص النبيل ثمرة فواد الرسول قرة عين البتول قمر اقمار الفصاحة شمس سماء البلاغة الحسيب والنسيب السيد الاديب سجاد حسين النجار بي الازال محروسا عن الغايم والليالي تحت لوا المتقي وسيع الفضل

بسم الله الرحمن الرحيم

هر آئینه دل گرچه آئینه فهم وادراک ست مگر چون بصفای درون دریائی دیده حیران جلاے جو

آئین قدرت ایزد پاک است حکیم فہیم عقل کل کجا کہ جلوۂ بیچون چرا دریافتہ اقرار ما عرفناک
فرماید و بخود فراموشی منصور انا الحق گوئی منظور نہ نماید بیشک چشم اگرچہ خود آلۂ بینش است
مگر چون بچشم بصیرت نگری چشمۂ حیوان نور حکمت آفرینندہ جہان در ظلمات پردۂ آفرینش است نگرندہ
خضر مانند کو کہ لذت شربت زندگانی جاودانی چشد ولاریب گوش اگرچہ خود آلۂ شنوائی است
مگر چون بگوش ہوش شنوی از اندرونش آوازۂ گوناگون چون صدائے واثر گون از ارغنون قانون
قدرت بیچون در نغمہ سرائی است شنوندۂ سہیم کلیم کو کہ مذاق شرب مدام کلام ملک علام گیرد و بکوری چشمی
دیدار خواہان ارنی جز بیخودی حیرت و حیرت بیخودی صدمۂ برق عتاب لن ترانی نپذیرد
سلبے دل و چشم را آگاہی ونگاہے باید و گوش را شنوائی شاید چرا کہ دیدن و شناختن فرقی دارد و شنفتن
و پذیرفتن تفاوتی آرد چنانچہ مولف رسالۂ ہٰذا آیۂ تعالیٰ اسمہ بشرح المطالب بخوانید لہم قلوب لا یفقہون بہا ولہم
اعین لا یبصرون بہا ولہم اٰذان لا یسمعون بہا اولٰئک کالانعام بل ہم اضل ہ
اولٰئک ہم الغافلون در شباعت کفر ابیطالب نہ بے انصافی شیرہ چشمیہا بکار بردہ و روز را
شب و شب را روز شمردہ یعنی تصدیق قلبی را کہ عین ایمان است بتربیت و حفاظت و دلجوئی رسول
از جان و مال گذشتہ انکار نمود بگمان کفر بر حمیت عرب محمول کردہ بیکار انگاشت و ہرچہ اقرار لسانی لا اصل
اسلام است بر صداقت نبی در اشعار اشعار داد و انشا فرمود بخیال تملق بر محبت فرزندے گمان بردہ
رائگان انگاشت ختم اللہ علی قلوبہم وعلی سمعہم وعلی ابصارہم غشاوۃ ولہم عذاب عظیم
مگر آنچنانکہ منتقم حقیقی نار نمرودی را بہ گلزار ابراہیمی مبدل گردانید و جوش فرعونی را بہ اعجاز موسوے
در تنگنائے اپنی فرو نشانید و لذت تنگی گور چشانید اینک بمصداق ع مردے از غیب بروں آید و کاری بکند
فاضل اکمل و کامل افضل دیار ریب و طبیب لبیب سیدی سندی معاذی ملاذی استادی نور عینین حسنین
حکیم سید ذاکر حسین ادام اللہ ذاتہ و زاد اللہ افاداتہ بسبب جوشش کہ از حرارت شجاعت نسبی و نخوت
حمیت عربی در خون داشت دل و دماغ را سرگرم گرمجوشی پیچ و تاب عتاب یافت با تیغ و علم دست و قلم
بمیدان مقابلہ شتافت و تحریر رسالۂ فتح الغالب چون رسالۂ جنگی تمغائے فتح غالب بر سینۂ علم گنجینہ یافت
دوران رسالہ طعن ہائے تیز تر از طعن شمشیر و سنان و ضرب ہائے شدید تر از ضرب تیر و خنجر بران
عوض ہمرہ بر دل وجگر زد ہر دلیل کار تیغ سلیل نمودہ و ہر سبیل وسیل را بے مخاطب را از ذلیل و ذلیل

نشان داده مطالب مخاطب را آنچنان هم گردانید که معنای آن هست که به هست ظاهر گردید و مقاصد معاندان را بدان
سان معکوس فرمود که مفهوم سیهزم الجمع و یولون الدبر آشکارا بود خداوند اوندا در جهاد و سنانی هر فقره کتاب نشان
را فقره تیغ آنکه شکافته و هر ضرب شناسش را ضرب شمشیر شمرد تا خیر و خوبی کونین کرامت فرمود آنچنانکه بعد نشر فاتح
بدر و حنین را به نغمات لا فتی الا علی لا سیف الا ذو الفقار از لسان غیبی بخلعت غیبی ضربة
علی یوم الخندق خیر من عبادة الثقلین از زبان نبی معزز و ممتاز فرمودی بجاه محمد خیر المرسلین و عترته
الطیبین الطاهرین المعصومین صلوات الله و سلامه علیهم اجمعین الی یوم الدین

جملة ما قرظه المکرم الصمیم الامجد و خلیص الاغر الارشد رکن ارکان الفصاحة و عین اعیان البلاغة الصدیق الصادق السعید ذو الرای السدید الحکیم میرزا علی سلمه ربی بحرمة اهل بیت النبی الامی العربی و لا زال محفوظا من شداید الزمان و ملحوظا بعین عنایة الملک المنان

بسم الله الرحمن الرحیم

نخواهی در سخن گر حرف چینی
سخن این است خاموشی گزینی

سخن غلغله شهرت صاحب جان است اگر جان سخن باشد و کلام طنطنه شوکت اهل شان اگر شان کلام
دارد سخن نه هر گونه سخن و کلام نه هر نوع کلام بی سخن سخن آن است که بر خود گنجائش سخن ها شکفته باشد و کلام
کلام همان که جای کلام از خود بر دماغ شعله باشد الحق که سخن حق و کلام مصدق حجت نشیند صداقت خود تا قیام قیامت
قیام دارد و چون کلام ملک علام در درون اهل ایمان و اسلام مدام مقام نه آن باطل سخنی که سخن فهمان را
نشانند و نه آن لغو کلامی که در مجلس کلام متکلمان را تار و زهر تمام جای طعنه نه بیند که شدادی بنیاد
در عالم ایجاد از دل نه بان و زبان دل سخن باطل دعا و کلام ادعای باطل نمود آخر کار منصف عدالت
دثار قضا آن ادعا را چه گونه فیصله فرمود و فرعون با هزاران امداد دعوی در اختیار افسون کار سے
روزگاری بکامگاری بسر برد الا دریا برد آب خاک از دمار شش برآورد پس چون خدا و رسول
خدا را منکران وافی با عقل و فهم کافی ناکافی در جهان پیدا و هویدا است که پیدا و هویدا می گردند عجب
نیست اگر منکری انکار ایمان جناب ابیطالب نماید و ادراک چند چون بخجلت خود سیاه نموده کتابی
در این حال ز قیل و قال الفاظ و معانی ناپایدار سریع الزوال ترتیب الا نمود امید که والله متم

نوره ولو کره الکافرون کلوح اند ازد با حاشش سنگ است آن منتقم حقیقی را شایان که شخصی چنان صاحب ایمان پیدا فرماید که سر کوبیش را چنانچه باید شاید و بطوریکه شاید باید نام کتاب شرح المطالب از گوش می شنیدم اما شکر خدا که فتح الغالب را بچشم خود دیدم آن در اثبات نفی ثبات کفر و این در ثبوت بے سکوت ایمان جناب ابی طالب است ملاحظه فرمائید کدام مغلوب و کدام غالب است

در این دو دوران از آن دل و جان همان است فرقی که در کفر و ایمان

آن انوار روز روشن را ظلمت شب تیره و تار و گوهر شب چراغ را بیضه زاغ بنظر مردم کور چشمان در آورده و این شب را شب و روز را روز به روز داده کالای بدرا بپیش صاحبش زده فتح الغالب حجتهای معقول و منقول شرح مطالب را بدلائل منقول و معقول رد فرمود مایه شرح او سرمایه شرح مطالب خود ساخته آرے تا عنایات بے غایات جناب باری مددگار نه فرماید این گونه کار نمایان در این میدان رد مدعیان بنمود داری نمی آید دلائل مدعی را مدعای خود ساختن آسان کاری نیست و شواهدش را گواهان ادعای خود قرار دادن سهل نگاری نمی اگر بدین عقل و دانش و بدین فهم و بینش که از سیف علم و عمل قتل و قمع افواج وهم و خلل فرمود مصنفش را هزاران هزار مدح و ستایش نمایم هزار از یک و یک از هزار شمارم لیکن از ترس آنکه مردم نا انصاف صاف بر زبان آرند که مرزا در اوصاف اوستاد صاحب اجتهاد خود راه غلو پیموده و قدم خامه رنگین رقم را از جاده اعتدال آنسوی فرسوده بهتر آن و انسب همان است که مدح و ثنای مصنف را خود بزبان نیارم و به صاحب نظران انصاف نشان سپارم و دست دعا بر دارم که الٰهی کتاب شرح المطالب را چنانچه هست تا روز قیامت مغلوب و فتح الغالب را با غلبه که دارد غالب دارد بمحمد و آله الاطهار۔

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الواجب الواحد القديم الذى ليس لاوليته نهاية ولا لاخريته غاية وجوب وجوده ممكن الوجود حجة ودليل وصنع كل مصنوع الى معرفته منهج و سبيل تبارك الذى تنزه عن الفحشاء وتقدس عن وسم الاهواء قائما بالقسط جليل ليس له عديل عالم غنى برئ عن الجهل ليس له مثيل فاعل مدبر كل ما فعل من القضاء والقدر فهو عين خير ليس فيه شر وخطر يامر تخييرا بالعدل والاحسان والبر وينهى تحذيرا من السوء والفحشاء والمنكر هو الذى ابدع خلقنا بشرا او وهب لنا عقلا وشرفنا نطقا واولانا من الاعراض احساسا لدفع التلبيسات والتحريفات الواقعة فى اقوال الضال والمضل واعطانا من النعماء دراكا لرفع الشبهات والاغلوطات المختلطة بين الحق والباطل وافترض علينا طاعته فكلفنا بالنواهى والاوامر ولا يرضى من الكفار بالفواجر كلما يفعل فهو اصلح لا يظلم فيه ولا يجور ولا يجبر ولذلك قال الله تعالى فمن شاء فليؤمن ومن شاء فليكفر سبحان الذى نور قلوبنا بانوار الكلمات الطيبات واشرق عقولنا بجلائل الحجج الظاهرات وملاء صدورنا بانواع البراهين الناطقات على اثبات امامة اطهر الحجج، واطيب عنصرهم عترة خاتم الانبياء اشرف المخلوقات الذى نقلها الله تعالى من اصلاب الطاهرين الى ارحام المطهرات محمد المصطفى خاتم النبيين اجود الموجودات لم يدانه فى الحسب والنسب ومحاسن الشيم احد من الانبياء المبعوثين الى المخلوقات غير الذى كان نفس النبى وجسمه وقلبه ولسانه ودمه فى الكائنات الذى قال خير المرسلين فى شانه سيد الاصفياء والاولياء والاوصياء وخير البريات فافضل الصلوة واكمل التحيات عليه واله الطيبين المنتقلين من الاصلاب الطاهرة والارحام المطهرة

۱۔ مقدمہ [illegible] بعد کتاب طبع ہو جانے کے خطبہ [illegible] ہوا لہذا اس صفحہ سے (۱) سے (۲۴) تک [illegible] گیا ہے

عن دنس الکفر و رجس الشرک و نجس السیئات فنشهد ان لا اله الا هو قائم بالقسط
خالق الارض والسموات ونشهد ان محمدا خاتم النبیین خیر المرسلین ارسله
الله بالایات البینات والمعجزات القاهرات ونشهد ان المنصوص بالولایة و
الخلافة امیر المومنین علیؑ بن ابی طالب نفس رسول زوج البتول ابو الحسنین
خیار البریات المبرء والمنزه من البدایة الی النهایة عن الخبائث والنجاسات
الذی کانت ضربته یوم الخندق افضل من عبادة الثقلین کاسر الاصنام جاز
اعناق النواصب الاتین بالظلمات ونشهد ان ائمة الدین وخلفاء رب
العالمین من عترة سید المرسلین وسید الوصیین هداة الانس والجن وسائر
الخلیقات فمن الصلوة والسلام والتحیة افضلها واکملها واجملها علیه وعلیهم
بعدد ذرات الارض والسموات وعدد الرمال وقطرات الامطار واوراق
النباتات اللهم صل وسلم وزد وبارک علی محمد وال محمد کما صلیت بارکت علی
ابراهیم وال ابراهیم انک مجیب الدعوات **امّا بعد** منصفین اہل اسلام اور
مومنین کرام پر مخفی نر ہے کہ ایک رسالہ مسمی بشرح المطالب مصنفہ مولوی محمد احمد رضا خان
صاحب بعض احباب نے احمد آباد گجرات سے حقیر کے پاس بھیجا دیکھا مین نے کہ پہلے تو
صاحب رسالہ نے ایک مسئلہ ساکنان گجرات کی طرف منسوب کرکے لکھا اور اسکے جواب مین بہ
مکر و زور بڑی بڑی تعلیان اور منھ زوریان اور زبان درازیان کرکے جناب ابو طالب کے
کفر پر فتوی دیا ہی اور در پردہ تمام انبیا واوصیا علی الخصوص حضرت خاتم المرسلین سید النبیین
کے آبا و اجداد طاہرین کو مشرک و کافر قرار دیا ہی وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون
اگرچہ علماے گجرات خصوصًا قدوۃ المتکلمین زبدۃ المدققین قاطع اعناق الجاحدین قامع اساس
الضالین جناب السید شرف الدین صاحب لازالت افاداتہ الی یوم الدین کہ جو مشہور علماے
سنت وجماعت سے ہین لیکن محب خالص اہل بیت رسالت کے ہین اور کیونکر نہ ہون کہ سلسلہ
نسب مین اسی خاندان عصمت وطہارت سے ہین انھون نے اس خوبی وخوش اسلوبی سے
جواب ترکی بترکی دیے ہین کہ علماے متعصبین ودشمنان خاندان سید المرسلین ومخاصمین
دین مبین رسول رب العالمین کے ہوش وحواس باختہ میدان مناظرہ مین سپر انداختہ ہوکر
تشیع اور رفض کا الزام لگانے لگے غافل اس سے کہ انھین کے امام شافعی کا قول ہی ان کان
رفضا حب ال محمد فلیشھد الثقلان انی رافضی اور نیز علامہ سیوطی کہ جو حافظ اور
محدث اور امام کے لقب سے مشہور ہین انھون نے چھ رسالے نبوت اسلام ونجات

آباے کرام حضرت خیر الانام و جناب ابو طالب مین لکھے ہان علی قاری نے بعض رسائل علامۂ سیوطی کی رد کی ہی تو اُنکو معاوضہ بھی بمقتضاے جزاء سیئة سیئة مثلها ملا ہی اور عاقبت کی خبر خدا جانے کیا حال ہوا ہی محمد بن فضل اللہ خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر مین لکھتے ہین کہ اگر قاری نے یہ رسالے نہ لکھے ہوتے تو دنیا اُنکی تالیفات سے مملو ہو جاتی محمد بن عشقی کا مقولہ ہی کہ ہرات کی سردی نے قاری کے سر مین اثر کیا اُسی سبب سے عقل اُنکی مختل ہو گئی کہ اُسنے تکفیر آباے رسالت مآب صلعم مین رسالے لکھے تنبیہ الضلول تاج المکلل مین لکھا ہی کہ بہت سے اولیا و علما نے مطالعۂ کتب قاری کی ممانعت کی ہی کہ اُسنے بعض کتب مین بڑا تعصب کیا ہی اور بہت سے ائمہ پر طعن کیا ہی اور مولوی عبد الحی لکھنوی نے تعلیق الممجد مین لکھا ہی کہ علی قاری کی کتابین مفید ہین اگر بعض کتابون مین تعصب نہ کرتا تو بہت ہی مفید ہوتین اور قول مستحسن مین تو قاری کی خوب ہی خبر لی ہی پھر آخر مین لکھتے ہین کہ امنر تاب فی اخر عمرہ و شیخ عبد الحق محدث دہلوی مشکوۃ کے ترجمہ مین اور نیز اُس کی شرح مین لکھتے ہین کہ اما آباے کرام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمہ ایشان از آدم تا عبد اللہ طاہر و مطہر اند از دنس کفر و رجس شرک چنانچہ آنحضرت صلعم فرمودہ بیرون آمدہ ام از اصلاب طاہرہ و ارحام طاہرہ و دلائل دیگر کہ متاخرین علما آنرا تحریر و تقریر نمودہ اند و لعمری این علمی است کہ حق تعالی مخصوص گردانیدہ است بآن متاخران را یعنی علم آنکہ آبا و اجداد آنحضرت ہمہ بر دین توحید و اسلام بودہ اند و از کلام متقدمین لائح میگردد کلمات برخلاف ان ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء و یختص بہ من یشاء پھر لکھتے ہین کہ خدا جزاے خیر دہد علامۂ سیوطی را کہ درین باب رسائل تصنیف کردہ و افادہ نمودہ این مدعا را ظاہر و باہر گردانیدہ و حاشا کہ این نور پاک را در جای ظلمانی پلید بہ نہند و در عرصات آخرت بہ تعذیب و تحقیر آبا و اوریا مخزی و مخذول گردانند و شیخ عبد الحق دہلوی و امام قرطبی و محب طبری و امام غزالی و علامۂ صلاح الدین و علامۂ زرقانی و حافظ عبد العزیز پرہاری و محمد بن فضل اللہ و علامۂ سیوطی و امام ابو نعیم و سیوطی ہمدانی شافعی و بیہقی و سبط ابن جوزی و احمد زینی و امام موصلی و علی اجہوری و تلمسانی و امام شعرانی و امام سبکی و امام سحیمی و سید محمد رسول برزنجی و سلیمان رومی و نیز ابن سعد امام المورخین صاحب طبقات و محمد بن اسحاق و واقدی اور ایک جماعت کثیر ائمۂ حدیث و سیر و تفسیر وغیرہم کے افادات و مرویات سے بھی ثابت ہی چنانچہ قلبی نے کشف البیان مین اور

سلہ الاخبار الغنی ... [illegible]

آباے کرام حضرت خیر الانام و جناب ابو طالب مین لکھے ہان علی قاری نے بعض رسائل علامۂ سیوطی کی رو کی ہی تو اُنکو معاوضہ بھی بمقتضاے جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا ملا ہی اور عاقبت کی خبر خدا جانے کیا حال ہوا ہی محمد بن فضل اللہ خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر مین لکھتے ہین کہ اگر قاری نے یہ رسالے نہ لکھے ہوتے تو دنیا اُنکی تالیفات سے مملو ہو جاتی محمد بن عرعتی کا مقولہ ہی کہ ہرات کی سردی نے قاری کے سر مین اثر کیا اُسی سبب سے عقل اُنکی مختل ہو گئی کہ اُسنے تکفیر آباے رسالت مآب صلعم مین رسالے لکھے تنبیہ الضلول تاج المکلل مین لکھا ہی کہ بہت سے اولیا و علما نے مطالعۂ کتب قاری کی ممانعت کی ہی کہ اُسنے بعض کتب مین برا تعصب کیا ہی اور بہت سے ائمہ پر طعن کیا ہی اور مولوی عبد الحی لکھنوی نے تعلیق الممجد مین لکھا ہی کہ علی قاری کی کتابین مفید ہین اگر بعض کتابون مین تعصب نہ کرتا تو بہت ہی مفید ہوتین اور قول مستحسن مین تو قاری کی خوب ہی خبر لی ہی پھر آخر مین لکھتے ہین کہ امر تاب فی اخو عمرہ و شیخ عبد الحق محدث دہلوی مشکوۃ کے ترجمہ مین اور نیز اُس کی شرح مین لکھتے ہین کہ اما آباے کرام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمہ ایشان از آدم تا عبد اللہ طاہر و مطہر اند از دنس کفر و رجس شرک چنانچہ آنحضرت صلعم خبر مود بیرون آمدہ ام از اصلاب طاہرہ بارحام طاہرہ و دلائل دیگر کہ متاخرین علما آنرا تحریر و تقریر نمودہ اند و لعمری این علمی است کہ حق تعالی مخصوص گردانیدہ است بآن متاخران را یعنی علم آنکہ آبا و اجداد آنحضرت ہمہ بر دین توحید و اسلام بودہ اند و از کلام متقدمین الا بعضی دیگر دلالات بر خلاف ان ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء و یختص بہ من یشاء پھر لکھتے ہین کہ خدا جزاے خیر دہد علامۂ سیوطی را کہ درین باب رسائل تصنیف کردہ و افادہ نمودہ این مدعا را ظاہر و باہر گردانیدہ و حاشا کہ این نور پاک را در جای ظلمانی پلید بنہند و در عرصات آخرت بتعذیب و تحقیر آبا و ادبار مخزی و مخذول گردانند و شیخ عبد الحق دہلوی و امام قرطبی و محب طبری و امام غزالی و علامۂ صلاح الدین و علامۂ زرقانی و حافظ عبد العزیز پرہاری و محمد بن فضل اللہ و علامۂ سیوطی و امام ابو نعیم و سیوطی ہمدانی شافعی و دمیقی و سبط ابن جوزی و احمد زینی و امام موصلی و علی اجہوری و تلمسانی و امام شعرانی و امام سبکی و امام سحیمی و سید محمد رسول برزنجی و سلیمان رومی و نیز ابن سعد امام المورخین صاحب طبقات و محمد بن اسحاق و واقدی اور ایک جماعت کثیر ائمۂ حدیث و سیر و تفسیر وغیرہم کے افادات و مرویات سے بھی ثابت ہی چنانچہ ثعلبی نے کشف البیان مین اور

[illegible]

تھے دنس کفر و جس و خبث شرک سے لیں ضرور یہ نفوس زاکیہ طاہرہ یا انبیا تھے یا اوصیا سے
انبیا یا اولیاء اللہ لیس جو شخص ایسے نفوس مقدسہ کو الزام دے کفر و شرک کا اور اونکی شان
مین سوے ادبی کرے اوسکے مشرک و کافر سے بدتر ہونے مین کیا شک رہا اب رہا یہ امر کہ فقہ
اکبر کے بعض نسخون مین جو قول تکفیر آباے آنحضرت منسوب بامام ابو حنیفہ ہی اور یہ مذہب خاص اکثر
حضرات سنت وجماعت کا ہی اور اوسی پر دار و مدار ہی صاحب رسالہ کا تو وہ کسی طرح صحیح نہین ہو سکتا
کہ فقہ اکبر کے متعدد نسخون مین یہ قول مذکور نہین ہی اور جن مین یہ قول ہی وہ اونکی طرف منسوب ہی
حقیقۃ وہ فقہ اکبر امام کی نہین ہی ہم اس مقام پر زیادہ بحث کرنا نہین چاہتے فقط سیرۃ النعمان
حصۂ دوم صفحہ ۱۰۹ اکہ جو محمد شبلی نعمانی صاحب کی تالیف ہی ملاحظہ ہو لکھتے ہین کہ فقہ اکبر کو اگرچہ
فخر الاسلام بزدوی و بحر العلوم و شارحین فقہ اکبر نے امام صاحب کی طرف منسوب کیا ہے
لیکن ہم مشکل سے اوسپر یقین کر سکتے ہین پھر اوسی سیرۃ النعمان مین لکھتے ہین کہ امام رازی نے
مناقب شافعی مین تصریح کی ہی کہ امام ابو حنیفہ کی کوئی تصنیف باقی نہین رہی پھر اس قول کو
منسوب کرنا امام ابو حنیفہ کی طرف کسی طرح صحیح نہین ہو سکتا باایںہمہ صاحب رسالہ مسمی محمد
احمد رضا خان صاحب کہ حنفی المذہب ہین وہ تکفیر آباے آنحضرت اور جناب ابو طالب
کیا کر سکتے ہین بجز عوام فریبی اور اغواے جہلا کے پہلے وہ اپنا حنفی المذہب ہونا ثابت
فرمالین پھر تالیف و تصنیف کی ہوس کرین سیرۃ النعمان حصۂ دوم کے صفحہ ۱۱۱ مین لکھتے ہین کہ
محدثین کے نزدیک جو بڑے سے بڑے معرکہ آرا مسئلہ ہین اون مین کا یہ پہلا مسئلہ ہی کہ امام صاحب
نے فرائض و اعمال کو جزو ایمان نہین سمجھا پھر لکھتے ہین کہ ایک معمولی سمجھ کا آدمی کہہ سکتا ہی
کہ ایمان اعتقاد کا نام ہی جو دل سے متعلق ہی اور فرائض و اعمال جوارح کے کام ہین اس لیے
نہ ان دونون سے کوئی حقیقت مرکب ہو سکتی ہی نہ اون مین سے ایک دوسرے کا جزو ہو سکتا
ہی صاحب رسالہ اسی پر جان دیے دیتے ہین کہ جسنے اقرار لسانی نہ کیا وہ کافر ہی پھر حنفیت اونکی
کہان رہی حاصل کلام یہ ہی کہ رسالۂ مذکورہ زبان اردو مین ہی اور ابتدا سے انتہا تک تقریرات
مختلۃ النظام مشتمل بر کذب و اتہام و اباطیل و اوہام و بغض و عداوت خاندان رسول انام
و مدح سرائی منافقین طغام و خوارج لیام کہ جو بالاتفاق ذریات و اعقاب اہل کفر و شرک
و بدعت سے تھے مملو ہی اور کوئی دقیقہ اصحاب ضالین و غاصبین و خائنین و ناکثین و قاسطین
و مارقین کی طرفداری و جان نثاری و حمایت کا فروگذاشت نہین کیا اور پردہ پوشی مین انھین
مرتدین اور کفار و مشرکین کہ جو اصلاب و ارحام نجسین و خائبین و خاسرین سے پیدا ہوئی تھی
تمام انبیا و مرسلین علی الخصوص خاتم النبیین حبیب رب العالمین کو اصلاب نجسین و ارحام

خبیثین سے قرار دینے مین بڑی عرقریزی اور جان فشانی کی ہے اور اثبات کفر و شرک آباے کرام خیر الانام اور توہین و تنقیص اہل بیت عظام مین کوئی مکر و فریب اور اتہام اُٹھا نہین رکھا کہ جو موجب اختلال حواس ضعفاے دین اور ہیجان وسواس عوام و جہلاے بے صدق و یقین ہو سکتا ہے لہذا حسبۃ للہ و بجہت اکتساب ثواب ضرور ہوا کہ حقیقت حال اور اصلیت ہر مقال ظاہر کر دی جاوے کہ عوام الناس شر خناس اور فریب و اغواے وسواس یوسوس فی صدور الناس سے بچین اور دھوکا نہ کھاوین مصنف رسالہ نے جن تین آیتون اور پندرہ حدیثون اور ڈیڑھ سو گیارہ کتابون اور اسّی صحابہ و تابعین اور ڈیڑھ سو راویون کا نام گنوایا ہے اور اپنے گمان باطل مین جناب ابوطالب اور در پردہ تمام انبیا و آباے آنحضرت کا کفر و کفر ثابت کیا ہے ہم انھین آیات و احادیث و اقوال اور دیگر روایات و اخبار و آثار و اقوال صحابیان ذوی الاقتدار والاحترام و علماے اعلام و مفسرین مستندین اعلام و کملاے علم کلام و فقہاے عالی مقام کہ جو مشہور و معروف بمذہب سنت و جماعت ہین ان سب کی تحقیق و تدقیق سے اور نیز دلائل و براہین قاطعہ ساطعہ عقلی و نقلی سے افضل ترین اصحاب اور اوصیاے انبیا اور اولیاء اللہ اور مربی رسول اللہ اور عارف کامل اور مومن باذل ہوتا جناب ابوطالب کا اور طاہر ہونا اصلاب و ارحام انبیا اور اوصیا کا علی الخصوص حضرت خاتم المرسلین اور سید الوصیین امام المتقین امیر المومنین کا از آدم تا حضرت عبد اللہ و جناب ابوطالب اس صراحت سے ثابت کیے دیتے ہین کہ کسی کو جاے کلام نہ رہے اور مسمی کیا ہم نے اسکو ساتھ **فتح الغالب فی رد شرح المطالب** کے وما انا اشرع بتوفیق اللہ و توفیقہ فی المقصود متوکلا علی مفیض الخیر والجود و بہ نستعین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قولہ اس مین شک نہین کہ جناب ابوطالب تمام عمر حضور سید الاولین والآخرین سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم الی یوم القرار کی حفظ و حمایت و نصرت مین مصروف رہے **اقول** اس مین بھی معاندین و منافقین جو مصداق امنا بافواھھم ولم تؤمن قلوبھم کے ہین اور جن کی شان مین لھم فی الدنیا خزی ولھم فی الآخرۃ عذاب عظیم حق تعالی نے فرمایا ہے اگر وہ شک کرین تو کیا عجب ہے اور القاب مبارک جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم [illegible] لفظ سید سے آپ کا کیا منشا ہے کہ آپ نے فقط لفظ سید پر اکتفا فرمائی اور وہ [illegible] فصاحت و بلاغت سے پہلے تو سید المرسلین رقم فرمایا پھر اسپر ترقی فرمائی کہ

سید الاولین والآخرین اور بعد اسکے جو بلند پروازی کی تو سید الابرار جس سے صاف ظاہر
ہی کہ اولین وآخرین مرتبہ مین مرسلین سے بھی افضل ہین پھر سید ابرار فرمایا کہ ابرار اولین
وآخرین سے بھی بہتر ہین یعنی مرسلین اولین وآخرین مین شامل نہین اور نیز مرسلین اور
اولین وآخرین ابرار نہین ہین سبحان اللہ آپ نے فصحاے زمانہ کا دم بند کر دیا۔ اب کون
ایسی عبارت لکھ سکتا ہی اور ایسی مدح جناب رسالت مآب کی کر سکتا ہی **قولہ** اپنی
اولاد سے زیادہ حضور کو عزیز رکھا **اقول** بے شک اپنی اولاد وجان ومال سے زیادہ
عزیز رکھا اور کیونکر عزیز نہ رکھتے کہ عارفین وموحدین واوصیاے انبیا علیہم السلام سے
تھے جناب عبد المطلب کی وصیت تھی کہ یہ مرتبہ عظیم رکھتے ہین یعنی پیغمبر ہین ان کی حمایت
مین مصروف رہنا جیسا کہ کتب تواریخ وسیر وحدیث سے ثابت ہی ورنہ اپنی اولاد سے
زیادہ عزیز رکھنے کا کوئی سبب نہین ہی اور جہان آپ نے اس سبب کو بیان کیا ہی وہان پر ہم
آپ کی زبان سے امر حق ثابت کر دینگے **قولہ** اور اس وقت مین ساتھ دیا کہ ایک
عالم حضور کا دشمن جان ہو گیا تھا **اقول** یہ بھی غلط ہی اسواسطے کہ اس عالم مین تمام
قریش اور بنی ہاشم اور اعمام آنحضرت کے بھی شامل ہوے جاتے ہین حالانکہ وہ سب
دشمن جان نہ تھے اور اگر یہ امر تسلیم بھی کر لیا جائے تو فرمایئے کہ جناب ابو طالب کو کیا تخصیص
تھی کہ حفاظت وحمایت وکفالت ونصرت مین تمام عمر مصروف رہے مثل تمام اعمام آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ومثل تمام قوم وقبیلہ کے کیون دشمن جان نہ ہوے اور اپنی اولاد
سے زیادہ عزیز رکھنے کا کیا سبب ای حضرت وجہ یہ ہی کہ وہ حامل وصایاے انبیا اور
مستودعین سے تھے کہ وصایاے انبیاے سابقین کو تفویض آنحضرت کیا اور تشبیہ ابو طالب
کی ساتھ مومن آل فرعون کے ہی کہ جنکے حق مین حق تعالی یکتم ایمانہ فرماتا ہی **قولہ** اپنے تمام
عزیزون قریبون سے مخالفت گوارا کی سب کو چھوڑ دینا قبول کیا کوئی دقیقہ غمگساری جان نثاری کا
نا مرعی نہ رکھا **اقول** فی الحقیقت ایسا ہی ہو گیا آپ اسکا بھی انکار کر سکتے ہین اگر آپ سے
ہو سکتا تو انکار کیا بلکہ تکذیب ورد کرتے مگر تواریخ وسیر کفار ومشرکین تک ابو طالب کے
احوال سے مملو ہین **قولہ** اور یقیناً جانتے تھے کہ حضور افضل المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم
اللہ تعالی کے سچے رسول ہین اپنر ایمان لانے مین جنت ابدی اور تکذیب مین جہنم دائمی ہی
بنی ہاشم کو مرتے وقت وصیت کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرو فلاح پاوگے **اقول**
یہی یقیناً جاننا ایمان حقیقی ہی کہ آنحضرت افضل المرسلین سچے رسول ہین انکی تصدیق مین جنت
تکذیب مین جہنم ہی اور کیونکر بنی ہاشم کو وصیت نہ کرتے کہ ابو طالب وصی انبیا اور مستودعین سے

تھے جو کچھ خدا کی طرف سے اُنپر فرض تھا مرتے دم تک اُسکو ادا کیا فقط بنی ہاشم کو وصیت نہین کی بلکہ بنی ہاشم اور غیر بنی ہاشم سب کو وصیت اور نصیحت کی اگرچہ بنی ہاشم کو خاص کیا اور قریش کو عام طور سے اگر آپ بھی بنی ہاشم کے مقام پر قریش فرما دیتے تو ماخذ علم آپ کا مخفی رہتا کیا آپ نے معارج النبوۃ بھی نہین ملاحظہ فرمائی رکن سوم باب سوم فصل دوم واقعات سال دہم نبوت مین ملاحظہ ہو لکھتے ہین کہ محمد بن کعب قرظی می گوید کہ چون ابی طالب بیمار شد قریش بعیادت او می آمدند اول ایشانرا بنواخت و بعد از ان بہ نصیحت آن جماعت پرداخت و ایشان را بہ تعظیم کعبہ و صلہ رحم و رعایت عامل و عطای سائل دلالت کرد و بصدق حدیث و ادای امانت مبالغت نمود آنگاہ گفت شما را وصیت می کنم بہ متابعت و معاونت محمد کہ او امین قریش و صدیق عرب است و یہ امری آمدہ کہ دل قبول آن کردہ و زبان بصدق آن گواہی دادہ و بخدا سوگند کہ من چنان می بینم کہ اشراف آفاق و سادات و عظما و اکابر اطراف و اکناف دعوت او را اجابت نمودہ اند و تصدیق قول او بجا آوردہ اند و تمامی بلاد عرب و عجم مسلم گشتہ و زمام حل و عقد بدست تدبیر او دادہ و مفاتیح ابواب سعادت در جیب متابعت او نہادہ ای بنی ہاشم بدو تقرب جوئید بہ نفس و مال معاونت او نمائید حاصل یہ ہی کہ آپ سچ بولنے کی قسم کھائے ہوئے بیٹھے ہین مگر باوجود اسکے دعوائے اسلام و مومنیت رکھتے ہین ایمان سے فرمائیے کہ یہ قول ابوطالب کا جو صاحب معارج نے نقل کیا ہی کہ "دل قبول آن کردہ و زبان بصدق آن گواہی دادہ" یہ تصدیق جنانی اور اقرار لسانی نہین ہی تو اسکو کیا کہتے ہین کیا اسلام و ایمان اسی کا نام ہی جو آپ نے اختیار کیا ہی کہ زبان سے اقرار رسالت اور دعوائے سنت جماعت اور دل سے دشمنی آباو اجداد و اعمام بلکہ تمامی خاندان نبوت یہ تو آن دشمنان رسول خدا کا شیوہ ہی جو فی الظاہر مسلمان اور فی الباطن کافر تھے **قولہ** نعت شریف مین قصائد اُن سے منقول ہین اور اُن مین براہ فراست وہ امور مذکور کہ اُس وقت تک واقع نہ ہوے تھے بعد بعثت شریف کے ظہور مین آئے سب احوال مطالعۂ احادیث و مراجعت کتب سیر سے ظاہر ہی ایک شعر اُنکا صحیح بخاری شریف مین بھی مروی ہی **اقول** حفاظت و حراست و نصرت و کفالت و فرمانبرداری و جان نثاری حضرت ابوطالب کی مشہور ہی اور معروف ہی اور جو وصیتین اور نصیحتین قریش کو اور بنی ہاشم کو کی ہین اور جو نعتین اور نظمین جو مدح و ثنا و پیشینگوئیان فرمائین اور تصدیق رسالت پناہی اور اتمام نور الٰہی ہین جو تقریریان کی ہین مثل آفتاب کے نمایان ہین اور کیونکر نہ کرتے کہ موحدین عارفین اوصیاے انبیا یا ... سے تھے اور یہ کلمہ جو آپنے رقم فرمایا کہ "اُن مین براہ فراست وہ امور ذکر کیے جو اُس وقت تک واقع نہوے تھے بعد بعثت شریف اُسکا ظہور ہوا" یہ آپکی فراست ہی اسواسطے کہ فراست کے معنی معرفت فہم و ادراک و زیرکی و دانائی و علم قیافہ کے ہین اور علم قیافہ اُسے کہتے ہین کہ ہر شخص کی صورت سے اُسکی سیرت کو پہچان جائے فراست کے معنی

پیشین گوئی کے نہین ہین کاشکے فراست کے مقام پر کہا نہ یا اشلق سکے فرمایا ہوتا افسوس ہی آپ کی عقل و
دانائی پر کیونکہ جو پیشین گوئیان حضرت ابوطالب نے فرمائی تھین بعد آپکی وفات کے اُنکا ظہور ہوا اور ایسی
پیشین گوئی منصب انبیا یا اوصیاے انبیا یا اولیاء اللہ کا ہی کبھی یہ منامات صادقہ اور گاہ بالہام اور گاہی
بنزول ملائکہ من اللہ ظہور مین آتی ہین فراست کو پیشین گوئی سے نیا علاقہ ہے ہان کاہن اور نجومی وغیرہ بھی
پیشین گوئیان کرتے ہین مگر مشکل تو آپ کو یہ ہوئی کہ ابوطالب کو آپ نہ تو کاہن کہہ سکتے ہین نہ نجومی کیونکہ علاوہ
اُن دلائل کے جنکا بیان اس مقام پر باعث طول ہی یہی دلیل کافی ہی کہ کسی مورخ یا صاحب سیر نے جناب ابوطالب
کو لفظ کاہن یا نجومی سے خطاب نہین کیا اسواسطے آپ نے یہ لفظ فراست گڑھا اور ایک شعر حضرت ابوطالب
کے قصیدہ کا اور ایک سو دس بیتین محمد بن اسحٰق مدنی نے بھی نقل کین تو کیا جائے تعجب ہی کہ قصائد جناب
ابوطالب کے مدح و ثناے جناب ختمی مآب مین لاتعد و لاتحصیٰ ہین **قولہ** شیخ محقق مولانا عبدالحق دہلوی قدس
سرہ شرح صراط مستقیم مین اس قصیدہ کی نسبت فرماتے ہین "دلالت دارد بر کمال محبت و نہایت معرفت نبوت"
اقول ابھی گذارش کرچکا ہون کہ ابوطالب ابتدا سے موحدین عارفین اور اوصیاے انبیا سے یا لغیب تھے
جیسا کہ آپ کے مولانا عبدالحق دہلوی نے خود رقم فرمایا ہے "دلالت دارد بر کمال محبت و نہایت معرفت نبوت"
تو آپ نے نہ کمال محبت کو سمجھا نہ نہایت معرفت کو اور یہ حقیقت ان امور کی واقفیت کے واسطے مادہ چاہیے
وہ آپ مین معدوم اور یہ حق اُن علماے اعلام اور فضلاے عالی مقام کا ہی جو جمیع علوم مین کامل ہین اور آپ تو
مصداق ختم اللہ علی قلوبہم کے ہین آپ کو متاثر ہونا دشوار ہی مگر اتماماً للحجہ باتباع اہل حق و عرفان و اقوال
علماے عالی شان گذارش کرنا ضرور ہی کہ کلام مولانا عبدالحق مین جو کمال محبت کا لفظ آیا ہی اُسے سمجھیے محبت ماخوذ ہی
حب سے بمعنی میلان قلب اہل لغت کہتے ہین کہ محبت امر وجدانی ہی امور قلبیہ سے جسکے معنی میلان نفس کا ایک
شے کی طرف ہی اور بعض نے معنی محبت ارادہ قلب کے بیان کیے ہین مثلاً احببت ان افعل ای اردت ان افعل
اور بعض نے تعریف کی ہی کہ محبت میل طبع کی جنس سے ہی جیسے احب ولدی بمعنی یمیل قلبی وطبعی الیہ
حاصل یہ ہی کہ محبت کو کہ میلان نفس کا نام ہی مضاف کیا طرف قلب کے اور حب القلب کہا تو محبت ایک امر
اضافی ہی اور اُسکی چند قسمین ہین محبت[1] سببی - محبت[2] خلقی - محبت[3] تکلیفی - محبت[4] التزامی پس محبت[1] سببی بہ سبب
اسباب کے ہوتی ہی جیسے قرابتی[1] کہ بوجود قرابت اصلاب و وصلت رحم طبیعت بصورت ترحم ذوی الاصلاب
و الارحام کی طرف مائل ہو جاتی ہی شہوانی[2] کہ وہ ایک امر ہی وجدانی لازم حیوانی کہ بالطبع میلان ہوتا ہی طرف اغذیہ
و اطعمہ و اشربہ و ازدواج وغیرہ کے صداقتی[3] کہ بسبب حصول صداقت کے رغبت کرتا ہی انسان صدیق کی طرف
اور تعظیم و تکریم اُسکی پیدا ہوتی ہی غرض کسی سبب سے میلان قلب ہو اُسکو محبت سببی کہتے ہین محبت خلقی کہ بعد
استکمال بدن کے خلائق کے دلون مین حق تعالی پیدا کرتا ہی کہ بغیر تحصیل صداقت و قرابت و صناعت وغیرہ کے

[1] اقسام محبت از ناصر العترۃ مصنفہ جناب سید ابوالقاسم لاہوری صفحہ ۶۳ - ۶۴ و بعض مقام از لوامع التنزیل جزو ثانی صفحہ ۱۳۰ - ۱۳۱

میلان اُنکا اس طرف کو ہوتا ہی اور وہ تعظیم و تکریم اولیا و اصفیا و انبیا و غیرہ کی کرتے ہین اور اُنکے اعدا کو ذلیل
اور حقیر جانتے ہین اور اُنکی تذلیل و توہین مین مصروف رہتے ہین اور اس قسم خلقی کا مصداق علما نے اس آیۂ کریمہ
کو لکھا ہی ان الذین امنوا وعملوا الصالحات سیجعل لہم الرحمن ودا یعنی جو لوگ ایمان لائے ہین اور عمل صالح
کرتے ہین جلد خدا سے مہربان گردانتا ہی اُنکے واسطے مودت اور محبت کو چنانچہ نیشاپوری و ثعلبی و زمخشری نے کشاف
مین سبب نزول اس آیہ کا اس طرح لکھا ہی ان النبی قال لعلی قل اللہم اجعل لی عندک عہدا واجعل لی فی
صدور المومنین مودۃ فانزل ہذہ الآیۃ یعنی فرمایا پیغمبر خدا نے علیؑ سے کہ ای علیؑ کہہ تو کہ بار خدایا کر تو اپنی طرف
سے میرے واسطے عہد اور پیدا کر واسطے میرے صدور قلوب مومنین مین مودت و محبت پس یہ آیہ نازل ہوا تیسرے
محبت تکلیفی اور وہ عبارت ہی اس امر سے کہ حق تعالی بندے کا امت کو تکلیف دی کہ اپنے دلون کو مائل کرین اور
رغبت کرین طرف سید الانام اور اُنکی آل کرام کے اور اکتساب کرین محبت کو کہ فائق ہو یہ بنسبت محبت اقارب و
ذوی الارحام کے کہ بعد تحصیل اس محبت کے جان اور مال اور اولاد فدا اُنکی کرین اور مصداق اسکا قول حق تعالی
ہی قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی چوتھے محبت التزامی ہی اور وہ دو حال سے خالی نہین یا یہ بنسبت
معبود ہی یا عباد ہی جو بنسبت معبود ہی اس سے مراد یہ ہی کہ حق تعالی کسی کی محبت کو اپنی ذات پر لازم گردانے یعنی
معہود کرے مثلاً واللہ یحب المحسنین یہ محبت خدا کی محبت التزامی ہی اسواسطے کہ محبت کے معنی میلان قلب کے
ہین اور حق سبحانہ تعالی قلب اور جسم سے مبرا ہی نسبت دینا محبت قلبی اور بغض قلبی کا خدا کی طرف ممتنع ہی پس
محبت خدا سے مراد معنی مجازی ہین کہ ایصال خیر اور انعام ہی اور جو بنسبت عباد ہی وہ متعلق بلزوم قلب ہی پس محبت
التزامی بنسبت عباد کے بحسب تفاوت اشخاص متفاوت ہوتی ہی اور اس محبت کے بھی مدارج ہین عام خاص
اخص اور اخص کے بھی دو درجے ہین درجۂ ثانیہ وہ ہی کہ اُس سے زیادہ ممکن نہین اُسکو درجۂ خاتمیت کہتے ہین
محبت عام بندہ بنسبت خدا کے عبارت ہی اس امر سے کہ ان العبد بعد تحصیل المعرفۃ یمیل قلبہ میلا تاما
الی الامور الالہیۃ حتی لا یفرط فی احدہا یعنی بندہ کہ بعد تحصیل کرنے معرفت خدا کے میلان مفرط اُسکے قلب مین
پیدا ہوتا ہی کہ امور الٰہیہ کو ترک نہین کرتا اور ہر وقت مرید اور فاعل اُسکا ہوتا ہی محبت عام معبود بنسبت عوام
عباد کے جیسا کہ مطالب السؤل مین ہی ان محبتہ تعالی للمومنین کارادتہ تعالی باثابتہ ودفع عقابہ
عنہ من جہۃ الایمان والاعمال فہذہ الارادۃ بہذا المعنی رحمۃ فالمحبۃ اخص من ذلک خلاصہ یہ ہی
کہ محبت حق تعالی کی عام مومنین کی بنسبت ارادۂ الٰہیہ بعطاء ثواب و دفع عقاب من جہۃ الایمان والاعمال ہی اور
اسی ارادہ کو محبت کہتے ہین اور در اصل محبت اخص ہی ارادہ سے کہ ارادہ فقط میلان ہی محبت خاص بندہ وہ محبت
ہی کہ بندہ بعد حصول کمال معرفت مائل ہوتا ہی بلکہ میلان قوی اُسکا عبادت و طاعت الٰہی پر ہوتا ہی اس طرح
سے کہ ہر فعل صعب کو اسہل و اخف شمار کرتا ہی محبت خاص خدا کی بنسبت بندۂ خاص کے عبارت ہی عن
کشف الحجاب عن قلبہ وتمکینہ من ان یطاء علی بساط قربہ لیاخذ ما یوصف سبحانہ بہ مما

یجوز وممالا یجوز علیہ بالایقان فبذلک ینفوق علی کل فائق یعنی خدا کشف حجاب کرتا ہو اُسکے قلب سے
اور تمکین دیتا ہو اُسکو چلنے پر کہ میرے قرب بساط کی راہ پر چلے واسطے اخذ کرنے اُن اوصاف کے کہ متصف ہے
ساتھ اُن صفات کے ذات باری اور اُن صفتون سے کہ جائز ہو اور اُن صفتون سے کہ جائز نہین ہو اوپر بندہ
کے یقین کے ساتھ اور بعد حصول اس مرتبہ کے فائق ہوتا ہو تا تقین پر درجۂ محبت اخص بندہ جو درجۂ اخص کا
اول درجہ ہو وھو عبارۃ عن اشد المیلان الموفق للتجافی عن دار الغرور والترقی الی عالم الانس و
الحضور والوحشۃ ممن سواہ فتصیر ھمومہ ھمًا واحدًا فیسھل لہ الیہ الوصول یعنی قلب بندہ
مین اشد میلان پیدا ہوتا ہو اور وہ میلان مؤید اور موفق ہوتا ہو اور برخواستہ اور آمادہ کرتا ہو کہ ہمیشہ بندہ پا
بہ رکاب رہتا ہو اس دار غرور و فانی سے اور ترقی کرتا ہو اور بلند ہوتا ہو عالم نور اور عالم موانست و حضور کی طرف
اور توحش کرتا ہو جمیع ماسوی اللہ سے اور ہو جاتے ہین ہموم اُسکے ہم واحد اور وصول اُسکا بقرب و تعالی اسہل
ہوتا ہو اول درجہ محبت اخص الٰہی ھو عبارۃ عن ماھو احسان مخصوص بلیق بحالہ و یمتازبہ عن جنسہ
بمزایا زایدۃ والنوائل العالیۃ من رضوانہ واخص انعامہ من ازلافہ فیشمولہا ینقاد لہ کلما
ارادہ بارادتہ تعالی یعنی احسان جو مخصوص خداوندی ہو اور لائق بحال بندہ ہو کہ بسبب اُسکے وہ ممتاز ہوتا
ہو اپنے اجناس سے ساتھ مزیت زائدہ کے اور عطایاے عالیہ کے اور رضوان الٰہیہ کے اور اخص انعام
کبریائیہ کے پس بشمول ان الطاف ربانیہ کے جو کچھ ارادہ کرتا ہو منقاد بارادۂ الٰہیہ ہوتا ہو یعنی جسوقت اُس کی
نزدیکی سے ندا بجا لاتا ہو حق تعالی لبیک عبدی کہتا ہو اور جب دعا کرتا ہو مقبول ہوتی ہو اور جو سوال کرتا
ہو حق تعالی عطا فرماتا ہو اور جسوقت حق تعالی سے پناہ طلب کرتا ہو پناہ اُسکو ملتی ہو چنانچہ غزالی و ابن طلحہ وغیرہ نے
حدیث قدسی روایت کی ہو جو اسی محبت اخص الٰہی پر دلالت کرتی ہو وہ حدیث قدسی یہ ہو قال تعالی لایزال عبدی
یتقرب الی بالنوافل حتی احبہ فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ و
یدہ الذی یبطش بہا ولسانہ الذی ینطق بہ ورجلہ التی تمشی بہا وان دعانی اعطیتہ وان استعاذنی
اعذتہ یعنی جو بندہ کہ تقرب میرا بنوافل حاصل کرے اُسکا دوست ہوتا ہون مین اور جسوقت کہ اُسکا دوست
ہوا مین پس سمع اُسکا ہون مین جس سے سماعت کرتا ہو وہ اور بصارت اُسکی ہوتا ہون کہ دیکھتا ہو وہ ساتھ
اُسکے اور لسان اُسکی ہون کہ کلام کرتا ہو وہ ساتھ اُسکے اور ہاتھ اُسکا ہوتا ہون کہ مضبوط پکڑتا ہو وہ ساتھ
اُسکے اور پانوٗن اُسکا ہوتا ہون کہ چلتا ہو وہ ساتھ اُسکے اور اگر دعا کرتا ہو تو عطا کرتا ہون مین اُسکو اور
پناہ مانگتا ہو تو پناہ دیتا ہون مین اُسکو حاصل یہ ہو کہ اس حدیث سے ثابت ہو کہ حق تعالی اپنے دوست کو
اسقدر دوست رکھتا ہو کہ جو فعل کہ جوارح دوست سے صادر ہوتا ہو اُسکو وہ اپنا فعل جانتا ہو یہ مراد نہین ہو
معاذ اللہ کہ حق سبحانہ تعالی اُسکا جوارح ہو جاتا ہو یعنی اُس شخص موصوف کے اعضا مین حلول کر جاتا ہے
جیسا کہ مذہب حلولیہ کا ہو بلکہ مراد اس سے اشارات اضافیہ ہین مثل من یطع الرسول فقد اطاع اللہ اطاعت

یجوز ومما لا یجوز علیه بالایقان فبذلک یتفوق علی کل فائق یعنی خدا انکشف حجاب کرتا ہو اُسکے قلب سے
اور تمکین دیتا ہو اُسکو چلنے پر کہ میرے قرب بساط کی راہ پر چلے واسطے اخذ کرنے اُن اوصاف کے کہ متصف ہو
ساتھ اُن صفات کے ذات باری اور اُن صفتون سے کہ جائز ہو اور اُن صفتون سے کہ جائز نہین ہو اور پر بندہ
کے یقین کے ساتھ اور بعد حصول اس مرتبہ کے فائق ہوتا ہو نا لقین پر درجۂ محبت اخص بندہ جو درجۂ اخص کا
اول درجہ ہو وھو عبارة عن اشد المیلان الموفق للتجافی عن دار الغرور والترقی الی عالم الانس و
الحضور والوحشة ممن سواه فتصیر همومه هما واحدا فیسهل له الیه الوصول یعنی قلب بندہ
مین اشد میلان پیدا ہوتا ہو اور وہ میلان مؤید اور موفق ہوتا ہو اور برخواستہ اور آمادہ کرتا ہو کہ ہمیشہ بندہ پا
برکاب رہتا ہو اس دار غرور و فانی سے اور ترقی کرتا ہو اور بلند ہوتا ہو عالم نور اور عالم موانست و حضور کی طرف
اور توحش کرتا ہو جمیع ماسوی اللہ سے اور ہو جاتے ہین ہموم اُسکے ہم واحد اور وصول اُسکا بقرب و تعالی اسہل
ہوتا ہو اول درجہ محبت اخص الٰہی ھو عبارة عن ما ھو احسان مخصوص یلیق بحاله و یمتاز به عن جنسه
بمزایا زایدة والنوائل العالیة من رضوانه واخص انعامه من ازلافه فیشمولها ینقاد له کلما
ارادہ بارادتہ تعالی یعنی احسان جو مخصوص خداوندی ہو اور لائق بحال بندہ ہو کہ بسبب اُسکے وہ ممتاز ہوتا
ہو اپنے اجناس سے ساتھ مزیت زائدہ کے اور عطایا ے عالیہ کے اور رضوان الٰہیہ کے اور اخص انعام
کبریائیہ کے پس بشمول ان الطاف ربانیہ کے جو کچھ ارادہ کرتا ہو منقاد بارادۂ الٰہیہ ہوتا ہو یعنی جسوقت اُس کی
نزدیکی سے ندا بجا لاتا ہو حق تعالی لبیک عبدی کہتا ہو اور جب دعا کرتا ہو مقبول ہوتی ہو اور جو سوال کرتا
ہو حق تعالی عطا فرماتا ہو اور جسوقت حق تعالی سے پناہ طلب کرتا ہو پناہ اُسکو ملتی ہو چنانچہ غزالی و ابن طلحہ وغیرہ نے
حدیث قدسی روایت کی ہو جو اسی محبت اخص الٰہی پر دلالت کرتی ہو وہ حدیث قدسی یہ ہو قال تعالی لا یزال عبدی
یتقرب الی بالنوافل حتی احبه فاذا احببته کنت سمعه الذی یسمع به وبصره الذی یبصر به و
یده الذی یبطش بها ولسانه الذی ینطق به ورجله التی تمشی بها وان دعانی اعطیته وان استعاذ بی
اعذته یعنی جو بندہ کہ تقرب میرا بنوافل حاصل کرے اُسکا دوست ہوتا ہون مین اور جسوقت کہ اُسکا دوست
ہوا مین پس سمع اُسکا ہون مین جس سے سماعت کرتا ہو وہ اور بصارت اُسکی ہوتا ہون کہ دیکھتا ہو وہ ساتھ
اُسکے اور لسان اُسکی ہون کہ کلام کرتا ہو وہ ساتھ اُسکے اور ہاتھ اُسکا ہوتا ہون کہ مضبوط پکڑتا ہو وہ ساتھ
اُسکے اور پانوٗن اُسکا ہوتا ہون کہ چلتا ہو وہ ساتھ اُسکے اور اگر دعا کرتا ہو تو عطا کرتا ہون مین اُسکو اور
پناہ مانگتا ہو تو پناہ دیتا ہون مین اُسکو حاصل یہ ہو کہ اس حدیث سے ثابت ہو کہ حق تعالی اپنے دوست کو
اسقدر دوست رکھتا ہو کہ جو فعل کہ جوارح دوست سے صادر ہوتا ہو اُسکو وہ اپنا فعل جانتا ہو یہ مراد نہین ہو
معاذ اللہ کہ حق سبحانہ تعالی اُسکا جوارح ہو جاتا ہو یعنی اُس شخص موصوف کے اعضا مین حلول کر جاتا ہے
جیسا کہ مذہب حلولیہ کا ہو بلکہ مراد اس سے اشارات اضافیہ ہین مثل من یطع الرسول فقد اطاع اللہ اطاعت

فقال رسول الله ما انتجيته ولكن الله انتجاه اور خود جناب امیر المومنین نے مکرر گروہ مسلمین مین فرمایا سلونی قبل ان تفقدونی فانی اعلم بطرق السموات فانی اعلم بها من طرق الارض اور مثل اسکے حالات انبیا و اوصیا و اولیاء اللہ بکثرت ہین کہ نقل کرنا سب کا باعث تطویل ہی الحاصل جناب ابوطالب کو کمال محبت تھی آنحضرتؐ سے یعنی تمام مدارج محبت کے آنکو حاصل تھے چنانچہ محبت نسبی تو ظاہر ہی کہ عم رسول مختار تھے اور اگر فقط محبت نسبی ہی ہوتی تو ممکن تھا کہ مثل دیگر اعمام کے ابوطالب بھی مخالفت کرتے جیسا کہ آپکا قول ہی کہ ایک عالم حضور کا دشمن جان ہو گیا تھا جن مین قریش و بنی ہاشم اور بعض اعمام بھی شریک تھے اسواسطے کہ جب ایک سبب پر دوسرا سبب غالب ہو جاتا ہی تو سبب اول مغلوب بلکہ کالعدم ہو جاتا ہی مثلاً برادران حقیقی کہ محبت نسبی فی الظاہر رکھتے ہین مگر کبھی بغلبۂ اغراض نفسانیہ اور حب جاہ و ثروت بلکہ ادنیٰ مال دنیوی کے واسطے ایک دوسرے کے دشمن جان ہو جاتے ہین حتی کہ نوبت بہ قتل و قمع پہونچتی ہی اور ایک دوسرے کو قتل کر ڈالتا ہی محبت خلقی بھی ابوطالب کے واسطے ثابت ہی کہ حق تعالیٰ نے اُنکے دل مین پیدا کر دی تھی جس سبب سے قلباً حضرت سید النبیین خاتم المرسلین پر نثار تھے اور کوئی دقیقہ تعظیم و تکریم آنحضرت کا فروگذاشت نہین کیا حالانکہ آنحضرت بھتیجے تھے اور خود ابوطالب پرورش و تربیت مین مصروف تھے مربی آنحضرت کے تھے اُنکو عظمت اور اکرام کرنا ضرور نہ تھا پس بالضرور یہ محبت حق تعالیٰ نے حضرت ابوطالب کو عنایت فرمائی تھی اور یہی حال حضرت عبد المطلب کا تھا اور جس وقت عبد المطلب نے آنحضرت کو سپرد ابوطالب کیا تو دوسرے بھائیون نے حضرت ابوطالب کی بھی خواہش کی تھی چنانچہ تواریخ و سیر اس احوال سے مملو ہین مگر عبد المطلب نے حضرت ابوطالب کے سپرد کیا باین شرط کہ مین تو ابوطالب کو لائق اس کام کے جانتا ہون مگر جسکو خود محمدؐ پسند کرے اور اختیار کرے اور آنحضرتؐ کو عبد المطلب نے طلب کیا اور کہا کہ ان مین سے جسے تم اختیار کرو مین اسکے سپرد کرون آنحضرت فوراً اُٹھے اور زانوے ابوطالب پر جا بیٹھے اُسوقت عبد المطلب نے فرمایا شکر خدا کہ میرا اختیار کرنا مطابق اختیار محمدؐ ہوا کیونکہ حضرت آجتک کسی دادا نے اپنے پوتے کا اور پوتا بھی صغیر السن اُسکا یہ اعزاز و اکرام کیا ہی اور یہ قدر و منزلت اُسکی کی ہی کہ اُسکا اختیار کرنا جو مطابق اختیار جد ہوا تو جد شکر خدا بجا لایا حاصل یہ ہی کہ یہ محبت حق تعالیٰ نے ابوطالب کو آنحضرت کی عطا فرمائی تھی اور آنحضرت کو ابوطالب کی محبت تکلیفی کے مصداق بھی ابوطالب تھے کہ جان و دل سے راغب بلکہ فریفتۂ رسول انام تھے اور اپنی اولاد اور اقارب اور ذوی الارحام سے زیادہ سمجھتے تھے اور اسقدر اپنے دل کو مائل کیا تھا کہ فائق اور زائد ہونا اُس سے متخیل و متصور نہین ہو سکتا سوا اسکے محبت تکلیفی ہی کہ اوپر ہم بیان کر آئے ہین چنانچہ حضرت رسالتمآب فرماتے ہین اہلبیت کی شان مین کہ اس محبت کا اکتساب کرو والذی نفسی بیدہ لا یدخل فی قلب رجل الایمان حتی یحبکم لله ولرسوله اور فرمایا احبوا اهل بيتي یعنی کہ دوست رکھو اور محبت کرو میرے اہلبیت کی میری محبت کے سبب سے اور فرمایا اہلبیت کو واللہ ایمان اُسکے دل مین داخل نہین ہوتا جو تم کو دوست نہ رکھے پس محبت

تکلیفی محبت اکتسابی ہی لیکن مخاطب عالی مقام کو دقائق علوم و عرفان سے کیا علاقہ ہی نفاق قلبی نے عقل کو زائل
کر دیا ہی مصداق افلا یعقلون مین شامل ہین جب کافہ امت محمد کو اکتساب محبت اہل بیت کا حکم محکم بلسان
رسول اور بنص صریح قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی ہو کہ بغیر حصول محبت اہل بیت آنحضرت
ایمان مفقود ہی چہ جائیکہ جو شخص اہل بیت اور ذریت مین سے ہو اور ذات بابرکات شفیع المذنبین پر جان و دل سے
شیفتہ ہو اور آنحضرت کی رضامندی اور خوشنودی کا طالب رہے اپنی جان اور مال اور اولاد سے فدا رہے
مصیبتین اور تکلیفین اٹھائے حتی کہ باتفاق و اجماع اہل سیر و تواریخ پتے درختون کے کھائے اور خواب و خور
اپنے اوپر حرام کر دیے مگر حمایت اور جان نثاری سے باز نہ آئے تو کیونکر ممکن ہی کہ وہ محبت تکلیفی سے خالی اور
ایمان سے محروم رہے چنانچہ جب بلوا کیا کفار نے تو آنحضرت کو شعب مین لے گئے اور مثل قلب و روح کے
ایک ساعت جدا نہ ہوتے تھے اور آنحضرت کے واسطے فرش بچھاتے تھے اور جب شب ہوتی تھی تو اپنے فرزندون
مین سے ایک کو اس فرش پر سلاتے تھے اور آنحضرت کو مخفی دوسرے مقام پر پہونچاتے تھے کہ اگر کچھ ضرر پہونچائیں
کفار تو میری اولاد کو پہونچائین مگر آنحضرت محفوظ رہین اور تمام عرب کو عامۃً اور قریش و بنی ہاشم کو خاصۃً وعظ و پند
کرتے تھے اور سعی بلیغ فرماتے تھے کہ دیکھو محمد صدیق ہی دین اسکا خیر الادیان ہی یہ پیغمبر آخر الزمان ہی اسکی اتباع
کرو فلاح پاؤگے غرض ابوطالب نے کوئی دقیقہ دعوت اسلام اور تصدیق رسالت آنحضرت کا فروگذاشت نہین
کیا باوجود ان سب امورات کے معاذ اللہ وہ کافر رہے اور انکے دل مین ایمان داخل نہ ہوا بلکہ مخاطب و الا اسکو مسلم
اور مومن خطاب کرتے ہین کہ جو فقط زبان سے لا الہ الا اللہ کہے اور دل سے دشمن خاندان نبوت ہو یہ نہین جانتے
کہ ایسے مسلمین کی شان مین حق تعالی فرماتا ہی کہ تریدون عرض الدنیا واللہ یرید الاخرۃ یعنی تم لوگ خواہان
متاع دنیا ہو اور اللہ چاہتا ہی آخرت کو اور ایک مقام پر فرماتا ہی تسرون الیہم بالمودۃ وانا اعلم بما اخفیتم
وما اعلنتم ومن یفعلہ منکم فقد ضل سواء السبیل یعنی چھپاتے ہو تم لوگ دوستی کفار کی اور مین خوب جانتا
ہون جس چیز کو تم چھپاتے ہو یعنی محبت کفار کو تم چھپاتے ہو اور محبت مسلمین تم ظاہر کرتے ہو اور جو شخص ایسا ہی وہ
گمراہ ہی راہ راست سے پس جس طرح کفار کی دوستی پوشیدہ کرنے والے اور مومنین کی دوستی ظاہر کرنے والے کو خدا
جانتا ہی اور وہ لوگ موصوف بہ گمراہی ہین اسی طرح ابوطالب نے بضرورت مخفی کیا اپنے ایمان کو اور ظاہر کیا کفر
کو عالم الغیب اور رسول اسکا خوب واقف تھا کہ ابوطالب بلاد است پر تھے محبت الٰہی کہ جسکی تین قسمین ہین
عام خاص خص کہ بمنزلہ اشیاء ثلاثہ منقسم اقسام ثلثہ ہوئی محبت عام عباد کی اس قسم کی
محبت کے مصداق بھی ابوطالب تھے کہ تحصیل معرفت ... عقل ... اس
حد کو پہونچائی کہ میلان مفرط پیدا ہو گیا یہی سبب تھا کہ کیا ... احکام
الٰہی و اظہار و صداقت آنحضرت سے ... اور ابتدا تا انتہا ... رہے اتمام
امور الٰہی و ابلاغ دین رسالت پناہی ہین اور ثابت قدمی اور اطاعت و فرمانبرداری مین یکتا تھے کہ مشہور آفاق

تکلیفی محبت اکتسابی ہی لیکن مخاطب عالی مقام کو دقائق علوم و عرفان سے کیا علاقہ ہی نفاق قلبی نے عقل کو زائل
کردیا ہی مصداق افلا یعقلون مین شامل ہین جب کافۂ امت محمدؐ کو اکتساب محبت اہلبیت کا حکم محکم بلسان
رسولؐ اور بنص صریح قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی ہو کہ بغیر حصول محبت اہلبیت آنحضرت
ایمان مفقود ہی چہ جائیکہ جو شخص اہلبیت اور ذریت مین سے ہو اور ذات بابرکات شفیع المذنبین پر جان و دل سے
شیفتہ ہو اور آنحضرتؐ کی رضامندی اور خوشنودی کا طالب رہے اپنی جان اور مال اور اولاد سے فدا رہے
مصیبتین اور تکلیفین اٹھائے حتی کہ باتفاق و اجماع اہل سیر و تواریخ پتے و درختون کے کھائے اور خواب و خور
اپنے اوپر حرام کردیے مگر حمایت اور جان نثاری سے باز نہ آئے تو کیونکر ممکن ہی کہ وہ محبت تکلیفی سے خالی اور
ایمان سے محروم رہے چنانچہ جب بلوا کیا کفار نے تو آنحضرت کو شعب مین لے گئے اور مثل قلب و روح کے
ایک ساعت جدا نہ ہوتے تھے اور آنحضرتؐ کے واسطے فرش بچھاتے تھے اور جب شب ہوتی تھی تو اپنے فرزندون
مین سے ایک کو اس فرش پر سلاتے تھے اور آنحضرت کو مخفی دوسرے مقام پر پہونچاتے تھے کہ اگر کچھ ضرر پہونچائین
کفار تو میری اولاد کو پہونچائین مگر آنحضرت محفوظ رہین اور تمام عرب کو عامۃً اور قریش و بنی ہاشم کو خاصۃً وعظ و پند
کرتے تھے اور سعی بلیغ فرماتے تھے کہ دیکھو محمدؐ صدیق ہی دین اسکا خیر الادیان ہی یہ پیغمبر آخر الزمان ہی اسکی اتباع
کرو فلاح پاؤ گے غرض ابوطالب نے کوئی دقیقہ دعوت اسلام اور تصدیق رسالت آنحضرت کا فروگذاشت نہین
کیا باوجود ان سب امرون کے معاذ اللہ وہ کافر رہے اور انکے دل مین ایمان داخل نہ ہوا بلکہ مخاطب والا اسکو مسلم
اور مومن خطاب کرتے ہین کہ جو فقط زبان سے لا الہ الا اللہ کہے اور دل سے دشمن خاندان نبوت ہو یہ نہین جانتے
کہ ایسے مسلمین کی شان مین حق تعالی فرماتا ہی کہ تریدون عرض الدنیا واللہ یرید الاخرۃ یعنی تم لوگ خواہان
متاع دنیا ہو اور اللہ چاہتا ہی آخرت کو اور ایک مقام پر فرماتا ہی تسرون الیہم بالمودۃ وانا اعلم بما اخفیتم
وما اعلنتم ومن یفعلہ منکم فقد ضل سواء السبیل یعنی چھپاتے ہو تم لوگ دوستی کفار کی اور مین خوب جانتا
ہون جس چیز کو تم چھپاتے ہو یعنی محبت کفار کو تم چھپاتے ہو اور محبت مسلمین تم ظاہر کرتے ہو اور جو شخص ایسا ہی وہ
گمراہ ہی راہ راست سے پس جس طرح کفار کی دوستی پوشیدہ کرنے والے اور مومنین کی دوستی ظاہر کرنے والے کو خدا
جانتا ہی اور وہ لوگ موصوف بہ گمراہی ہین اسی طرح ابوطالب نے بضرورت مخفی کیا اپنے ایمان کو اور ظاہر کیا کفر
کو عالم الغیب اور رسولؐ اسکا خوب واقف تھا کہ ابوطالب [illegible] پر تھے محبت النزاعی کہ اسکی تین قسمین ہین
عام خاص خص [illegible] محبت عام عباد کی اس قسم کی
محبت [illegible] ابوطالب [illegible]
حد کو پہونچائی کہ میلان مفرط پیدا ہو گیا یہی سبب تھا کہ کیا [illegible] احکام
الٰہی [illegible] آنحضرت سے [illegible]
[illegible] تھے کہ مشہور آفاق

مستحق ہوکر ممتاز ہو گئے مزید الطاف ربانیہ سے اپنی اجناس مین اور پہونچے اُس درجۂ عالیہ کو کہ جو کچھ حق تعالی سے طلب کرین وہ اُنکو عطا فرمائے چنانچہ بعد عہد نامۂ عرب کے جبرئیل نے جناب آن سرور کو خبر دی کہ صحیفۂ مکتوبہ کو دیمک کھا گئی اور حضرت نے اپنے چچا کو آگاہ کیا جیسا صاحب معارج لکھتے ہین پس حضرت اران خبر خبیر عم پر غم خود رسانیدہ ابوطالب گفت از بیرون کسی بما نمی آید و تو از ینجا بیرون نمی روی و تا غایت بدروغ منسوب نبودی و ہیچکس تو خبر نیاوردہ این سخن از کجا می گوئی فرمود قادر مطلق و حاکم برحق جل ذکرہ جبرئیل را فرستادہ مرا خبر داد ابوطالب گفت خدای تو برحق است و گواہی میدہم کہ راست میگوئی بعدہ ابوطالب نے قریش کو خبر دی کہ محمدؐ کہتے ہین کہ تم نے جو عہد نامہ درخانۂ کعبہ پر لٹکا دیا ہے دیمک اُسکو کھا گئی فقط اسم الٰہی باقی ہے اگر یہ بات غلط نکلے تو پھر تم کو اختیار ہے جو چاہنا کرنا اور اگر یہ امر محمدؐ نے سچ کہا ہے تو تم لوگ اپنی کم فہمی اور بے عقلی سے باز آؤ اور اس ظلم کو چھوڑ دو اور آپس کے عہد و پیمان کو توڑ دو سب نے یک زبان ہوکر منظور کیا اور صحیفۂ مکتوبہ کو سقف کعبہ سے اُتارا اور مطابق فرمودۂ ابوطالب کے پاکر حیران ہو گئے اور بعض نے کہا کہ یہ سحر محمدی ہے اُسوقت ابوطالب کھڑے ہوے اور در کعبہ پکڑ کر دعا کرنے لگے اللھم تعلم من ظلم و نحن مظلومون فانصرنا علی من ظلمنا و قطع ارحامنا و اخرجنا من دیارنا و استحل ما یحرم علینا حاصل یہ کہ حضرت ابوطالب کو مرتبۂ عبدیت اخص حاصل تھا اور مقربین بارگاہ لم یزلی سے تھے جو کچھ دعا آپ نے فرمائی سب مقبول ہوئی اور نصرت کی حق تعالی نے کہ تا حیات تمام کفار پر غالب رہے کسی کو طاقت نہ ہی باوجود اس کثرت کے کہ کوئی کلمہ خلاف شان آپ کے منھ پر کہہ سکتا بلکہ سب کے سب مغلوب رہے فضل خدا سے دیکھیے اسکو الیقین کہتے ہین تصدیق اسکا نام ہے کہ جناب ابوطالب نے فرمایا کہ خدای تو برحق است و گواہی میدہم کہ تو راست میگوئی توحید اور رسالت اور جبرئیلؑ کی تصدیق فرمائی اسی کو ایمان کہتے ہین اب باقی رہا درجۂ دوم اخص کہ اسکو درجہ خاتمیہ بھی کہتے ہین کہ اس سے فوق کوئی درجہ باقی نہین ہے یہی کمال محبت کا درجہ ہے یہ بھی حضرت ابوطالب کو حاصل تھا کہ باطن آپکا کدورت دنیوی سے مبرا ہو گیا تھا اور حجاب قلب سے مرتفع ہو گئے تھے اور بحر وحدت مین غوطہ زنی فرماتے تھے اور جمیع مشواغل منقطع ہو گئے تھے اور درجۂ علم الیقین سے اور عین الیقین سے حق الیقین تک فائز ہو چکے تھے اور برگزیدگان خدا اور عارفین باصفا مین شامل تھے اسی کا نام ہے کمال محبت اور یہ درجہ انبیاء اور اوصیاے انبیاء اور اولیاے خدا اور برگزیدگان خدا کا ہے پس ان دلائل قاہرہ اور براہین باہرہ سے ثابت ہے کہ ابوطالب اوصیاے انبیاء بالنفسہ نبی سے تھے اب باقی رہا درجۂ محبت خاتمیہ من اللہ الی العبد جو اوپر مذکور ہوا اور یہ امر تو ظاہر ہے کہ جب یہ مرتبہ ابوطالب کو ملا تو مستحق ہوے محبت خاتمیہ من اللہ الی العبد کے پس الطاف ربانیہ اور عنایات بے غایات کبریائیہ شریفہ نامہ نے گھیر لیا ابوطالب کو اور وہ مرتبۂ عنایت فرمایا کہ تا قیامت کسی فرد کو افراد بشر سے حاصل نہین ہو سکتا چنانچہ مربی و وقت خاتم النبیین حامی حبیب رب العالمین حافظ سید المرسلین ابوطالب کو گردانا کیونکہ حضرت اب کسی فرد بشر کو امید اسکے امکان کی ہے کیا پھر جناب ختمی مآب پیدا ہونگے جنکو کوئی پرورش اور تربیت کریگا اور مربی و ناصر و حامی رسول

مدارج النبوة جلد دوم باب سوم فصل اول صفحہ ۶۹ سطر ۱۶

گرامی مشہور ہوگا اور تمام عمر آنحضرت کی خدمت اور نصرت مین بسر کریگا اور تمام کفار عرب سے تنہا مقابلہ اور مباحثہ کریگا اپنی جان و مال و اولاد فدائے پائے جناب رسالت کریگا جسوقت کفار آنحضرت کو مجنون و ساحر و شاعر کہین گے تو وہ آنحضرت کو صدیق اور رسول کموسی باعلان اور آپ کے دین کو خیر الادیان ظاہر کریگا بسا تعجب ہے اُن بے بصیرتون سے کہ جو برگزیدگان کبریا کو متہم بکفر کرتے ہین اور غضب خدا تعالی و رسول سے نہین ڈرتے توہین و تنقیص نبوی کو ایمان تصور کرتے ہین حالانکہ جس طرح خاتم المرسلین پر نبوت ختم ہوئی اور آپ کو خطاب حبیب اللہ خاتم المرسلین سے مخاطب فرمایا اسی طرح اللہ جل شانہ نے ابوطالب پر بھی تمام مدارج محبت کو ختم کیا اب نہ کوئی دوسرا رسول ہوگا جو خاتم المرسلین ہو نہ کوئی ابوطالب ہونگے جو مربی اور ناصر خاتم المرسلین قرار پائین کیا آپ نہین واقف کہ جب پیغمبر خدا کو حق تعالی نے اظہار نبوت کا حکم عطا فرمایا اُسوقت کفار و مشرکین کا کیا حال تھا اور کس مرتبہ بغض و حسد و کینہ اُنکے دلون مین پیدا ہوگیا تھا اور کس طرح آنحضرت کی تکذیب مین مصروف تھے اور کونسی تکلیف ایسی تھی جسکے دینے مین اُن کفار نے کمی کی ہو یہان تک ایذائین دینے کا قصد کیا کہ ابوطالب آنحضرت کو شعب مین لے گئے آپ بتلائیے تو کونسا مسلم تھا جسنے حمایت کی کونسا مومن تھا جسنے جان اپنی فدا کی کس نے اپنے عزیز و اقربا دوست و آشنا بلکہ تمام عرب سے مخالفت کرکے ایسے نازک وقت مین ساتھ دیا اور اپنے عیش اور آرام کو ترک کرکے مصیبتین ایذائین تکلیفین اُٹھائین ترک وطن کر دیا درخت کے پتے کھا کے بسر کی لیکن ترک حمایت و نصرت نہ کی اور بصیغہ مدح و ثنا مین پیہم [illegible] اول اول سوا حضرت ابوطالب کے کس نے آپ کے دین کو خیر الادیان کہا چنانچہ جسوقت قریش نے محاصرہ [illegible] کا تو ابوطالب نے قصیدہ طولانی انشا فرمایا جسکا ایک شعر یہ بھی ہے الم تعلموا انا وجدنا محمدا + رسولا کموسی صح ذلک فی الکتب افسوس ہے کہ ایسے مومن موحد برگزیدہ خدا حامی و ناصر خاتم الانبیا حبیب رب العالمین کو نسبت کفر دینا اس سے بڑھکر کونسی بدیہی ہوگی کیون جناب اصحاب مہاجر و انصار رسول مختار سے قبل اُنکے اسلام لانے کے کون شخص ایسا ہے کہ ان صفتون مین سے ایک کا موصوف نہین یا تو تکذیب اور توہین کرنے والے اور مجنون و شاعر کہنے والے تھے یا ساکت اور شریک اُن لوگون کے مگر کوئی تصدیق کرنے والا معین و یاور و ناصر نہ تھا بجز ابوطالب کے اب ہم آپ سے پوچھتے ہین کہ جھٹلانے والا توہین کرنے والا مجنون و شاعر و ساحر کہنے والا برابر ہو سکتا ہے موحد و کرنے والے تصدیق کرنے والے حمایت و نصرت کرنے والے مدح و ثنا کرنے والے کے اب لیجیے نہایت معرفت جو قول مولانا عبد الحق دہلوی کا ہے اور آپ فرماتے ہین کہ معرفت گو کیسی ہی کمال کی ہو ایمان نہین یہ قول آپکا لغو ہے آپ کو مہارت فقہ و حدیث مین بھی نہین تو علم معقول و منقول مین آپکی دستگاہ معلوم خبار بر علمائے ایمان کو کبھی تصدیق و اذعان اور کبھی معرفت سے تعبیر کیا ہے انشاء اللہ اسکا ذکر آگے آتا ہے بحث ایمان مین معرفت ہر علم و فن مین بلکہ ہر شے مین اُسوقت حاصل ہوتی ہے کہ درجۂ کمال کو پہونچے اور غور و خوض و فکر و تامل کرکے اُسکے تمام جزئیات و ذاتیات و ما یتعلق بہا سے واقفیت حاصل کرے اور کما حقہ اُس سے ماہر ہو جاوے اُسوقت اُسکو نہایت معرفت حاصل ہو سکتی ہے کیا آپنے قول

جناب رسالت مآب جو بین الخاص والعام مشہور و معروف ہی نہین سنا کہ فرماتے ہین ما عرفناک حق معرفتک پس حق معرفت بھی نہایت معرفت ہی پس نہایت معرفت نبوت کو آپ نے حق کفار و مشرکین تصور فرمایا ہی یہ آپ کو نہین معلوم کہ بغیر فکر و تامل و بے غور و خوض و بے حصول معرفت کسی امر کا اختیار کرنا دلیل سفاہت ہے حق تعالی فرماتا ہی قل انما اعظکم بواحدۃ ان تقوموا للہ مثنی و فرادی ثم تتفکروا ما بصاحبکم من جنۃ ترجمہ۔ کہو اے محمد سوا اسکے نہین کہ نصیحت کرتا ہون مین تم کو ایک بات کی وہ یہ ہی کہ قائم ہو تم یعنی اٹھو تم مجلس رسول سے واسطے خدا کے دو دو اور ایک ایک واسطے مشورہ کے پھر فکر کرو تم نہین ہی تمھارے صاحب یعنی پیغمبر پر دیوانگی سے پس فکر و خوض و تامل موجب ایمان تحقیقی ہی کہ زوال پذیر نہین اسی کا نام نہایت معرفت ہی نہ امثال آپ کے کہ جس حدیث یا آیت کو دیکھ لیا بلا تامل و فکر بے تحقیق و تدقیق زبان سے کہنے لگے اسلام و ایمان سے منحرف ہو گئے خاندان نبوت کی تذلیل و توہین کو اپنا شیوہ کر دانا اجداد و آبا و اعمام رسول انام کو کافر و مشرک کہنے لگے فقط کلمہ پڑھنے کو ایمان سمجھنے لگے یا حضرت کلمہ پڑھنا چیز دیگر ہی اسلام و ایمان شی دیگر ہی اہل لغت بالاتفاق لکھتے ہین کہ ایمان تصدیق قلبی کو کہتے ہین جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہی وما انت بمؤمن لنا یعنی مصدق لنا اور اصطلاح شرع مین اختلاف کثیر واقع ہوا ہی بعضون کے نزدیک ایمان بمعنی صلوۃ ہی لقولہ تعالی ما کان اللہ لیضیع ایمانکم یہان پر ایمان کے معنی صلوۃ کے ہین اور مومن حق سبحانہ تعالی کا نام بھی ہی اور مومن غیر ذوی العقول کو بھی بشباہت کہتے ہین جیسے نہر نیل و فرات کو کہ مبداء اسکا جنت ہی اور جنت مقام ہی مومن کا تو ان دونون نہرون کو مومن اسی شباہت سے کہہ سکتے ہین جیسا کہ درمنثور سیوطی مین بروایت ابن عباس مذکور ہی انزلہا اللہ تعالی من عین واحدۃ من عیون الجنۃ من اسفل درجۃ من درجاتہا علی جناحی جبرئیل فاستودعہا الجبال واجراہا فی الارض وجعلہا منافع للناس اور بعضون کے نزدیک ایمان کی دو صفتین ہین الایمان باللہ والایمان علی اللہ ایمان باللہ وہ ہی کہ جو صفتین کہ لائق کبریائی ہین انکی تصدیق کرے اور ایمان علی اللہ وہ ہی کہ احکام خدا کو بکمال خشوع و خضوع قبول کرے اور بعضون کے نزدیک ایمان تصدیق کرنا انکا اور ان چیزونکا جو ضروریات دین سے ہین بعضون کے نزدیک محض اقرار لسانی ایمان کا نام ہی معتزلہ کہتے ہین کہ ایمان توحید عدل و نبوت و معاد و امر و نہی ہی مرجیہ کے نزدیک تصدیق مع اقرار بشہادتین ہی جبائیان کے نزدیک طاعات مفروضہ و ترک منہیات ہی غلاۃ کہتے ہین کہ ایمان طاعات مفروضہ اور مندوبہ ہی بعضون کے نزدیک محض تصدیق قلبی کا نام ایمان ہی بعضے تصدیق قلبی اور اقرار لسانی کو ایمان قرار دیتے ہین بعضے اقرار باللسان اور عمل بالارکان کو ایمان تصور کرتے ہین بعضے تصدیق جنان اور عمل بالارکان کو ایمان جانتے ہین بعضون نے تصدیق جنان اور اقرار لسان اور عمل بالارکان ان تینون کو ایمان تصور کیا ہی ماورای اسکے بہت سے معنی مختلف فرقون مین موجود ہین مگر سچ تو یہ ہی کہ اختلافات کثیرہ کا رفع کرنا اور امر حق کا نکالنا بغیر نہایت معرفت ممکن نہین اور آپ بلا تامل و

---

[1] از سیف الفرقان فی تعریف الکفر والایمان مصنفہ جناب سید علی بن سید ابو القاسم لاہوری صفحہ ۳۔

فکر جو کچھ چاہتے ہیں فرما دیتے ہیں انشاء اللہ ہم اس بحث کو اور اختلافات علما کو مع حوالہ کتب اور اسماے علماے
اعلام بتوضیح تمام بیان کر کے ناقہمی آپ کی ثابت کر دینگے اور تم اگر یہاں بھی گذارش کیئے دیتے ہیں کہ فقط اقرار لسانی
کافی نہیں ہو حصول ایمان ہیں جو آپ سمجھے ہوئے ہیں اور ظاہر ہی کہ یہی آپ کا مذہب ہی حق تعالی ایسوں کی شان
میں فرماتا ہی یقولون بافواھھم مالیس فی قلوبھم یعنی اقرار کرتے ہیں اپنے منھہ سے اس چیز کا کہ قلبا اسکی
تصدیق نہیں کرتے یا حضرت بنی نوع انسان کی دو حالتیں ہیں ایک ساتھہ خالق کے دوسری ساتھہ خلائق کے
حالت اولی میں قلب انسان کا تعلق باطنی خالق کے ساتھہ رکھتا ہی اسی واسطے درمیان انسان اور خالق کے تصدیق
قلبی واجب ہی اقرار لسانی کو کوئی علاقہ نہیں کہ عالم الغیب عالم ما فی الضمیر ہی اور حالت ثانوی میں نوع بنی انسان
کا فیما بین تعلق ظاہری ہی کہ ایک دوسرے کے باطن سے آگاہی نہیں رکھتے ما بین الناس اقرار لسانی ضروری کہ
ایمان اور کفر ہر ایک کا دوسرے پر واضح ہو جائے تاکہ اجراے احکام شرعیہ میں تعطل واقع نہ ہو پس اعتقاد بالقلب
کامل و اصل ایمان ہی اور اقرار لسانی فرع اسکی ہی عدم فرع مستلزم عدم اصل کی نہیں ہو سکتی اور قول حق تعالی اسپر
دال ہی کتب فی قلوبھم الایمان یعنی لکھا انکے دلوں میں ایمان دوسرے مقام پر فرماتا ہی ولما یدخل الایمان
فی قلوبکم یعنی داخل نہیں ہوا ایمان تمھارے دلوں میں پھر ایک مقام پر فرماتا ہی وقلبه مطمئن بالایمان
یعنی اسکا دل ایمان سے مطمئن ہی پس اس سے ثابت ہی کہ اصل ایمان اور کامل ایمان تصدیق بالقلب ہی اور اقرار باللسان
کاشف اور مبین اس ایمان کا ہی اور عمل بالارکان ثمر اور اثر اسی ایمان کا ہی کہ بعد حصول ایمان خود بخود ظاہر ہو جاتا ہی
جس طرح سے کہ اصل درخت کی جب قائم ہو جاتی ہی تو ضرور خود بخود وہ درخت میوہ یعنی ثمر دیتا ہی اور دلیل نقلی بھی
مصرح اسی کی ہی کہ حق تعالی فرماتا ہی یا ایھا الذین امنوا وعملوا الصالحات اور یا ایھا الذین امنوا اذا قمتم
الی الصلوۃ حق تعالی نے بعد ذکر فرمانے ایمان کے عبادت اور عمل کو عطف دیا اسی ایمان پر اور معطوف علیہ اور
معطوف میں شرط ہی وحدت حکم اور مغایرت ذات کی ورنہ عطف نفس شی کا اوپر نفس اسی شی کے لازم آئیگا اور وہ محال ہی
اور آپ خود اپنے نفس پر قیاس فرمایئے کہ دعوی لسانی آپ کا یہ ہی کہ میں پکا سنت جماعت اور محب رسول ہوں
مگر قلب آپکا منقلب ہی ایمان حقیقی سے پس ثمر اسکا خود بخود ظاہر ہو رہا ہی اور دلالت کر رہا ہی آپ کی خارجیت پر
چنانچہ یہ رسالہ آپکا کہ عمل بالارکان ہی اس سے کہہ سکتے ہیں کہ آپ نے تمام آباے آنحضرتؐ اور اعمام آنحضرتؐ
کو متہم بکفر و شرک کر دیا حدیث شریف جو عام طور پر آنحضرتؐ نے فرمائی ہی اسپر بھی آپ توجہ نہیں فرماتے علیؑ
سے روایت ہی کہ فرمایا جناب رسالت مآبؐ نے لا تؤذوا الاحیاء بسبب الاموات یعنی ایذا نہ دو زندوں کو
بسبب اموات کے نہیں کیا حضرت ابو طالبؑ اموات رسالت مآبؐ سے نہیں ہیں کیا سب و شتم ابو طالب سے اور
انکو متہم بکفر و شرک کرنے سے ایذا آنحضرتؐ کو نہیں پہونچتی اور کیا موذی نبی کا ضرور واجب القتل نہیں ہی **قولہ** محض
مجرد ان امور سے ایمان ثابت نہیں **اقول** تم ایمان کو آپ جانتے ہیں نہ ان امور کو آپ سمجھتے ہیں ورنہ یہی امور
تمام تر دلالت کرتے ہیں حضرت ابو طالبؑ کے ایمان پر آپ ابھی لکھ چکے ہیں کہ یقینا جانتے تھے کہ حضور افضل المرسلین

سچے رسول ہین اُنپر ایمان لانے مین جنت اور تکذیب مین جہنم دائمی ہی یا حضرت اسی کا نام تصدیق قلبی ہی اسی سبب سے
تو جناب ابوطالبؑ نے آنحضرت کی تکذیب نہین فرمائی اگر کہین تکذیب کرنا ثابت ہوتا ہو تو بیان فرمایئے اور
اقرار لسانی وصایائے حضرت ابوطالب ہین جو قریش اور بنی ہاشم کو کیے ہین اور قصائد مدح و ثنا جو نہایت
معرفت نبوت پر دلالت کرتے ہین وہ کہہ رہے ہین اور قیامت تک کہے جائینگے کہ ہم اقرار لسانی ابوطالب
کے ہین جس شخص کو ادنی مہارت علمی ہوگی وہ بھی انکار نہ کریگا کہ حضرت ابوطالب کا کلام تو کمال محبت اور نہایت
معرفت نبوت پر دلالت کرے اور متکلم اُسی کلام کا متہم بعدم اقرار لسانی ہو ازبرای خدا آپ ہی فرمایئے کہ اقرار
لسانی کے کیا معنی ہین کتب لغت اگر آپ کی نظر سے نہ گذرے ہون تو غیاث یا منتخب ہی اُٹھا کر دیکھ لیجیے کہ اقرار
کے معنی ثابت کردن بر خود چیزی را کے ہین اقرار لسانی ابوطالبؑ کا اگرچہ نظماً و نثراً بہت کچھ ہی مگر اس مقام پر اسی قدر
کافی ہی کہ اُسی قصیدہ مین فرماتے ہین جناب ابوطالب الم تعلموا انا وجدنا محمدا رسولا + کموسی
خط ذلک فی الکتب + وعطیت دینا لا محالۃ انہ + من خیر ادیان البریۃ دینا پس نہایت
معرفت نبوت تصدیق قلبی ہی اور خود کلام اقرار لسانی ہی کہ خیر الادیان آنحضرتؐ کے دین کو کہا اور محمد رسول اللہ
مثل موسیٰ کے ہین یہ کتب سماوی سے ثابت ہی اسکا اقرار کیا اب رہا ثمرا ور اثر اُس تصدیق کا اور اقرار کا وہ
خود بخود مثل آفتاب کے چمک رہا ہی کہ جواب عباس مین آنحضرت نے فرما دیا کل الخیر ارجو من ربی **فقرہ**
گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب را چہ گناہ **قولہ** کاش یہ افعال و اقوال اُن سے حالت اسلام مین صادر
ہوتے تو سیدنا عباس بلکہ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہما سے بھی افضل قرار پاتے **اقول** کاش آپ مسلم و مومن ہوتے
اور خلل دماغی آپ کو نہ ہوتا تو آپ سمجھ لیتے کہ سب اقوال و افعال اُسی تصدیق قلبی اور اقرار لسانی کا ثمر ہین
جسے آپ نے اس کلمہ سے "یقیناً جانتے تھے" خطاب فرمایا ہی اور استشہاداً رد کے لکھے ہین اور مولانا عبد الحق
دہلوی نے نہایت معرفت نبوت کا اطلاق فرمایا ہی اور آپ کو ناگوار نہ ہو کہ خلل دماغی کا لفظ آپ کی شان مین
آیا بلکہ خلل دماغی کا ثبوت یہ ہی کلام مختل النظام آپ کا ہی کہ آپ تحریر فرماتے ہین مجرد ان امور سے ایمان
ثابت نہین ہوتا کاش یہ افعال و اقوال اُن سے حالت اسلام مین صادر ہوتے تو سیدنا عباس بلکہ سیدنا حمزہ
سے بھی افضل قرار پاتے" پہلے تو آپ نے ایمان کی نفی کی اور ضمناً ظاہر فرمائی کہ یہ اقوال و افعال حالت اسلام مین
صادر ہوتے اس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ نہ آپ ایمان کو سمجھے ہین نہ اسلام کو جانتے ہین ایمان کے معنی تو ہم اوپر
مجملاً عرض کر آئے ہین اسلام کو بھی عرض کردین اگرچہ اسلام اور ایمان کے معنی اور فرق بہتیرا سے کتب مذہب
اُن کتب سے آپ کو فائدہ نہ بخشا تو کیونکر پہچانا ان کی تحریر کیا فائدہ دیگی لیکن تنبیہا عرض کرتا ہون کہ اسلام کے معنی
لغت مین گردن نہادن اور فرو گذاشتن کے ہین اور ہو سکتا ہی کہ اصل اسلام کی تسلیم ہو اسواسطے کہ تسلیم قبول و
اذعان امر اللہ ہی پھر وہی اہل لغت لکھتے ہین کہ تسلیم سلامت سے ہی اسواسطے کہ اس مین جمیع فسادات سے سلامتی
حاصل ہوتی ہی تفسیر کبیر مین معنی اسلام کے تین طور پر لکھے ہین اول اسلام عبارت ہی دخول فی الانقیاد و ترک التمرد سے

جیسا کہ قولہ تعالی ولا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مومنا ثانی بعنی دخل فی السلم ثالث مسلم بمعنی
مخلص خدا طاعت مین عبد الرؤف مناوی صاحب عن القدیر معارج جامع کبیر وکنوز الحقائق مناوی و بیضاوی
مین فرمایا ہی الاسلم ہو التوحید والتدرع بالشرع الذی جاء بہ محمد کما قال اللہ تعالی رضیت
لکم الاسلام دینا اور قتادہ نے کہا ہی کہ اسلام شہادت کلمۂ لا الہ الا اللہ واقرار بجمیع ما جاء بہ محمد من عند اللہ
ہی بعضے کہتے ہین کہ اسلام محض اقرار بشہادتین ہی پس ایمان جسکے واسطے ثابت ہی اسلام بالضرور ضمنًا اُسکے واسطے
موجود ہی اور جو شخص کہ مسلم ہی ضرور نہین کہ مومن بھی ہو اب آپ اپنی عبارت کو دیکھیے کہ مجرد ان امور سے ایمان ثابت
نہین ہوتا کاش یہ افعال واقوال حالت اسلام مین صادر ہوتے تو سیدنا عباس بلکہ سیدنا حمزہ سے بھی افضل
قرار پاتے اب آپ ہی فرمایئے کہ سیدنا عباس و حمزہ آپ کے نزدیک مومن نہ تھے بلکہ فقط مسلم تھے کہ آپ نے اپنی
تمنا فقط مسلم ہونے پر ظاہر فرمائی اور ہم مثل ہونا حضرت ابو طالبؑ کا جناب عباسؓ و حمزہ سے بیان فرمایا مگر ہم
تو اس مقام پر اتنا ہی عرض کرینگے کہ مجرد تحریر سے اس رسالہ کے آپ کا سنت جماعت ہونا ثابت نہین ہوتا کاش
یہ تحریر آپ سے حالت اسلام مین صادر ہوتی تو آپ خارجی اور وہابی سے افضل قرار پاتے **قولہ** اور افضل اعمام
حضور افضل الانام علیہ وعلی آلہ افضل الصلوۃ والسلام کہلائے جاتے **اقول** اگرچہ افضل الاعمام حضور افضل الانام
کہلائے نہین گئے مگر آنحضرتؐ تو ابو طالبؑ کو افضل اعمام بلکہ افضل انام اُس وقت سے جانتے تھے کہ جب عبد المطلب
نے فرمایا ای محمدؐ تم اپنے اعمام مین جسکو اختیار کرو اُسکو پسند کرو پس آنحضرتؐ فورًا زانوے مبارک جناب ابو طالبؑ
پر آبیٹھے اور حضرت ابو طالب کے ایمان حقیقی سے بھی واقفیت رکھتے تھے اور مربی و ناصر و حامی اپنا جانتے تھے
کہ وصایاے انبیاؑ کو تفویض آنحضرتؐ فرمایا تھا اور خوب واقف تھے کہ ابو طالبؑ اوصیاے انبیا سے ہین اور مرتبہ
مین اعلی ہین مومن آل فرعون سے جنکی شان مین بکتم ایمانہ حق تعالی نے فرمایا ہی **قولہ** تقدیر الہی نے بر بنا اُس
حکمت کے جسے وہ جانے یا اُسکا رسول اُنھین گروہ مسلمین و غلامان شفیع المذنبین مین شمار کیا جانا منظور نہ فرمایا
فاعتبروا یا اولی الابصار **اقول** اس تقدیر الہی سے آپ کی کیا مراد ہی اُس مراد کو بھی کاش آپ نے ظاہر فرمادیا
ہوتا ظاہر اسباب تو یہ ہی کہ تقدیر الہی سے اسم ذات الہی مراد لین یا مراد لین نصیب جو کہ خدا کی طرف سے مقرر ہوا تھا
پس معنی اول یعنی تقدیر الہی کہنا اور مراد ذات باری لینا خاص آپ کا ایجاد ہی آج تک تو نہین سنا کہ کسی نے تقدیر
الہی سے مراد ذات باری لی ہو یا اس معنی مین یہ لفظ بولا ہو اور معنی ثانی تقدیر الہی کے لینا جو نصیب کہ خدا کی طرف
سے مقرر ہوا تھا جسکو تقدیر کہتے ہین درست نہ ہونگے اسلیے کہ پھر آپ رقم فرماتے ہین کہ تقدیر الہی نے بر بناء اُس
حکمت کے جسے وہ جانے یا اُسکا رسول جب تقدیر الہی کے معنی ذات الہی نہ ہوے تو اب نصیب کے معنی لین
تو مراد یہ ہوئی کہ نصیب الہی نے بر بنا اُس حکمت کے کہ ضمیر اُسکا مرجع اور وہ کا مرجع وہی تقدیر الہی ہوگا یعنی
تقدیر الہی جانے یا تقدیر الہی کا رسول اُنھین یعنی ابو طالبؑ کو گروہ مسلمین اور غلامان شفیع المذنبین مین شمار کیا جانا
منظور نہ فرمایا سبحان اللہ کیا فصیح اور پر معنی عبارت ہی المعنی فی بطن الشاعر تو مشہور تھا یہ عبارت

تو اُس سے بھی بڑھ گئے کا شکے دو ایک رسالے قواعد اُردو کے ہی ملاحظہ فرمائے ہوتے کہ مبتدا اور خبر اور صفات سے تو آگاہی ہو جاتی اگرچہ تقریر عالمانہ ہی تو صحیح سب بیان ہو جاتی ہے اتقریر آپکا بہت آگے نہیں گذرا ہی نہ تھا اور تقدیرا ابو طالب ہی مین نہ تھا کہ وہ گروہ مسلمین اور غلامان شفیع المذنبین مین محسوب ہوتے اور یہین کوئی حکمت ہوگی جسے ہم نہین جانتے خدائےتعالی جانتا ہی یا اُسکا رسول پس یا حضرت خدائےتعالی تو عالم الغیب ہی اُسنے اپنے رسول کو بھی آگاہ کیا ہوگا اور ہم کو عقل عطا فرمائی ہی جو امور کہ عقلی ہین اُنھین عقل سے دیکھنا چاہیے گروہ مسلمین اور غلامان شفیع المذنبین مین محسوب نہ ہونے کا سبب معائنہ کتب سیر و تواریخ اور علم عقلی سے اور نقلی سے ظاہر ہی کہ وصایاے انبیا کو تفویض آنحضرت فرمائین اور پرورش و تربیت و کفالت و نصرت و حمایت کرسکین صداقت و امانت کو آنحضرت کی مشہور کرسکین تصدیق نبوت و رسالت مین قصائد فرماسکین یہ ایک سبب ہوا کہ حق تعالی نے گروہ مسلمین اور غلامان شفیع المذنبین مین شمار کیا جانا منظور نہ فرمایا اگرچہ وہ سید المومنین اور مربی شفیع المذنبین تھے دوسرا سبب یہ تھا کہ ابو طالب آباے شفیع المذنبین مین شمار کیے جاتے ہین غلامان شفیع المذنبین مین کیونکر شمار کیے جاتے تیسرا سبب یہ تھا کہ گروہ مسلمین اور غلامان شفیع المذنبین مین امثال آپ کے بھی شمار کیے جاتے ہین کہ جنکی شان مین حق تعالی نے فرمایا ہی یقولون بافواههم ما ليس في قلوبهم اور وہ لوگ بھی تھے جنکی شان مین یہ آیہ آیا ہی ومن الناس من يقول آمنا بالله وباليوم الآخر وما هم بمؤمنين اور وہ لوگ بھی تھے جو مصداق آمنوا ثم كفروا ثم ازدادوا كفرا کے تھے جو راہ دین و ایمان سے پھر گئے گو بظاہر لا اله الا الله محمد رسول الله کہتے رہے اور وہ لوگ بھی غلامان اور گروہ مسلمین مین تھے اور ہین جنکی شان مین خود جناب رسالت مآبؐ فرماتے ہین ستحرصون على الامارة وستكون ندامة يوم القيامة كما في صحيح البخاري یعنی قریب ہی کہ تم لوگ حرص امارت کی کروگے اور یہ امر تمھارے لیے روز قیامت موجب سراسر ندامت کا ہوگا اور غلامان و مسلمین مین وہ لوگ بھی تھے کہ جنکی شان مین حق تعالی فرماتا ہی فلا تولوهم الادبار ومن يولهم يومئذ دبره فقد باء بغضب من الله ومأواه جهنم وبئس المصير یعنی اے مسلمانو جب صف جنگ مین کفار سے ملاقات کرو تو اُنکو پشت نہ دو اور جو شخص پشت دیگا وہ گرفتار غضب خدا ہوگا اور جگہ اُسکی جہنم ہی اور کیا بری بازگشت ہی غرض حالات گروہ مسلمین اور غلامان شفیع المذنبین اگر لکھے جائین تو ایک مطول تیار ہو جائے بس کیونکر جناب ابو طالب گروہ مسلمین و غلامان شفیع المذنبین مین شمار کیے جاتے اور حق تعالی اُنکا شمار کیا جانا منظور فرماتا بمقتضاے الحق يعلو ولا يعلى خود آپ کی زبان پر باوجود نفاق کلمۂ حق جاری ہو گیا ہی کہ شمار کیا جانا منظور نہ فرمایا پس ممکن ہی کہ کہین کہ حق تعالی اور اُسکے رسول نے شمار کیا مگر بوجوہات مذکورۂ بالا شمار کیا جانا منظور نہ فرمایا دیکھیے آپ بھی لسانی اقرار لا اله الا الله کرتے ہین اور دعواے مومنیت بھی ہی لیکن قلب آپ کا مملو بکفر ہی کہ تکفیر مین حضرت ابو طالب کی تصنیف فرمائی حالانکہ ایک جماعت علماے اعلام اور محققین عظام اور ائمۂ کرام نے مثل امام احمد بن حسین حنفی موصلی مشہور بہ ابن وحشی اور ائمۂ مالکیہ سے علی اجہوری نے فتاوی مین

تو اُس سے بھی بڑھ گئے کا شکے دو ایک رسالے قواعد اُردو کے ہی ملاحظہ فرمائے ہوتے کہ مبتدا اور خبر اور ضمائر
سے تو آگاہی ہو جاتی اگرچہ تقریر عالمانہ ہی تو صحیح نسب ہماری نسبت تو ہو جاتی ہے ... تقریر آپکا ... آپ کی میں
گذر ہی نہ تھا اور تقدیر ابو طالب ہی میں نہ تھا کہ وہ گروہ مسلمین اور غلامان شفیع المذنبین میں محسوب ہوتے اور یہیں
کوئی حکمت ہوگی جسے ہم نہیں جانتے خدا تعالی جانتا ہی یا اُسکا رسول پس یا حضرت خدا تعالی تو عالم الغیب ہی اُسنے
اپنے رسول کو بھی آگاہ کیا ہوگا اور ہم کو عقل عطا فرمائی ہی جو امور کہ عقلی ہین اُنھین عقل سے دیکھنا چاہیے گروہ
مسلمین اور غلامان شفیع المذنبین میں محسوب نہ ہونے کا سبب معائنہ کتب سیر و تواریخ اور علم عقلی سے اور
نقلی سے ظاہر ہی کہ وصایاے انبیا کو تفویض آنحضرت فرمائین اور پرورش و تربیت و کفالت و نصرت و حمایت کرسکین
صداقت و امانت کو آنحضرت کی مشہور کرسکین تصدیق نبوت و رسالت میں قصائد فرماسکین یہ ایک سبب ہوا
کہ حق تعالی نے گروہ مسلمین اور غلامان شفیع المذنبین میں شمار کیا جانا منظور نہ فرمایا اگرچہ وہ سید المومنین اور مربی
شفیع المذنبین تھے دوسرا سبب یہ تھا کہ ابو طالب آباے شفیع المذنبین میں شمار کیے جاتے ہین غلامان شفیع
المذنبین میں کیونکر شمار کیے جاتے تیسرا سبب یہ تھا کہ گروہ مسلمین اور غلامان شفیع المذنبین میں امثال آپ کے
بھی شمار کیے جاتے ہین کہ جنکی شان میں حق تعالی نے فرمایا ہی یقولون بافواههم ما ليس فی قلوبهم اور
وہ لوگ بھی تھے جنکی شان میں یہ آیہ آیا ہی ومن الناس من يقول امنا بالله وباليوم الاخر وما هم بمومنين
اور وہ لوگ بھی تھے جو مصداق امنوا ثم كفروا ثم ازدادوا كفرا کے تھے جو راہ دین و ایمان سے پھر گئے
گو بظاہر لا اله الا الله محمد رسول الله کہتے رہے اور وہ لوگ بھی غلامان اور گروہ مسلمین میں تھے اور ہین
جنکی شان میں خود جناب رسالت مآب فرماتے ہین ستحرصون على الامارة وسيكون ندامة يوم القيامة
كما فی صحیح البخاری یعنی قریب ہی کہ تم لوگ حرص امارت کی کروگے اور یہ امر تمھارے لیے روز قیامت موجب سراسر
ندامت کا ہوگا اور غلامان و مسلمین میں وہ لوگ بھی تھے کہ جنکی شان میں حق تعالی فرماتا ہی فلا تولوهم الادبار
ومن يولهم يومئذ دبره فقد باء بغضب من الله وماواه جهنم وبئس المصير یعنی اے مسلمانو جب
صف جنگ میں کفار سے ملاقات کرو تو اُنکو پشت نہ دو اور جو شخص پشت دیگا وہ گرفتار غضب خدا ہوگا اور جگہ
اُسکی جہنم ہی اور کیا بری بازگشت ہی غرض حالات گروہ مسلمین اور غلامان شفیع المذنبین اگر لکھے جائین تو ایک
مطول تیار ہو جائے پس کیونکر جناب ابو طالب گروہ مسلمین و غلامان شفیع المذنبین میں شمار کیے جاتے اور حق تعالی
اُنکا شمار کیا جانا منظور فرماتا بمقتضاے الحق يعلو ولا يعلى خود آپ کی زبان پر باوجود نفاق کلمہ حق جاری
ہو گیا ہی کہ شمار کیا جانا منظور نہ فرمایا پس ممکن ہی کہ نہین کہ حق تعالی اور اُسکے رسول نے شمار کیا مگر بوجوہات
مذکورہ بالا شمار کیا جانا منظور نہ فرمایا دیکھیے آپ بھی لسانی اقرار لا اله الا الله کرتے ہین اور دعواے مومنیت بھی ہی
لیکن قلب آپ کا مملو بکفر ہی کہ تکفیر میں حضرت ابو طالب کی تصنیف فرمائی حالانکہ ایک جماعت علماے اعلام اور محققین
علام اور ائمہ کرام نے مثل امام احمد بن حسین حنفی موصلی مشہور بہ ابن وحشی اور ائمہ مالکیہ سے علی جہوری نے فتاوی میں

۱۳۰۸

بشریت سے کس کے ساتھ آنحضرت کی تکذیب فرمائی ہو اسکا نشان دیجیے کوئی دلیل لنگ ہی سہی بیان فرمائیے
اذلیس فلیس حاصل یہ ہے کہ حق تعالی نے سب فرعونیون سے خطاب فرمایا اور آپ مقر ہین کہ کم کافر تھے
جنھین یقین نہ تھا پان اگر آپ یہ رقم فرماتے کہ کم کافر تھے جنھین آنحضرت کے سچے پیغمبر ہونے کا یقین تھا اور وہ انکار
بھی کرتے تھے اور ساحر و مجنون بھی کہتے تھے تو بھی غنیمت تھا ثانیا اگر آپ تطبیق کرین اس قصہ کے ساتھ قصہ جناب
رسول خدا کے اور کہین کہ جیسا کہ حضرت موسی اور فرعونیون مین واقعہ ہوا ویسا ہی کفار عرب اور آنحضرت مین معاملہ ہوا
اور بفرض محال ہم تسلیم بھی کرلین تو بھی آپ کا کلام کلام باری کے مخالف ہے حق سبحانہ تعالی تو فرماتا ہے کہ جب موسی
فرعونیون کی طرف گئے اور انکو معجزات ظاہرہ اظہار فرمائے تو ان سب نے کہا ھذا سحر مبین یہان تو حق تعالی نے
ضمیر جمع کے ساتھ سب کافرون کو فرمایا اور آپ فرماتے ہین کہ کم کافر تھے جنھین آنحضرت کے سچے پیغمبر ہونے کا
یقین نہ تھا یعنی بہت کافرون کو سچے پیغمبر ہونے کا یقین تھا اور کم کو نہ تھا آپ فرمائیے کہ آپکا کلام سچا ہے یا خدا
کا ثالثا عقل یک ادنی عاقل کی بھی آپ کے کلام کی تصدیق نہ کرے گی کہ آپ نے عموما کل کافرون کو اپنے
کلام مین احاطہ کرلیا ہے کاش کفار عرب ہی فرماتے اگرچہ کفار عرب سب بجمیع الوجوہ لیاقت ہی پہچاننے کی نہ رکھتے
تھے بلکہ بعضے دہقانی تو مثل وحوش کے تھے اور بعض دیگر جاہل و یہ امر تو ظاہر ہے کہ معرفت نبوت بالاجمال تھی
نہ بالتفصیل اگر بالتفصیل ہوتی تو تمام حلیہ اور صورت اور تعین زمان و مکان و خلقت و صفت و نسب
و قبیلہ وغیرہ مذکور ہوتا تو محال تھا اہل توراۃ و زبور و انجیل پر اخفا اور انکار علی الدوام کرسکنا کہ اجتماع و
تواطو برخلاف معلوم اور تکذیب و انکار محالات سے ہے پس معرفت نبوت بالاجمال تھی نہ بالتفصیل حاصل یہ کہ
بشارات سابقہ اور بعض اوصاف مکتوبہ اور معجزات باہرہ سے معرفت حاصل ہوئی تھی نہ نبی کی اور رسول کی
صورت سے پس کیونکر ممکن ہے کہ دہقان اور جہلاء کفار عموما آپ کو پہچانتے تھے بلکہ دہاقین عرب اور جہلاء کو کہ
جنکو تمیز رطب و یابس تک نہین تھی وہ کس طرح پہچان سکتے تھے ہان علماے اہل کتاب مین کم ایسے تھے کہ اوصاف
اور نعوت اور بشارات مکتوبہ سے آپ کے سچے رسول ہونے کا یقین نہ رکھتے ہون رابعا اور کیون نہین ممکن ہے
کہ آپ جس دلیل سے کم کفار کی عدم معرفت اور عدم یقین آنحضرت کے سچے پیغمبر ہونے کا بیان فرمائین گے
ہم اکثر کی نسبت اسی کا ثبوت دینگے خامسا اگر آپ فرمائینگے کہ بیان آیہ سے ہماری مراد یہ ہے کہ محض ایقان نفس سے
ایمان ثابت نہین ہوسکتا تو جواب اسکا یہ ہے کہ تصدیق قلبی مع کتمان حق بغیر ضرورت لاحقہ شرعیہ یا عقلیہ جبتک
آپ ثابت نہ فرمائینگے ایقان نفس عند اللہ مصداق ایمان قرار پائیگا **قولہ** اور علماے اہل کتاب تو عموما جزم کلی رکھتے
تھے حتی کہ یہ امر انکے نزدیک کالعیان سے بھی زائد تھا معاینہ مین بصر غلطی بھی کرتی تھی اور یہان کسی طرح کا شبہہ و احتمال
نہ تھا قال جل علا یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم وقال فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہ فلعنۃ اللہ علی
الکافرین وقال جل ذکرہ یجدونہ مکتوبا عندھم فی التوراۃ والانجیل **اقول** سبحان اللہ کیا فصاحت
اور بلاغت ہے اور کیسے کیسے دلائل و براہین قاطعہ ہین کہ جسے عموما علماے اہل کتاب کو آپ نے کافر قرار دیدیا اور

ثابت کر دیا کہ آیات ثلثہ دلالت کر رہے ہین ان سب کے کفر پر ضرور یہ ہی کہ ابوطالب بھی کافر ہون اب ہم آپکی عبارت کو اور آیات کو علیحدہ علیحدہ کر کے آپ کی خوبی تحریر و تقریر اور عقل و دانش اور تحقیق و تدقیق کو کالعیان سے بھی زیادہ روشن اور ظاہر کیے دیتے ہین اولًا علماے اہل کتاب تو عمومًا جزم کلی رکھتے تھے اور قبل اسکے آپ فرما چکے ہین کہ کم کافر تھے جنھین آنحضرت کے سچے پیغمبر ہونے کا یقین نہ تھا اولًا تو علماے اہل کتاب ہی آپ کی پہلی عبارت سے مستثنی ہو گئے تھے کہ کفار عرب مین علماے اہل کتاب ہی کم تھے جب آپ نے توضیح فرمائی علماء اہل کتاب کی کہ وہ سب جزم کلی رکھتے تھے تو اب اُن کم کی تصریح فرمائیے ثانیًا علماے اہل کتاب کو جب آپ نے کفار سے الگ بیان فرمایا تو ثابت ہوتا ہی کہ وہ کفار نہ تھے ثالثًا علماے اہل کتاب کی طرف نسبت عمومًا جزم کلی کی فرمائی حالانکہ جزم کبھی مطابق واقع نہین ہوتا اُسکو جہل مرکب کہتے ہین اور کبھی مطابق واقع بھی ہوتا ہی مگر تشکیک مشکک سے زائل ہو جاتا ہی اُسکو تقلید کہتے ہین پس اس تحریر نے آپ کی علماے اہل کتاب کو بری الذمہ کر دیا کہ ان سب کو درجۂ یقین حاصل ہی نہ تھا رابعًا اگر مراد آپ کی یہ ہی کہ علماے اہل کتاب عمومًا جزم کلی رکھتے تھے یعنی درجہ یقین کا رکھتے تھے اور سب نے انکار کیا اور جحدوا بہا واستیقنتہا انفسہم اُنپر صادق آیا تو یہ وہم باطل اور خیال خام ہی کیونکہ بکثرت علماے اہل کتاب اسلام سے مشرف ہوے ہین جیسے ہم انشاء اللہ تحت تفسیر آیۂ ہذا اقوال مفسرین سے ثابت کیے دیتے ہین خامسًا عبارت مذکورۂ بالا کے تحت مین ان آیات کا رقم فرمانا یہ آپ کا جہل مرکب ہی **قولہ** معائنہ مین بصر غلطی بھی کرتی ہی اور یہان کسی طرح کا شبہہ اور احتمال نہ تھا **اقول** ہوش و حواس درست فرما کر ہدیۂ سعیدیہ یا ہدایۃ الحکمۃ ہی ملاحظہ فرمائیے کہ تعریف مشاعر خمسہ ظاہری اور باطنی سے تو آگاہی ہو جائے دیکھیے ہدیۂ سعیدیہ مین مولوی محمد فضل الحق اور ہدایۃ الحکمت مین مولوی عبدالحق خیرآبادی بعد بیان فرمانے اختلاف اقوال و مذاہب حکما کے لکھتے ہین فالحق ان فی الات الابصار روحا مضیئۃ اذا قابلہا المرئی مع تحقق الشرائط و ارتفاع الموانع ینکشف المرئی عند المدرک انکشافا و قیل الخ پس حق یہ ہی کہ آلات ابصار مین ایک روح مضیئہ ہی جس وقت کہ مقابل ہوتی ہی وہ مرئی سے ساتھ تحقق شرائط کے اور ارتفاع موانع کے تو وقت ادراک مرئی منکشف ہو جاتی ہی انکشاف شروقیا کرکے دیتو ہم عند الابصار مخروط شعاعی وہمی اور شعاع مخروطی عند الابصار متوہم ہوتے ہین ثم للابصار شروط امتنع الابصار بدونہا و یجب معہا یعنی ابصار کے واسطے شرطین ہین کہ بدون اُن شرطون کے ابصار ممتنع ہی اور اُن شرطون کے ساتھ واجب ہی اور یہ بھی ظاہر ہی کہ امتناع اور وجوب متضاد ہین جمع نہین ہو سکتے پس معائنہ مین باوجود تحقق شرائط اور ارتفاع موانع کے غلطی کا وجود ہی معدوم ہی اسی طرح عدم شرائط اور وجود موانع کا مانع ابصار ہی بصر معائنہ مین غلطی بھی کرتی ہی یہ کہنا ہی مہمل و بیکار ہی وہ شروط یہ ہین منہا مقابلۃ المرئی للرائی او کونہ فی حکم المقابل کما فی رویۃ الانسان وجہہ فی المرآۃ بعض اُن شرطون مین سے مقابلہ ہی رائے کا مرئی سے یا ہونا اُسکا حکم مقابل مین جیسا کہ انسان دیکھتا ہی اپنے

ثابت کر دیا کہ آیات ثلثہ دلالت کر رہے ہین ان سب کے کفر پر صرف یہ ہو کہ ابوطالب بھی کافر ہون اب ہم آپکی عبارت
کو اور آیات کو علیحدہ علیحدہ نکر کے آپ کی خوبی تحریر و تقریر اور عقل و دانش اور تحقیق و تدقیق کو کالعیان سے
بھی زیادہ روشن اور ظاہر کیے دیتے ہین تنبیہ علماے اہل کتاب تو عموماً جزم کلی رکھتے تھے اور قبل اسکے آپ
فرما چکے ہین کہ کم کافر تھے جنھین آنحضرت کے سچے پیغمبر ہونے کا یقین نہ تھا اولاً تو علماے اہل کتاب ہی
آپ کی پہلی عبارت سے مستثنیٰ ہو گئے تھے کہ کفار عرب ہین علماے اہل کتاب ہی کم تھے جب آپ نے توضیح فرمائی علماء
اہل کتاب کی کہ وہ سب جزم کلی رکھتے تھے تو اب اُن کم کی تصریح فرمائیے ثانیاً علماے اہل کتاب کو جب آپ نے
کفار سے الگ بیان فرمایا تو ثابت ہوتا ہو کہ وہ کفار نہ تھے ثالثاً علماے اہل کتاب کی طرف نسبت عموماً جزم کلی
کی فرمائی حالانکہ جزم کبھی مطابق واقع نہین ہوتا اُسکو جہل مرکب کہتے ہین اور کبھی مطابق واقع بھی ہوتا ہو مگر
تشکیک مشکک سے زائل ہو جاتا ہو اُسکو تقلید کہتے ہین پس اس تحریر نے آپ کی علماے اہل کتاب کو بری الذمہ
کر دیا کہ ان سب کو درجۂ یقین حاصل ہی نہ تھا رابعاً اگر مراد آپ کی یہ ہو کہ علماے اہل کتاب عموماً جزم کلی رکھتے
تھے یعنی درجۂ یقین کا رکھتے تھے اور سب نے انکار کیا اور جحدوا بہا واستیقنتہا انفسہم اُسپر صادق آیا
تو یہ وہم باطل و خیال خام ہو کیونکہ بکثرت علماے اہل کتاب اسلام سے مشرف ہوے ہین جیسے ہم انشاء اللہ
تحت تفسیر آیۂ ہذا اقوال مفسرین سے ثابت کیے دیتے ہین خامساً عبارت مذکورۂ بالا کے تحت مین ان آیات
کا رقم فرمانا یہ آپ کا جہل مرکب ہو **قولہ** معائنہ مین بصر غلطی بھی کرتی ہو اور یہان کسی طرح کا شبہہ اور احتمال نہ تھا
اقول ہوش و حواس درست فرما کر ہدیۂ سعیدیہ یا ہدایۃ الحکمۃ ہی ملاحظہ فرمائیے کہ تعریف مشاعر خمسہ ظاہری
اور باطنی سے تو آگاہی ہو جائے دیکھیے ہدیۂ سعیدیہ مین مولوی محمد فضل الحق اور ہدایۃ الحکمت مین مولوی
عبدالحق خیرآبادی بعد بیان فرمانے اختلاف اقوال و مذاہب حکماء کے لکھتے ہین فالحق ان فی الات الابصار
روحا مضیئۃ اذا قابلہا المرئی مع تحقق الشرائط وارتفاع الموانع ینکشف المرئی عند المدرک
انکشافا وقیا الخ یعنی حق یہ ہو کہ آلات ابصار مین ایک روح مضیئہ ہو جسوقت کہ مقابل ہوتی ہو وہ مرئی
سے ساتھ تحقق شرائط کے اور ارتفاع موانع کے تو وقت ادراک مرئی منکشف ہو جاتی ہو انکشاف شروقیا کرکے
دیتو ہم عند الابصار مخروط شعاعی وہمی اور شعاع مخروطی عند الابصار متوہم ہوتے ہین ثم للابصار
شروطا یمتنع الابصار بدونہا ویجب معہا یعنی ابصار کے واسطے شرطین ہین کہ بدون اُن شرطون کے
ابصار ممتنع ہو اور اُن شرطون کے ساتھ واجب ہو اور یہ بھی ظاہر ہو کہ امتناع اور وجوب متضاد ہین جمع
نہین ہو سکتے پس معائنہ مین باوجود تحقق شرائط اور ارتفاع موانع کے غلطی کا وجود ہی معدوم ہو اسی طرح
عدم شرائط اور وجود موانع کا مانع ابصار ہو بصر معائنہ مین غلطی بھی کرتی ہو یہ کہنا ہی مہمل و بیکار ہو وہ مشروط
یہ ہین منہا مقابلۃ المرئی للرائی او کونہ فی حکم المقابل کما فی رویۃ الانسان وجہہ فی المرآۃ
بعض اُن شرطون مین سے مقابلہ ہو رائے کا مرئی سے یا ہونا اُسکا حکم مقابل مین جیسا کہ انسان دیکھتا ہو اپنے

علی سے کہ نہ تھے ہم بعید جانتے اس بات کو کہ سکینہ جاری ہو زبان پر عمر کی جنکی شان مین لوکان نبی بعدی لکان عمر
فرمایا ہو جو ہر وقت صحبت آنحضرت صلعم مین موجود رہتے تھے حالانکہ مشیر آنحضرت تھے معجزات باہرہ متواترہ مشاہدہ
فرمائے تھے اسلام کو قبول کر چکے تھے روز حدیبیہ فرمایا النسنا علی الحق جسکے بعد خود کہتے تھے ما شککت منذ
سلمت الا یومئذ شارح نووی نے تاویل کی ہو کہ یہ کہنا حضرت عمر کا از راہ تردد دین حالت غیظ و غضب مین تھا نہ
براہ شک لیکن خود حضرت عمر کی زبان فیض ترجمان سے لفظ شک تو نکلا جو پھر جب اصحاب خاص آنحضرت کہ آپ کے
نزدیک سار کن ایمان اور باعث ترقی اسلام تھے جنکو درجہ عین الیقین اور حق الیقین حاصل تھا جب انکو شک
عارض ہوا تو علمائے اہل کتاب کہ معرفت انکو بالاجمال بعض اوصاف اور نعوت مرقومہ کتب سلف سے حاصل ہوئی تھی
بعض کو علم الیقین اور بعض کو شبہہ اور احتمال حاصل ہوا تو کیا عجب ہو بس عموماً کفار کو کہنا کہ کم کافر تھے جنھین
آنحضرت کے سچے پیغمبر ہونے کا یقین نہ تھا اور علمائے اہل کتاب تو عموماً جزم کلی رکھتے تھے دلیل سفاہت نہین ہی
تو کیا ہی اور زاد علی لتنبو نفسہ کہ یہان کسی طرح کا شبہہ اور احتمال بھی نہ تھا جناب بندہ جن لوگون کو شبہہ اور
احتمال نہ تھا اکثر وہ ہی مشرف باسلام ہوے اور یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم کے مصداق بھی وہی تھے
اہل حق کب انکار کرتے ہین آپ نے اس آیت سے کفر جمیع اہل کتاب تصور فرمایا ہو آپ کی سمجھ کا قصور ہو پوری پوری
آیت رقم فرمائیے اور اُسکی تفسیر ملاحظہ فرماکر اظہار حق کا فرمائیے لا تقربوا الصلوٰۃ سے ترک صلوٰۃ کا حکم فرمائیے
حق سبحانہ تعالی قرآن مجید اور فرقان حمید مین فرماتا ہی الذین اتیناھم الکتب یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم
وان فریقا منھم لیکتمون الحق وھم یعلمون ترجمہ وہ لوگ کہ جنکو دی ہین نے کتاب (مراد اہل کتاب سے یہود و
نصاری ہین الذین من حیث اللفظ عام ہی اور من حیث المعنی خاص کہ وصف انکا یعرفون کے ساتھ فرمایا)
یعرفونہ یعنی پہچانتے ہین اُسکو (ضمیرہ سے مراد حکم قبلہ ہی یا قرآن ہی یا محمد حلیہ اور صفات سے) جیسا کہ پہچانتے ہین
اپنے بیٹون کو اور تحقیق ایک فریق اُنمین سے چھپاتے ہین حق کو (کہ وہ صفات پیغمبر کے ہین) اور وہ (یعنی فریق مذکور
علمائے یہود و نصاری) جانتے ہین بغوی اپنی تفسیر مین الذین اتیناھم الکتب کی تفسیر یون رقم فرماتے ہین یعنی
مومنی اھل الکتاب عبد اللہ بن سلام واصحابہ یعرفونہ یعنی یعرفون محمدا کما یعرفون ابناءھم من بین
الصبیان یعنی مومنین اہل کتاب عبد اللہ ابن سلام اور اصحاب اُنکے پہچانتے تھے آنحضرت کو جس طرح سے کہ اپنے لڑکونکو
دوسرے لڑکون کے درمیان مین پہچانتے ہین بعد اسکے نقل کرتے ہین امام محی السنۃ قال عمر بن الخطاب لعبد اللہ
ابن سلام ان اللہ قد انزل علی نبیہ الذین الی ابناءھم فکیف ھذا المعرفۃ یعنی کہا عمر ابن الخطاب نے عبد اللہ
ابن سلام سے کہ تحقیق نازل ہوئی ہی یہ آیت پس کس طرح ہی یہ معرفت قال عبد اللہ یا عمر لقد عرفتہ حین رأیتہ
کما اعرف ابنی عبد اللہ ابن سلام نے کہا کہ اے عمر بہ تحقیق کہ مین پہچانتا ہون اُنکو جیسا کہ پہچانتا ہون مین اپنے بیٹے
کو ومعرفتی بمحمد اشد من معرفتی بابنی اور معرفت میری ساتھ محمد کے اشد ہی معرفت سے میرے بیٹے کی
تحکو فقال عمر کیف ذلک کہا عمر نے کس طرح سے یہ پہچان ہی فقال اشھد انہ رسول حق من اللہ تعالی وقد

[illegible]

نعتہ اللہ تعالی فی کتابنا پس کہا کہ گواہی دیتا ہون کہ بتحقیق کہ وہ رسول برحق ہین حق تعالی کی طرف سے اور تحقیق
تعریف کی ہی اللہ نے اُنکی ہماری کتاب مین ولا ادری ماتصنع النساء اور نہین جانتا مین کہ کیا صنعت کی ہی عورتون
نے مطلوب یہ ہی کہ اُسکی مان نے درباب حمل خیانت بھی کی ہو اُسوقت کہا عمر نے وفقک اللہ تعالی یا ابن سلام
صدقت وان فریقا منہم لیکتمون الحق یعنی صفت محمدؐ اور امر کعبہ کو اور وہ جانتے ہین یا حضرت ملاحظہ فرمائیے
کہ حق تعالی نے صاف صاف فرمادیا کہ ایک فرقہ اُن مین کا باوجود علم کتمان حق کرتا تھا نہ سب وہ لوگ کہ جن پر یعرفون
صادق آتا ہی پس کتمان حق کرنے والے کافر ہین مثل آپ کے کہ تمام اوصاف اور نعوت اور اقرار لسانی اگرچہ قصیدہ کیون
نہ ہون اور تصدیق قلبی ابوطالب کے مقر ہین اور پھر زمرۂ کفار مین ملحق فرماتے ہین اور باعث ایذاے آنحضرتؐ ہوتے
ہین اور کچھ خیال نہین کرتے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہی لا تؤذوا الاحیاء بسبب الاموات افسوس ہی کہ آجتک اُن حضرت
کی ایذادہی سے باز نہین آئے الحاصل حق سبحانہ تعالی نے علماے اہل کتاب کے دو فرقے فرمائے ایک وہ کہ جنکا وصف
یعرفون کے ساتھ فرمایا اور پھر فرمایا کہ دوسرا فرقہ اُن مین کا کتمان حق کرتا ہی جان کر پس وہ فرقہ جو کتمان حق نہین کرتا دو
حال سے خالی نہین یا وہ مشرف باسلام ہوے یا نہین ہوے منجملہ ایمان لانے والون مین کے عبداللہ ابن سلام اور
کعب الاحبار اور لبیث اور احتزاب اُنکے تھے کہ یہ لوگ حضرت رسالت کو پہچانتے تھے اور ایمان بھی لائے تھے اور
اُنکے ایمان لانے مین اختلاف بھی نہین ہی اور جو لوگ ایمان نہین لائے اور دانستہ کتمان حق کرتے تھے وہ آج تک
ضال و مضل موجود ہین حاجت بیان نہین پس یعرفونہ کما یعرفون سے اسلام ابوطالب ثابت ہوتا ہی کہ
تحقیق مومن تھے اور کما یعرفون ابناءھم جو حق تعالی نے فرمایا ہی تو آنحضرتؐ فی الحقیقت ابناء ابوطالب
مین تھے اور باوجود تنہائی اور کثرت کفار کے ابوطالب اظہار نبوت اور رسالت مین کمی بھی نہ فرماتے تھے کتمان
کیسا اور حمایت اور نصرت اور اتمام نور الٰہی مین سعی بلیغ فرماتے تھے جو معائنہ کتب سیر و حدیث سے آشکار ہی شبہہ
واحتمال از سرتاپا بیکار ہی محصل تقریر یہ ہی کہ حق تعالی نے وفریقا منہم فرمایا کہ ایک فرقہ اُن مین کا کتمان حق جان کر
کرتا تھا اور آپ علماے اہل کتاب کو عموما کفار مین شامل فرمائین اور کاتمین حق مین شمار کرین اور حضرت ابوطالب
کو اُن مین شامل فرماوین حالانکہ آپ خود اور تمام اہل سیر و تواریخ و حدیث رقم فرماتے ہین ابوطالب کے قصائد
اور اشعار اور اقوال اور افعال اور اوصاف کہ جن سے بصراحت ثابت ہی کہ ابوطالب نے کوئی دقیقہ جان نثاری
اور فرمانبرداری اور اظہار امر حق مین فروگذاشت نہین کیا بعد اس آیہ کے آپ رقم فرماتے ہین **قولہ** وقال عز من
قائل فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہ فلعنۃ اللہ علی الکافرین پس جسوقت آیا وہ یعنی محمدؐ اُنکے پاس یعنی یہودیون
کے پاس کہ وہ توریت سے حقیقت آنحضرت کو پہچانتے تھے کفر کیا اُنھون نے عناد و حسد سے پس لعنت خدا
کی ہی کافرون پر **اقول** آیۂ اولی مین بیان ہی عارفین کا اور ایمان لانے والون کا اور بعض کتمان کرنے والونکا اور اس مین
خطاب ہی یہودیون کی طرف کہ وہ کہتے تھے صفات اور نعوت محمدؐ کو دیکھ کر توراۃ مین کہ ہم نصرت کرینگے پیغمبر آخر الزمان
کی پس جب مبعوث ہوے آنحضرتؐ غیر بنی اسرائیل مین سے اور پہچانا اوصاف اور نعوت مرقومۂ توراۃ سے آنحضرتؐ کو

تو کفر کیا اُنھون نے عناد و حسد سے اس آیت سے کوئی تعلق جناب ابوطالب کو نہین ہی نہ وہ بنی اسرائیل سے ہین
نہ اُنمین شامل ہین اگر آپکی مراد یہ ہی کہ کافرین مین کا فر ہوئے ہین تو یہان عارفین سے مراد علماے اہل کتاب ہین
اور یہ آیہ تو ناص واسطے علما یہود کے ہی لہٰذا بنی اسرائیل سے نہ ہونا آنحضرت کا اُن لوگون پر شاق اور دشوار ہوا
کہ جناب ختمی مآب اولاد اسمٰعیل سے تھے اب آپ فرمائے کہ ابوطالب کو کس امر پر عناد و حسد تھا بلکہ باعث فخر تھا کہ
کہ ابوطالب بھی اولاد اسمٰعیل سے تھے پھر آپ رقم فرماتے ہین تیسری آیہ قرآن کلام مجید یجدونہ مکتوبا عندھم
فی التوراۃ والانجیل ترجمہ پاتے ہین یہود و نصاری اُسکی صفت اور نام کو لکھا ہوا جو نزدیک اُنکے ہی توراۃ
و انجیل مین اقول آپ ہی فرمائیے کہ یہ آپکی سفاہت ہی یا نہین اور اوصاف یہود مین یحرفون الکلم عن
مواضعہ بھی ہی یا نہین آیہ کلام مجید کو ابتدا اور انتہا سے آپنے ترک کرکے اپنے مطلب کے الفاظ چن لیے
یہ عام فریبی نہین ہی تو کیا ہی اور تمام آیہ آپ کیونکر نقل فرماتے کہ وہ الفاظ آیہ دلالت کرتے ہین جناب ابوطالب
کے اوصاف حمیدہ پر لیجیے وہ آیہ پوری یہ ہی الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا
عندھم فی التوراۃ والانجیل یامرھم بالمعروف وینھٰھم عن المنکر ویحل لھم الطیبات ویحرم
علیھم الخبائث ویضع عنھم اصرھم والاغلال التی کانت علیھم فالذین امنوا بہ وعزروہ ونصروہ
واتبعوا النور الذی انزل معہ اولئک ھم المفلحون ترجمہ وہ لوگ جو پیروی کرتے ہین رسولؐ کی کہ نبی
امی ہی وہ نبی امی کہ پاتے ہین یہود و نصارے اُسکے نام اور صفت کو لکھا ہوا توریت اور انجیل مین حکم کرتا ہی
مومنین کو نیکی کا اور منع کرتا ہی اُنکو برائی سے اور حلال کرتا ہی اُنکے واسطے پاکیزہ چیزونکو اور حرام کرتا ہی اُنپر
ناپاک چیزون کو اور اُتاریگا بوجھ کو مراد بوجھ اُتارنے سے یہ ہی کہ اُمت پر سخت احکام جاری نہین کرتا اور اُتاریگا
طوقون کو کہ تھے اُنپر زمانہ موسیٰ سے یعنے جو احکام کہ زمانہ موسیٰ مین سختی کے تھے اُنکو اُتاریگا پس علیہم تک تو
اس آیہ سے یہہ بات ثابت نہین ہوئی کہ یجدونہ الخ سے مراد کفار ہین آگے چلے الذین امنو پس وہ لوگ
کہ ایمان لائے ہین اُسکے ساتھ خواب غفلت سے بیدار ہو جیسے الذی سے مراد ابوطالب ہین ایمان سے مراد
ایمان حقیقی ہی نہ ایمان ظاہری جو آپ کا مشرب ہی وعزروہ اور قوت دی ہی اُنھون نے اُس نبیؐ کو ونصروہ اور
مدد و نصرت کی ہی اُنھون نے اُس نبیؐ کی اور پیروی کی ہی اُنھون نے اُس نور کی کہ نازل کیا گیا ہی ہمراہ اُسکے
وہ ہی لوگ رستگاری پانیوالے ہین آپ کو قسم دیتا ہون کہ سچ فرمائیے تصدیق قلبی کی اور اقرار لسانی کی تو
مفسرین اور محدثین بھی قائل ہین اگرچہ آپ ایمان ظاہری کو ایمان تصور کیے ہوئے ہین مگر یہ تو فرمائیے کہ وہ
کون شخص تھا سوائے ابوطالب کے جسنے قوت دی اُسوقت مین کہ کوئی قوت دینے والا سوائے خدا کے نہ تھا
اور کسنے نصرت کی بجز ابوطالب کے کہ تمام کفار سے مقابلہ کیا ابوطالب ایک طرف تھے اور کفار عرب ایکطرف
اور کس نے یہہ کلمہ کہا بجز ابوطالب کے کہ جب تک مین پیوند زمین نکر دیا جاؤنگا اُسوقت تک مین نصرت اور
حمایت کو نہ چھوڑونگا اور کس نے پیروی کی اور جو کچھ کہ آنحضرت پر اُسوقت تک نازل

ہوا تھا اُسکو سچا مانا سوائے ابوطالب کے حتیٰ کہ بعد خدیجہ کبریٰ اور علی مرتضیٰ کی اتباع کی جب جناب ابوطالب
نے نماز پڑھتے دیکھا تو جعفر کو حکم فرمایا کہ تو بھی پیروی کر اور شریک ہو جسطرح سے کہ علیؑ شریک ہی اور کوئی بھی ایسا
تھا سوائے ابوطالب کے جسنے پیغمبر کی پیغمبری کرکے اتمام حجت کیا ہو کفار پر اور کہا ہو کہ دیکھو محمدؐ نے خبر دی ہی
اور اُسکو خدا نے خبر دی ہی کہ تمھارے صحیفہ کو دیمک کھا گئی بجز اسم جلالہ باری عز اسمہ باقی نہین ہی دیکھیے اسکا نام
ہی تصدیق بیقین اسکو کہتے ہین کہ ابوطالب نے بھی اُس صحیفہ کو نہین دیکھا مگر فقط آنحضرت کے فرمانے سے کس
استقلال سے فرمایا کہ اگر یہہ بات سچی ہی تو حق محمدؐ کیطرف ہی تم لوگ کیون ظلم کرتے ہو اور اگر یہہ امر غلط ہی تو تم کو
اختیار ہی جو چاہو کرو پھر حق تعالےٰ فرماتا ہی اولئک ھم المفلحون یعنے وہی لوگ رستگاری پانیوالے ہین تمام
ہوا ترجمہ مگر آپ گرداب ضلالت وغوایت مین غوطہ زن ہین افلا ینصرون کے مصداق بنے عام فریبی
نہ فرمایئے کہ جناب ابوطالب ورابائے نبوی کو مومن کہنے والے رافضی ہین تا بھلا آپ کو بڑا عالم اور سچا سنی
سمجھین بغض و عداوت خاندان نبوت سے کرنا دشمنان خدا و رسولؐ کا کام ہی اگر رافضیون نے جناب ابوطالب
اور ابائے نبوی کو مومن کہا تو کیا مضائقہ وہ خدا کو بھی خدائے واحد کہتے ہین اور رسولؐ برحق کو خاتم
المرسلین بھی کہتے ہین لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اُنکا بھی کلمہ ہی یہ ضرور نہین کہ رافضی جو کچھ کہتے ہون وہ آپ
نہ کہین اسکو ایمان آپ تصور فرماتے ہین تو لاچاری ہی یہہ ایمان آپ کو مبارک ہی اہل حق کا یہہ ایمان نہین ہی
جناب ابوطالب کا بعینہٖ الفاظ لا الہ الا اللہ کہنا آپ پر ثابت نہین آپ آنکھین بند کرکے کافر فرمائے دیتے ہین
غافل اسسے کہ حق تعالےٰ فرماتا ہی ومن الناس من یقول امنا باللہ وبالیوم الاخر وما ھم بمومنین یخادعون
اللہ والذین امنوا وما یخدعون الا انفسھم وما یشعرون ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ جسنے
حمایت اور نصرت اور اطاعت کی آنحضرت کی اُسنے حمایت اور نصرت اور اطاعت کی خدا کی وہ مومن حقیقی
محب خدا و رسولؐ ہی اور دشمن اُنکا دشمن خدا اور رسولؐ ہی جگہ اُسکی درک اسفل ہی [illegible] بعض کور چشم بدباطن
وہابیہ عصر کہ اسمین کلام کرتے ہین اور کہتے ہین اگر اہل کتاب کے یہان حضور کا ذکر رسالت ہوتا تو ایمان کیون
نہ لاتے نصوص قاطعہ سے انکار اور خدا اور رسولؐ کی تکذیب اور یہود و نصاریٰ کی حمایت و تصدیق کرنیوالے
ہین اعوذ باللہ من وساوس الشیطان **اقول** جن وہابیہ عصر کا مقولہ آپنے رقم فرمایا فی الحقیقت وہ تو مورد
لعن ہین مگر ہم تو آپ کی عبارت کی تعریف کرتے ہین آپنے وہابیہ کی تعریف مین لفظ بدباطن کیون رقم فرمایا بدباطن
سے آپ کو گیا علاقہ آپ کا مذہب تو بیشک بد فی الظاہر ہی اور قصور معاف نصوص قاطعہ سے تو آپ بھی انکار
فرما رہے ہین جیسا کہ ابھی مذکور ہوا اور حامی اور ناصر و مصدق رسولؐ انام کو تو علانیہ آپ کافر فرما رہے ہین پھر
یہود و نصاریٰ کی تصدیق و حمایت کرنیوالے کو کیونکر بد کہہ سکتے ہین جب ابوطالب کو کہ حامی و ناصر و مصدق
رسولؐ تھے آپ باعلان کافر فرما رہے ہین تو حامی و ناصر و مصدق یہود و نصاریٰ بالضرور مومن قرار پاینگے
اعوذ باللہ من وساوس الشیطان مگر ہم تو وہابیہ عصر اور اُن لوگون سے کہ مطلب کے ثابت کرنیکے

واسطے فقرات آیات اور احادیث اور مفسرین کی عبارتون مین تحریف کرتے ہین کہین تحریف لفظی اور کہین تحریف معنوی
فرماتے ہین ہم پناہ مانگتے ہین بسا تعجب ہی کہ آپ نصرت اور حمایت اور تصدیق نبوت اور مصائب حمایت وحراست
وکفالت واطاعت کی کچھ حقیقت نہین سمجھتے حالانکہ جناب ابوطالب نے اپنی جان ومال واولاد فدائے پائے
آنحضرت فرمائی آپ کے دین کو خیر الادیان فرمایا صدق وامانت کو آنحضرت کے اعلان دیا آنحضرت کی اتباع
کی تحریص لوائی حضور کو رسول مثل موسیٰ کے خطاب فرمایا اور قصائد مین اپنی تصدیق قلبی کا اظہار فرمایا کہ
تا قیام قیامت یہہ قرار باقی رہے قصائد بیشمار آنحضرت کی مدح مین انشا فرمائے یہہ سب رائیگان اور بیکار ہی فقط
لا الہ الا اللہ کو تلفظ نہ فرمایا سامنے کفار کے تو کافر ہوئے اور پھر حمایت وتصدیق یہود ونصاریٰ کو آپ مذموم بھی فرماتے
ہین پس صاحبان انصاف اور ماہرین اوضاعت جناب ابوطالب پر مثل شمس ہویدا اور آشکار ہی یہہ کہ ابوطالب ابتدا
سے انتہا تک ناصر ومعین وحامی ومصدق رسول رہے بجز رضامندی واطاعت کے تکذیب ومخالفت آنحضرت
کی نہین فرمائی بلکہ ہر حال مین معین ومددگار رہے پس ان آیات کا بعنوان مذکورہ وارد کرنا آپ کا بجز تحریف اور
افترا علی اللہ کیا ہو سکتا ہی بعض آیات کی دلالت عرفان اور ایمان پر ہی بعض کی باوجود معرفت کفر پر اور بعض آیات
شان یہود ونصاریٰ مین ہین لیکن آپنے کہین تحریف لفظی فرماکر مطلب براری کی ہی کہین تحریف معنوی فرماکر
اعوذ باللہ من وساوس الشیطان اور اوپر عرض کرچکا ہون کہ مبغض ابوطالب بعینہ مبغض رسول انام ہی
اور مبغض رسول مبغض خداوند علام ہی اور مبغض خدا ورسول کافر واجب القتل ہی اور ابوطالب مہاجرین اور
انصار سے رسول مختار کے ہین **قولہ** شرح عقائد نسفی مین ہو لیست حقیقۃ التصدیق ان تقع فی القلب
نسبۃ الصدق الی الخبر او المخبر من غیر اذعان وقبول بل ہو اذعان وقبول لذلک بحیث یقع
علیہ اسم التسلیم علی ما صرح بہا امام الغزالی **اقول** اولاً عقائد نسفی کی عبارت جو آپنے رقم فرمائی
آپ کے مفید مطلب نہین ہی کہ یہہ عبارت گویا تصدیق کی تعریف ہی نہ ایمان واسلام کے اور تعریف تصدیق
مین اختلاف واقع ہی بین المتقدمین والمتاخرین معہذا اگر اسی تعریف کو ہم بھی قبول کرلین تو بھی
آپ کو کیا نفع پہنچیگا اسواسطے کہ اس تعریف مین اقرار باللسان اور عمل بالارکان کا ذکر ہی نہین ہی جس سے آپ
کفر ثابت کرسکین اور باقی رہا بل ہو اذعان وقبول لذلک بحیث یقع علیہ اسم التسلیم اسمین بھی
کوئی شرط ظاہر وباطن کی نہین ہی بلکہ وقوع اسم تسلیم کی قید ہی پس ہم قبول کرتے ہین کہ حقیقت تصدیق کی
اذعان اور قبول بھی سہی پھر یہہ تعریف تصدیق کی جناب ابوطالب کو کیا نقصان دیتی ہی کہ تصدیق قلبی جناب
ابوطالب کی باتفاق اہل سیر وتواریخ وعلم حدیث وتفسیر ثابت ہی جسکی توضیح عنقریب ہوئی جاتی ہی مگر پہلے
ہم تعریف تصدیق اور تصور اور دانستن اور شناختن اور معرفت اور گرویدن کو عرض کردین تا معلوم ہوجائے
کہ ان الفاظ کے مفہوم مین کیا فرق ہی اور کس کس معنی پر اطلاق کی جاتی ہین اور ہر ایک کی کیا تعریف ہی تاکہ
محصل تقریر آپ کا ہر شخص پر ہویدا اور آشکار ہوجائے اسواسطے کہ کسی مقام پر آپ کمال معرفت کو تعریف

ایمان سے خارج کیے دیتے ہین کبھی فرماتے ہین کہ معرفت کو ایمان سمجھنے والے بعض قدریہ ہین کہین آپکا قول
ہی کہ دانستن اور شناختن اور چیزیہای اذعان وگرویدن اور کسی مقام پہ معنی تصدیق کے شرح عقائد سے نقل
فرماتے ہین کسی مقام پر بعض قدریہ کا مقولہ الایمان ہو المعرفت شرح عقائد سے نقل فرماتے ہین تاکہ عوام جہلا
آپکی تحریر کی قدر کرین اور لاجواب تصور کرین حالآنکہ ایسی تحریر مشوش سے بجز تضییع اوقات کوئی فائدہ
نہین متصور ہوتا شناختن اور دانستن اور دریافتن یہہ الفاظ فارسی ہین عربی مین انھین کو معرفت اور
علم اور ادراک کہتے ہین کبھی یہہ الفاظ ایک ہی معنی پر اطلاق کیے جاتے ہین تو ان الفاظ کو مترادف کہتے
ہین کبھی ہر واحد انکا معنی جداگانہ پر اطلاق کیا جاتا ہی پس معنی معرفت اور علم اور ادراک کے الصورۃ
الحاصلة عند العقل ہین یعنے وہ صورت کہ انسان کی عقل کے نزدیک حاصل ہوے ہی اور عقل ایک
جوہر ہی مجرد مادہ سے ذاتا اور فعلا اور کبھی اطلاق عقل کا ذہن پر ہوتا ہی جو مقابل مین خارج کی ہی اور
ذہن کا اطلاق مشاعر پر ہوتا ہی اعم اس سے کہ عقل مجرد ہو یا حواس خمسہ ہون اور حواس خمسہ ظاہری ہون
یا باطنی حاصل یہہ ہی کہ ذہن ایک قوت مدرکہ ہی کہ جسمین صورتین اشیا کی حاصل ہوتی ہین اور مراد صورت
سے یہہ ہی کہ بعینہ وہ شی نہ ہو لیکن موافق اسی شی کے ہو جسطرح کہ آئینہ وغیرہ مین صورت ہر شی کی حاصل
ہوتی ہی اور محققین کے نزدیک مطلق موافقت کافی نہین ہی بلکہ موافقت حقیقت اور ذات اور معنی
مین جسوقت پائی جاے وہ معتبر ہی اس وجہ سے تمثیل آئینہ وغیرہ کی بسبیل توضیح قرار پائیگی نہ بسبیل تحقیق اسواسطے
کہ جو صورتین انسان یا حیوان وغیرہ کی آئینہ مین یا شکل یہہ کے یا اور چیز وغیرہ مین پائی جائینگی وہ موافق نہ
ہونگی حقیقت انسانیت اور حیوانیت وغیرہ مین بلکہ ظاہر شکل مین موافقت پائی جائیگی اور صورت حاصلہ
کہ جسکو علم کہتے ہین فقط موافقت [illegible] بلکہ حقیقت اور ذات اور معنی مین موافقت رکھتی ہی
اور دلیل اس امر پر کہ صورتین اشیا کی ذہن مین حاصل ہوتی ہین اور حقیقت اور ذات [illegible]
رکھتے ہین یہہ ہی کہ جو اشیا کہ ہم دیکھ چکے ہین اور وہ ہم سے غائب ہین انکو ہم اسی نفس مین [illegible] دیکھتے ہین
حالآنکہ وہ عین اشیا ہمارے نفس مین داخل نہین ہین بلکہ کوئی چیز کہ ان اشیا [illegible]
وہ ہم مین حاصل ہوگئی ہی اور وہ صورتین انھین اشیا کی ہین [illegible] حاصل
نہین ہوتی ہین بلکہ ساتھ حقیقت اور ماہیت کے [illegible] حاصل
ہوئی ہوتین جیسے آئینہ وغیرہ [illegible] حاصل ہوتی ہین تو ممکن [illegible] حقیقت اشیا [illegible] سکتے
حالآنکہ کنہہ اور حقیقت بعض اشیا [illegible] بالتعیین ہمکو معلوم ہی مثلا گرمی و سردی اور روشنی و تاریکی اور روشن
انھین کے بالیقین ہمکو معلوم ہی کہ جسمین احتمال بھی کسیطرح شک کا نہین ہو سکتا بلکہ جو شخص ان امور کو یقین
نہ کرے تو قابل اعتنا بھی نہ ہوگا یہہ تو مفہوم مشترک ان الفاظ کا ہی اور اطلاق ہر واحد کا معنی مختص پر یہہ ہی
کہ کبھی معرفت اور شناختن بولتے ہین اور اشیا بسیط کا جاننا مراد ہوتا ہی اور دانستن اور علم [illegible] جاننے

اشیاء مرکبہ کے ہوتے ہین اسیوجہ سے خداشناسی کو شناخت اور معرفت کہتے ہین دانش اور علم کا اطلاق نہین کرتے اور کبھی ایک چیز معلوم شدہ فراموش ہوجاتی ہی اور باردوم معلوم ہوتی ہی اس باردوم کے معلوم ہونیکو شناخت اور معرفت کہتے ہین اور کبھی علم و دانش کو شی معلوم پر اطلاق کرتے ہین اعم اس سے کہ ابتدا سے معلوم ہویا باردوم بعد فراموش ہونیکے معلوم ہو اسی سبب سے حق تعالےٰ کو عالم کہتے ہین عارف نہین کہتے اسیطرح ادراک کے تکلم سے جاننا جزئیات کا اور محسوسات کا مطلوب ہوتا ہی اور ادراک کے مقابل

نسبت تقیدیہ یا لا وقوع اسکا ہی متقدمین نے قضیہ مین تثلیث اجزا کا اعتبار کیا ہی یعنی محکوم علیہ اور محکوم بہ اور نسبتہ
تامہ خبریہ ثبوتیہ یا سلبیہ اور متاخرین تربیع اجزا کے قائل ہین یعنی محکوم علیہ و محکوم بہ اور نسبت تامہ خبریہ ثبوتیہ یا سلبیہ اور متاخرین
تربیع اجزا کے قائل ہین یعنی محکوم علیہ و محکوم بہ و نسبتہ تقیدیہ ثبوتیہ یا سلبیہ اور اسیکا نام نسبت حکمیہ ہی جو مورد حکم ہی جو تھے حکم
ہی یعنی وقوع نسبتہ خبریہ یا لا وقوع اسکا خلاصہ یہ ہی کبھی تصدیق سے مراد لی جاتی ہی متلبس بکیفیۃ اذعانیہ جو من قبیل ادراک
ہی تو اس حالت مین تقسیم اسطرح کرتے ہین العلم اما تصور او تصـــــــــدیق متلبس بکیفیۃ
اذعانیۃ اور متلبس ہونا بکیفیۃ اذعانیہ من قبیل الادراک ہی اور علامہ تفتازانی نے فرمایا ہی انہ ادراک
ان النسبۃ واقعۃ اولیست بواقعۃ یعنی تحقیق کہ وہ ادراک ہی اسکا کہ تحقیق کہ نسبتہ واقع ہی یا نہین
ہی واقع اور اس تعریف مین تخییل اور شک اور وہم شامل ہوئے جاتے ہین کہ ہر واحد انکا بھی ادراک ہی
وقوع نسبتہ اور لا وقوع نسبتہ کا اسواسطے کہ اگر قضیہ حاصل ہو ذہن مین لا عن وجہ الحکایۃ عن
الواقع اور بغیر مطابقت اور عدم مطابقت للواقع کا اعتبار نہو یعنی صورت قضیہ کی ذہن مین حاصل ہو
کہ موضوع قضیہ اور محمول قضیہ اور نسبتہ تامہ خبریہ ہی فقط بغیر تردد اور تجویز کے تو اسکو تخییل کہتے ہین اور اگر
اُس قضیہ مین اعتبار نسبت حکایت عن الواقع کا ہو اور حادث ہو نفس مین ایک حالت کہ جسکو تعبیر کرین ساتھ
انکار کے تو اسکو تکذیب کہتے ہین اور اگر اُس قضیہ مین حالت تکذیب حادث نہو بلکہ حاصل ہو ذہن
مین ایک کیفیت احتمالیہ کہ تجویز کرے عقل اُس کیفیت سے مطابقت للواقع اور عدم مطابقت للواقع کی اور یہ تجویز
مساوی ہو یعنی ادراک نسبتہ کا تردد اور تجویز مین مطابقت اور عدم مطابقت للواقع کی مساوی ہو تو
شک ہی اور اگر تجویز کرے عقل اُس کیفیت احتمالیہ سے مطابقت یا لا مطابقۃ کو راجح اور غالب پس جانب
مقابل اُسکا کہ مرجوح و مغلوب ہی اُسکو وہم کہتے ہین اور راجح و غالب کو ظن کہتے ہین اور یا حادث
ہوگی ذہن مین وقت حصول قضیہ کے کیفیت خبریہ کہ جسمین احتمال اور تجویز باقی نہ رہے تو اُسکو جزم کہتے
ہین اور وہ جزم اگر مطابق للواقع کے نہین ہی تو جہل مرکب ہی اور اگر مطابق واقع کے ہی مگر ازالہ مزیل سے
اور تشکیک مشکک سے زائل ہو جائے تو تقلید ہی اور اگر ثابت رہے اور زوال پذیر نہو تو یقین ہی پس
فی الحقیقت تخییل و تکذیب و شک و وہم تصورات مین شامل ہین اور ظن و جہل مرکب و تقلید و یقین تصدیقات
مین پس یہ تعریف تصدیق کہ انہ ادراک ان النسبۃ واقعۃ او لیست بواقعۃ مانع نہین بسبب دخول
تخییل و تکذیب و وہم و شک کے اس تعریف مین اور کبھی مراد لیتے ہین تصدیق سے کیفیت اذعانیہ کہ وہ من
قبیل ادراک نہین ہی بلکہ لواحق ادراک سے ہی پس تقسیم علم اس حال مین اس طرح کی ہی العلم اما تصور ساذج او تصور
معہ تصدیق پس تصدیق سے مراد کیفیت اذعانیہ ہی اور ایسا ہی واقع ہوا ہی شفا مین اور اشارات مین تو تصدیق
لواحق ادراک سے قرار پائیگی اور یہ ہی قول محقق نصیر الدین طوسی کا ہی کہ وہم و شک امر تمنی و ترجی و استفہام لواحق
ادراک سے ہین اور نیز تصدیق منطقی بعینہ تصدیق لغوی ہی اور کلام شیخ سے بھی یہ ہی ظاہر ہوتا ہی اور اسکی

سیر زاہد ص ۷۵ سطر ۱
ایضاً سطر ۳

تصریح کی ہی بہت سے محققین نے جیسے علامہ شیرازی شیخ قطب الدین نے درۃ التاج مین اورعلامہ تفتازانی نے شرح مقاصد مین جسکا خلاصہ بیان یہ ہی کہ ان للتصدیق فی اللغۃ ثلثۃ معان الاول ماخوذ من الصدق بمعنی وصف القضیۃ وھو عبارۃ عن الاذعان بصدق القضیۃ ای التصدیق بان معنی القضیۃ مطابق للواقع ویعبر عنہ بالفارسیۃ براست داشتن و صادق داشتن یعنے تصدیق کے تین معنی ہین لغت مین اول تصدیق ماخوذ ہی صدق سے کہ جو معنی مین وصف قضیہ کے ہی اور وہ عبارت ہی صدق قضیہ کے اذعان سے یعنی تصدیق باین طور کہ معنی قضیہ مطابق للواقع ہین اور فارسی مین براست داشتن اور صادق داشتن سے تعبیر کرتے ہین پس اذعان متعلق ہوا ایک قضیہ سے کہ موضوع اُسکا یہ قضیہ ہی اور محمول اُسکا صادقہ ہی مثلاً کہین کہ القضیۃ صادقۃ یعنے یہ قضیہ صادق ہی تو موضوع مثلاً زید قایم یہ سارا قضیہ ہی اور صادقۃ محمول پس صدق قضیہ کا اذعان یہ ہی تصدیق ٹھرا والثانی ماخوذ فی اللغۃ من المعنی الاول وھو عبارۃ عن الاذعان بمعنی القضیۃ ای التصدیق بان المحمول ثابت للموضوع مثلا فی الواقع ویعبر عنہ فی الفارسیۃ بگرویدن وباور کردن اور دوسرے معنے لغت مین ماخوذ ہین معنی اول سے اور عبارت ہی اذعان سے کہ جو معنی مین قضیہ کے ہی یعنے تصدیق باین طور کہ محمول ثابت ہی واسطے موضوع کے مثلاً فی الواقع اور فارسی مین گرویدن اور باور کردن کہتے ہین پس اس قسم ثانی مین اذعان اور تصدیق متعلق ہی نفس قضیہ سے یعنے حکم سے جو قضیہ مین ہی یعنے محمول صادق ہی موضوع پر یعنی اذعان باین طور کہ محمول ثابت ہی واسطے موضوع کے واقع مین اور اسی کا نام تصدیق منطقی ہی و ھو یحصل قبل حصول معنی الاول اور وہ حاصل ہوتی ہی قبل حاصل ہونے معنے اول کے اسواسطے کہ اول ماخوذ صدق سے ہی جو بمعنی وصف قضیہ ہی یعنے قضیہ صادقہ ہی اور یہ ماخوذ ہی صدق سے جو بمعنی ذات قضیہ ہی یعنے حکم جو ذات قضیہ مین ہی صادق ہی یعنے محمول صادق ہی موضوع پر پس حصول ذات مقدم ہی حصول صفت مثلاً زید قایم ہی یعنی زید قائم ہی پس اگر تصدیق کو متعلق کرین نفس قضیہ سے تو مراد یہ ہوئی کہ اذعان حاصل ہوا ہی قیام زید سے یعنی قیام زید صادق ہی ای قائم محمول زید موضوع پر صادق ہی اور اگر تصدیق کو متعلق کرین وصف قضیہ سے جو صدق قضیہ کا ہی تو مراد یہ ہوئی کہ اذعان حاصل ہی وصف قضیہ سے یعنے زید قائم قضیہ ہی اسکو موضوع گردانین اور صادق کو محمول اور کہین کہ یہہ کل قضیہ صادق ہی پس نفس قضیہ کا صدق پہلے حاصل ہوگا یعنی زید قایم مین حکم قائم زید پر پہلے صادق ہوگا پس یہہ تصدیق متعلق بہ نفس قضیہ ہی مثلاً قیام زید صادق ہی بعد اُسکے اس قضیہ کو یعنے زید قائم کو موضوع قرار دین گے اور کہین گے زید قائم صادق ہی پس زید قائم موضوع ہی اور صادق اسکا محمول ہی پس یہ تصدیق حاصل ہوئی وصف قضیہ سے بعد تصدیق حاصل ہونے کے نفس قضیہ سے والثالث ماخوذ من الصدق بمعنی وصف القائل وھو عبارۃ عن التصدیق بان القائل مخبر عن کلام مطابق للواقع ویعبر عنہ بالفارسیۃ براست گوئی دانستن وحق گوئی دانستن اور تیسرے معنے

Interlinear glosses: ای بحذف لفظ الوصف ۱۲ — ای بدون لفظ الوصف ۱۲

نام کتاب میرزا ص ۵۰ سطر

تصدیق کے ماخوذ ہین صدق سے کہ جو معنی ہین وصف قایل کے ہین اور عبارت ہی تصدیق سے اسطرح پر کہ
کہ قایل خبر دینے والا ہی کلام مطابق للواقع سے اور فارسی مین اسکو راست گوئی دانستن اور حق گوئی دانستن
کہتے ہین پس جو تصدیق معتبر ہی ایمان مین وہ دو تصدیقین ہین ایک قسم تصدیق کی معنی ثانی یہ ہی تصدیق نفس حکم
کی ہی ایسا حکم کی خبر دی ہی اُسکی حقیقت لینے اور اُسکے رسول نے اسکو فارسی مین گرویدن اور باور کردن
کہتے ہین اور دوسری تصدیق ثالث یعنی جو وقت خبر کے [illegible] ان الکیفیۃ الاذعانیۃ
التی تحصل بعد التصورات علوم بل ہو ایضا [illegible] ہی [illegible] کیفیت [illegible] علم ہی لیکن اقوا کے
مراتب علم ہی پھر بعد ایک سطر کے فرماتے ہین مقام ثانی مین فما [illegible] ان التصدیق علم فیہا ثلث
مذاہب یعنی جب یہ ثابت ہوگیا کہ تصدیق علم ہی دوسرا یہ ہین تین مذہب ہین مذہب اول صاحب
کشف و مطالع وغیرہ کا ہی وہ کہتے ہین کہ ان التصدیق ہو التصور بشرط الحکم یعنی تصور بشرط حکم کو
تصدیق کہتے ہین مذہب ثانی مذہب فخر رازی کا وہ کہتے ہین کہ تصدیق مرکب ہی تصورات ثلثہ اور حکم سے مذہب
ثالث مذہب ہی متقدمین کا وہ کہتے ہین کہ تصدیق عین اذعان ہی اور وہ بسیط ہی اور تصورات شروط
ہین اور نہین ہی اذعان کیفیت علم سے بلکہ وہ ایک قسم ہی علم کی اور حکم اور اذعان اور اعتقاد اور
تصدیق تعبیرات ہین کہ جنکا معنون واحد ہی تعلیق عجیب مین محمد عبد الحی صاحب نے مقامات مذکورہ کو
نہایت تحقیق اور بسط سے لکھا ہی جسکا خلاصہ گذارش کیا گیا اس مقام پر ہم دفع توہم بھی آپکا کر دین
جس وجہ سے کہ آپکے ذہن مین آیا ہی کہ دانستن و شناختن اور چیز ہی اور گرویدن و اذعان اور شاید اقوال
متقدمین آپکی نظر قدر سے گذرے ہون اور قریب ہی عوام کے ہر وقت آپ کی مرکوز خاطر ہی یا فہم معانی
سے ادراک آپکا قاصر ہی اس سبب سے یہ الفاظ مہملہ اپنے فرمائے وہ اقوال متقدمین یہ ہین سمجھے اور
اور جہل مرکب سے نکلیے وقال المتقدمون التصدیق نوع من العلم متغائر بالذات والحقیقت
یعنی کہا متقدمین نے کہ تصدیق ایک نوع ہی علم کی متغائر بالذات والحقیقت تصور سے پس اس مقام پر
مغائرت ذاتیہ سے مراد مغائرت نوعیہ ہی اسواسطے کہ اتحاد جنسی مابین تصور و تصدیق تو ظاہر ہی کہ علم کے
دو نوعین ہین ایک تصور دوسرے تصدیق بلکہ مغائرت نوعی کا اعتبار محققین نے اشد اور اضعف مین بھی
قرار دیا ہی اور کہا ہی کہ الاشد نوع آخر مخالف للاضعف اور اسی بنا پر اقسام تصدیق بھی مثل ظن
اور جہل مرکب اور تقلید اور یقین کے کہ یہ بھی مختلف بالنوع ہو سکتے ہین پس تصور و تصدیق بطریق اولی
لائق اختلاف نوعی کے ہین مگر ایسی مغائرت سے آپ کو کوئی نفع نہین حاصل ہو سکتا اسواسطے کہ آپ تو
معرفت اور علم کو مغائر تصدیق قرار دے رہے ہین حالانکہ معرفت اور علم کو اتحاد ذاتی ہی تصور و تصدیق
دونون سے کہ تمام مشترک ہین دونوں مین اب ہم حقیقت تصور اور اُسکے اقسام بھی مختصراً عرض کر دین کہ
جسطرح علم اور معرفت اور ادراک مترادف ہین اسیطرح تصور بھی مرادف انکا ہی کہ تصور عبارت ہی عن الصورۃ

تعلیق عجیب عبد الحی صفحہ ۲۵ سطر ۲۵

قطبی صفحہ ۶
قطبی صفحہ ۸ سطر ۱۱

الحاصلۃ من الشئ عند العقل خلاصہ یہ ہی کہ اگر اعتبار کرین تصور کو بشرط شئ یعنی بشرط اذعان اور حکم تو تصدیق
ہی اور اگر اعتبار کرین بشرط لا شئ یعنی شرط عدم اذعان اور حکم کے کرین تو تصور ساذج ہی اور اگر اعتبار کرین لا بشرط
شئ کا یعنی کوئی شرط اذعان اور حکم کی یا عدم اذعان اور عدم حکم کی نہ لگائین تو مطلق تصور ہی پس وہ تصور کہ مغائر
اور مقابل تصدیق کے ہی تصور بشرط لا شئ ہی یعنی وہ تصور کہ جسمین شرط عدم اذعان اور عدم حکم کی ہی جسکو تصور ساذج
کہتے ہین اور مطلق تصور یا شرط تصدیق کی ہی یا شطر ہی تصدیق کی علی اختلاف الراے پس تصور ساذج کی چند
صورتین ہین ایک یہ کہ ادراک امر واحد کا ہو مثل تصور زید کے یا امور متعددہ کا بدون نسبت کے مثل زید عمر خالد ولید
وغیرہ کے یا ادراک نسبت کا ہو مگر وہ نسبت غیر تامہ ہو جس پر سکوت صحیح نہ ہو مثل غلام زید کے اسکو نسبت تقییدیہ
کہتے ہین یا نسبت تامہ انشائیہ کہ تعلق اذعان قبول نہ کرے مثل تصور اضرب یا ولا تضرب و از یا قائم و
لیت الشباب یعود کے یا تعلق اذعان قبول کرے مگر اذعان حاصل نہ ہو مثل تخییل و تکذیب و شک و
وہم کے اب فرمائیے کہ دانستن و شناختن و دریافتن یہ الفاظ مترادفہ فارسی ہین یا نہین اور عربی ہین انکو
علم و معرفت و ادراک کہتے ہین یا نہین اور اذعان و گرویدن ایک قسم اسی علم و معرفت و ادراک کی ہی یا
نہین اور یہ قول آپکا کہ دانستن اور شناختن اور چیز ہی اور اذعان و گرویدن اور مہمل ہی یا نہین چنانچہ
شارح عقائد نسفی بعد لکھنے تعریف تصدیق اور نقل تصحیح الامام الغزالی کے یہ عبارت رقم فرماتے ہین و بالجملہ
المعنی الذی یعبر عنہ بالفارسیۃ بگرویدن ہو معنی التصدیق المقابل للتصور حیث یقال فی
اوائل علم المیزان العلم اما تصور او تصدیق بذلک التصریح ابن سینا یعنی حاصل کلام جو معنی
کہ تعبیر کیے جاتے ہین فارسی مین بگرویدن وہ تصدیق مقابل تصور ہی جیسا کہ اوائل علم میزان مین کہا گیا کہ العلم
اما تصور و اما تصدیق اور اسی طرح تصریح کی ہی ابن سینا نے اور یہم اوپر عرض کر آئے ہین کہ علم اور معرفت
مترادف ہین پھر معرفت کو کہنا کہ گو کیسی ہی کمال کی ہو ایمان نہین بے ایمانی ہی پھر شارح فرماتے ہین فلو حصل
ہذا المعنی لبعض الکفار کان اطلاق اسم الکافر علیہ من جہۃ ان علیہ شیئا من امارات التکذیب
والانکار یعنی پس اگر یہ تصدیق حاصل ہو کفار کو تو اسکو کافر اس سبب سے کہینگے کہ امارات تکذیب و انکار سے
کوئی شئ اُن مین پائی جاوے اسکی مثال مین شارح فرماتے ہین کہ امارات تکذیب و انکار مثل شد زنار بالاختیار
کے اور سجدہ صنم بالاختیار کے یعنی زنار باندھنا اور بتون کو سجدہ کرنا بالاختیار رہو پھر فرماتے ہین فاعلم ان
الایمان فی الشرع ہو التصدیق بما جاء بہ من عند اللہ ای تصدیق النبی بالقلب یعنی شرع مین ایمان
اسی تصدیق قلبی کا نام ہی کہ جو تصدیق کرے نبی کی ساتھ اُن چیزون کے کہ من عند اللہ لائے ہین اجمالا فانہ
کاف از روے اجمال کے پس وہ کافی ہی ایمان کے لیے اب رہا اقرار باللسان جسکی بنسبت شارح فرماتے ہین
ان التصدیق رکن لا یحتمل السقوط اصلا والاقرار قد یحتمل یعنی تصدیق رکن ہی احتمال سقوط اُس مین
نہین ہو سکتا اور اقرار مین احتمال سقوط ہی والاقرار مذہب بعض العلماء یعنی اقرار لسان بعض علما کا

مذہب ہو ومذہب جمہور المحققین الی انہ ہو التصدیق بالقلب وانما الاقرار شرط لاجراء الاحکام فی الدنیا یعنی جمہور محققین کا یہی مذہب ہو کہ ایمان تصدیق بالقلب ہو اور اقرار شرط اجرائے احکام ہے فمن صدق بقلبہ ولم یقر بلسانہ فہو مومن عند اللہ وان لم یکن مومنا فی احکام الدنیا ومن اقر بلسانہ ولم یصدق بقلبہ کالمنافق فبالعکس وہذا ہو اختیار الشیخ ابی منصور رح و النصوص معاضدۃ لذلک پس جس شخص نے تصدیق بالقلب کی اور اقرار بلسان نہ کیا پس وہ مومن ہو عند اللہ اگرچہ وہ مومن فی احکام الدنیا نہیں ہو اور جسنے اقرار باللسان کیا اور تصدیق بالقلب نہ کی مثل منافق کے وہ مومن فی احکام الدنیا ہو اور عند اللہ کافر ہو اور یہ مذہب مختار شیخ ابی منصور ماتریدی کا ہو اور نصوص اسی کو قوت دیتے ہین بعد چند سطور کے شارح عقائد فرماتے ہین فظہر ان لیست حقیقۃ الایمان مجرد کلمۃ الشہادۃ علی ما زعمت الکرامیۃ پس ظاہر ہوا کہ مجرد شہادتین حقیقت ایمان نہین ہو جیسا کہ مذہب کرامیہ ہو کہ وہ محض کلمتین کو ایمان جانتے ہین پس ہم نہین سمجھتے کہ شارح عقائد نے کہان فرمایا کہ معرفت ایمان نہین اور کلمتین شہادتین یعنی اقرار باللسان حقیقۃ ایمان ہو بلکہ شارح نے تو بدلائل قطعیہ ثابت کردیا کہ فقط تصدیق قلبی ایمان ہو عند اللہ وہو المطلوب اسی بحث مین شارح فرماتے ہین والنبی ومن بعدہ کما کانوا یحکمون بایمان من تکلم بکلمۃ الشہادۃ کانوا یحکمون بکفر المنافق فدل علی انہ لا یکفی فی الایمان فعل اللسان یعنی نبی صلعم اور بعد آنحضرتؐ جس طرح کلمہ پڑھنے والون کو مومن جانتے تھے اسی طرح حکم کرتے تھے کفر منافق پر بھی پس معلوم ہوگیا کہ فعل لسان کافی نہین ہو ایمان مین فقط **قولہ** اسی مین ہو بعض القدریۃ ذہب الی ان الایمان ہو المعرفۃ واطبق علماءنا علی فسادہ لان اہل الکتاب کانوا یعرفون نبوۃ محمد کما کانوا یعرفون ابناءہم مع القطع بکفرہم لعدم التصدیق ولان من الکفار من کان یعرف الحق یقینا وانما کان ینکر عنادا واستکبارا قال اللہ تعالی وجحدوا بہا واستیقنتہا انفسہم **اقول** سبحان اللہ کیا کہنا ہو آپ کی سمجھ کا تصدیق کی تعریف جو شارح عقائد نسفی نے بیان کی اس عبارت سے آپ یہ سمجھے کہ بعض قدریہ مطلق معرفت کو ایمان جانتے ہین اور آنکھین بند کرکے آپنے فرمادیا کہ معرفت کیسے ہی کمال کے ساتھ ہو ایمان نہین ہوسکتی اور قول کے معتبر ہونے کے واسطے اس مین یعنی شرح عقائد نسفی مین ہی رقم فرمایا اچھا اسی مین ہو اور وہی صحیح ہو مگر آپ کے مفید مطلب نہین آپ انکی عبارت کو سمجھے نہین فقط اتنی عبارت آپکے ذہن مین مطابق آپ کی راے کے واقع ہوئی کہ بعض القدریۃ ذہب الی ان الایمان ہو المعرفۃ آپ بھول گئے کہ معرفت کو ایمان کہنا بعض قدریہ کا مذہب ہو تو معرفت ایمان نہین ہوسکتی کہان تک آپ کی تحریر کے لیے مغز یاشی کی جائے پھر سن لیجیے کہ معرفت اگر لا بشرط شی ہو تو مطلق تصور ہو اور وہ یا شرط تصدیق ہو یا جز تصدیق ہو اور اگر بشرط لا شی ہو یعنی لا شی کی شرط لگی ہوئی ہو یعنی عدم حکم کی شرط ہو تو تصور ساذج ہو کہ مقابل مین تصدیق کے ہو اور اگر معرفت بشرط شی ہو تو تصدیق ہو اب صراحۃ شارح عقائد نے بیان کردیا کہ قدریہ اُس معرفت کو کہ جس مین لا شی کی شرط لگی ہوئی ہو اُسی کو ایمان جانتے ہین اور ایسی معرفت کافی نہین ہو

نہ یہ کہ شارح نے انکار کیا کہ معرفت کیسے ہی کمال کی ہو ایمان نہین جیسا کہ آپکا مقولہ ہی اگر آپ فرمائین کہ شارح
عقائد نے معرفت کو مقید نہین کیا تو جواب اُسکا یہ ہی کہ شارح نے بسبب فاسد ہونے اس تعریف کے جو بعض قدریون
کے نزدیک الایمان ہو المعرفۃ ہی دلیل بیان فرمائی کہ ہمارے علما نے اتفاق کیا ہی اس تعریف کے فاسد ہونے
پر بسبب عدم تصدیق کے اس بیان سے صاف معلوم ہو گیا کہ بعض قدریہ معرفت مقید بعدم التصدیق کو ایمان
جانتے ہین اس سبب سے وہ کافر ہین اگر آپ کو نہ سوجھے تو اُسکا کیا قصور اب غور سے عبارت کو ملاحظہ فرمائیے کہ
شارح عقائد نسفی رقم فرماتے ہین بعض القدریۃ ذہب الی ان الایمان ہو المعرفۃ واطبق علماءنا علی
فسادہ لان اہل الکتاب کانوا یعرفون نبوۃ محمد کما یعرفون ابناءہم مع القطع بکفرہم لعدم التصدیق
پس اتفاق علما بسبب عدم تصدیق کے ہی اگر عدم تصدیق کا عدم ہوتا تو معرفت عین ایمان قرار پاتی یہ جواب ہمارا
اُس وقت ہین ہی کہ اس عبارت کو ہم مطابق آپ کی تحریر کے قرار دین ورنہ فی الحقیقت شارح نے بعد تعریف تصدیق
کے احترازاً لبعض القدریۃ ذہب الخ کو بیان کیا اور اسی طرح احترازاً لان من الکفار الخ کو بھی بیان کیا تا واضح
ہو جائے کہ یہ تعریف جو تصدیق کی ہین نے بیان کی ہی یہ جامع اور مانع ہی کہ مذہب بعض قدریہ اور بعض کفار
کہ معرفت حق اُنکو یقیناً حاصل تھی اور انکار اُنکا بسبب عناد و استکبار کے تھا یہ سب اس تعریف سے خارج
ہو گئی اسپر بھی آپ نہ سمجھین تو شارح کا کیا قصور ع گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ❊ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ ❊
اور ناگوار خاطر عاطر عالی نہ ہو کہ نسبت نافہمی کی جناب سے دی ہی بلکہ جو شخص آپ کی تقریر کو بنظر دقیق دیکھیگا وہ ضرور
کہیگا کہ محرر رسالہ سمجھا نہین شرح عقائد نسفی کی عبارت جو آپ نے رقم فرمائی ہی لیست حقیقۃ التصدیق الخ
مکرم بندہ اس تعریف مین تین امر مذکور ہین ایک تو واقع ہونا نسبت صدق کا قلب مین بغیر اذعان اور قبول
اور وہ تصدیق نہین ہی دوسرے تصدیق اذعان اور قبول ہی تیسرے اذعان اور قبول اس حیثیت سے ہو کہ اُس
اسم تسلیم واقع ہو بعد اسکے شارح کا مقصود ہی کہ یہ ایسی تعریف ہی تصدیق کی کہ جس سے مذہب بعض قدریہ کا
نکل جاتا ہی کہ بعض القدریۃ ذہب الی ان الایمان ہو المعرفۃ واطبق علماءنا علی فسادہ ولان اہل
الکتاب کانوا یعرفون نبوۃ محمد کما یعرفون ابناءہم مع القطع بکفرہم لعدم التصدیق یعنی بعض
قدریہ وقوع نسبت صدق خبر فی القلب کو جو بغیر اذعان و قبول ہو اُسی کو ایمان کہتے ہین اور یہ مقولہ اُنکا ہمارے
اس کہنے سے خارج ہوتا ہی کہ لیست حقیقۃ التصدیق ان تقع فی القلب نسبۃ الصدق الی الخبر او المخبر من
غیر اذعان و قبول بل ہو اذعان و قبول پھر اتفاق علما کو بیان کیا کہ ایسے عقیدہ کرنے والے کا ایمان فاسد ہی لہذا
احترازاً اہل کتاب کا بھی ذکر کیا کہ ان سب کو معرفت بطور وقوع نسبت صدق خبر فی القلب حاصل تھی اور یہ سب
کافر تھے مومن نہ تھے لعدم التصدیق حاصل یہ ہی کہ جو معرفت مع عدم التصدیق ہی یعنی بغیر اذعان و قبول ہی وہ ایمان
نہین ہی دیکھو ہماری تعریف تصدیق نے بعض قدریہ اور بعض اہل کتاب کو بھی خارج کر دیا پھر دوسرے مقام پر
احترازاً بیان کر دیا کہ بعض کفار ایسے تھے کہ اُنکو اذعان یعنی معرفت حق یقیناً حاصل تھی اور اذعان تصدیق ہے تو

چاہیئے تھا کہ وہ مومن ہوں مگر ہم نے ایسی قیدین تصدیق کی تعریف مین لگائی ہین جنکی شان مین جحدوا بہا و
استیقنتہا انفسہم نازل ہوا ہی وہ بھی نکل گئے کہ وہ لوگ انکار رکھتے تھے عناداً واستکباراً اسواسطے ہم نے
تصدیق کو مقید کر دیا بجمیث یقع علیہ اسم التسلیم اور آپ کا رقم فرمانا اُس مین ہی فقط اسواسطے کہ اوپر آپ
کہہ آئے ہین کہ معرفت گو کیسے ہی کمال کے ساتھ ہوا یمان نہین اس مطلب سے آپ نے اپنے نزدیک شرح عقائد نسفی
سے ثبوت دیا تاکہ عوام کالانعام آپ کے کلام کی قدر کرین کہ شرح عقائد جو بہت بڑی معتبر کتاب ہی اُس مین لکھا ہی
کہ معرفت کو ایمان سمجھنے والے خبط قدریہ ہین حالانکہ یہ وسوسہ بیجا ہی کہ خود آپ نے اپنی مطلب برآری
کے واسطے نقل عبارت شرح عقائد کی فرمائی اُسی عبارت سے ثابت ہوتا ہی کہ معرفت جو وقوع نسبت صدق خبر فی القلب
مع اذعان و قبول ہو وہ بھی ایمان نہین ہی بلکہ مراد ہماری وہ اذعان و قبول ہی کہ جسپر اسم تسلیم صادق آئے اور اسی کا
نام کمال معرفت ہی اور یہی کمال معرفت ایمان ہی محققین کے نزدیک کاش کہ آپ نے بعد اکتساب علوم قصد تالیف
کیا ہوتا آپ کی تحریر دلالت کرتی ہی کہ معرفت علم آپ کو بلا کسب حاصل ہوئی ہی شارح عقائد علامہ تفتازانی بعد
بیان فرمانے معنی تصدیق اور اقوال مختلفہ کے فرماتے ہین کہ مذہب جمہور اور مذہب حق یہی ہی کہ فقط تصدیق
قلبی ایمان ہی بعد اسکے رقم فرماتے ہین کہ ثمت اشکال وهو ان بعض القدریۃ قد ذهب الخ پھر بعض مشایخ
کے کلام سے فرق معرفت احکام اور استیقان احکام مین اور تصدیق احکام اور اعتقاد احکام مین بیان کرکے
ذکر فرمایا کہ ان التصدیق عبارۃ عن ربط القلب علی ما علم من اخبار المخبر یعنی تصدیق عبارت ہی ربط
قلب سے اُن چیزون مین جو جانی گئین اخبار مخبر سے وهو امر کسبی مثبت باختیار المصدق یعنی وہ ایک امر
کسبی ہی کہ ثابت ہوتا ہی مصدق کے اختیار سے بخلاف معرفت کے فانہا ربما تحصل بلا کسب کمن وقع
بصرہ علی جسم فحصل لہ معرفۃ انہ جدار او حجر وهذا ذکرہ بعض المحققین یعنی یہ معرفت کبھی بلا کسب حاصل
ہوتی ہی مثلاً کوئی شخص کسی جسم کو دیکھے تو اُسکو معرفت حاصل ہوگی کہ یہ دیوار ہی یا پتھر اور یہ مقولہ بعض محققین
کا ہی کہ جو نسبت قلب مین باختیار واقع ہو وہ تصدیق ہی اور جو بلا کسب و اختیار ہو وہ معرفت ہی شارح فرماتے
ہین هذا مشکل یعنی نسبت کسبیہ اختیاریہ کو تصدیق کہنا اور بلا کسبیہ اور اختیاریہ کو معرفت کہنا نہایت مشکل ہی
لان التصدیق من اقسام العلم وهو من الکیفیات النفسانیۃ دون الافعال الاختیاریۃ اسلیے کہ تصدیق اقسام
علم سے ہی اور وہ کیفیت نفسانیہ ہی سوائے افعال اختیاریہ کے اسلیے کہ جب ہم تصور کرین دو شیئون کے درمیان
مین ایک نسبت کا اور شک کرین کہ یہ نسبت بالاثبات ہی یا بالنفی اور پھر اُسکے ثبوت پر دلیل قائم کرین پس جو چیز
کہ ہم کو دلیل سے حاصل ہو وہ ہی اذعان اور قبول اس نسبت کا ہی اور یہی معنی ہین تصدیق اور حکم اور اثبات و ایقاع
کے پھر فرماتے ہین کہ تصدیق تو کیفیات نفسانیہ سے ہی مگر مراد یہ لی جائے کہ حصول اس کیفیت کا بالاختیار ہوتا ہی
پس جو معرفت کہ بلا کسب و اختیار حاصل ہوئی تھی وہ تعریف ایمان مین معتبر نہین اور جو باکسب و اختیار
حاصل ہوئی وہ معتبر ہی پھر شارح فرماتے ہین نعم یلزم ان تکون المعرفۃ الیقینیۃ المکتسبۃ بالاختیار

تصدیقاً ولا باس بذلک لانہ حینئذ یحصل المعنی الذی یعبر بالفارسیۃ بگرویدن ولیس الایمان ما
التصدیق سوی ذلک یعنی لازم ہی کہ معرفت یقینیہ مکتسبہ باختیار تصدیق ہو کہ معنی گرویدن اسوقت مین حاصل
ہونگے اور ایمان و تصدیق کے یہی معنی ہین شارح تو فرماتے ہین کہ لیس الایمان والتصدیق سوی ذلک اور آپ
فرماتے ہین کہ معرفت کو کیسے ہی کمال کی ہو ایمان نہین اور ظاہر ہی کہ [illegible] مین کی عبارت رقم فرمائی جائے اور اُلٹے معنی
سمجھے جائین ع برعکس نہند نام زنگی کافور یہ کیا کرنا آپ کے علمی کار [illegible] مجیب کا **قولہ** محقق دوانی شرح عقائد عضدی
مین فرماتے ہین التلفظ بکلمتی الشہادۃ تارکا مع القدرۃ علیہ شی ففیہ اصطلاح فہو کافر مخلد فی النار
ولا تنفعہ المعرفۃ القلبیۃ من غیر اذعان وقبول فان من الکفار کان یعرف الحق یقیناً وکان انکارہ
عناداً واستکباراً کما قال اللہ تعالیٰ وجحدوا بہا واستیقنتہا انفسہم ظلماً وعلواً **اقول** یہ اسی طرح
مکر و فریب آپ فرمائینگے جو اقوال مختلفہ علمائے اعلام اور فقہائے کرام کی نقل فرمائینگے مگر حق سبحانہ تعالیٰ آپ کو
سر بر ہونے نہ دیگا اور آپ کے مفید مطلب نہ ہوگا الحق یعلو ولا یعلیٰ مشہور ہی محقق دوانی نے تلفظ کرنے کو کلمہ
شہادتین کے مشروط مع القدرت کہا ہی اذا فات الشرط فات المشروط تو مشہور ہی جبکہ عدم قدرت کا تحقق ہوگا
تلفظ کرنا بالضرور فوت ہو جائیگا بلکہ ممنوع قرار پائیگا ہم مکرر بیان کر چکے ہین تواریخ و سیر و حدیث و تفسیر سے
کہ جناب ابوطالب اگر فی الظاہر ایمان لاتے اور باعلان شہادتین کا تلفظ فرماتے حمایت و حراست و حفاظت
سے آنحضرت کی ہاتھ اٹھاتے اگر آپ یہان پر فرماوین کہ فی الظاہر اور باعلان تلفظ نہین فرمایا تو فی الباطن اور
باخفا ہی کیا ہوتا تو جواب ہم سکا یہ ہی کہ جناب ابوطالبؑ نے ایسی معجز بیانی سے اقرار و تلفظ فرمایا ہی کہ بس یہ فی
الباطن اور باخفا اور فی الظاہر اور باعلان دونون صادق آتے ہین اور حفاظت اور اعانت وغیرہ مین کوئی آپکو
مانع نہ ہوسکا اور کس شد و مد سے نثراً اور نظماً توحید اور نبوت کا اعلان فرمایا حتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم کے دین کو خیر الادیان اور آنحضرت کو رسول کموسی خطاب فرمایا نہ کبھی توحید باری عزاسمہ کا انکار کیا نہ نبوت
رسالت مآبؐ کا اور انکار تلفظ شہادتین سے بسبب عدم قدرت کے تھا محقق دوانی کے کلام نے آپ کو کیا نفع
بخشا **قولہ** آیات قرآنیہ و احادیث صحیحہ متواترہ متظافرہ سے ابوطالب کا کفر پر مرنا اور دم واپسین ایمان لانے سے
انکار کرنا اور عاقبت کار اصحاب نار سے ہونا ایسے روشن ثبوت سے ثابت ہی جس مین کسی سنی کو مجال دم زدن نہین
اقول آیات قرآنیہ اور احادیث متواترہ متظافرہ جب تک آپ بیان نہ فرمائینگے دعوی بے دلیل مسموع نہ ہوگا اور
کفر پر انتقال کرنا جناب ابوطالب کا ممکن نہین کہ آپ ثابت کر سکین کہ وہ اوصیائے انبیا اور عارفین باخدا مین سے
تھے اور دم واپسین کا ایمان تو ایمان یاس ہی وہ معتبر ہی نہین ہی جناب ابوطالب تو سید المومنین تھے اور موحدین
اور عارفین سے تھے اور ناصر اور حامی رسول رب العالمین تھے مرتبہ مین افضل تھے مومن آل فرعون سے اور اس
کلمہ کے مصداق تو بجمیع الوجوہ آپ خود ہین کہ آپکا عاقبت کار بعد تحریر رسالۂ شرح المطالب اصحاب نار سے ہونا
ایسے روشن ثبوت سے ثابت ہوتا ہی کہ کسی مسلم کو مجال دم زدن نہین کہ آپ معاندین اور مبغضین مین آبا و اعمام آنحضرت

کے خصوصاً مبغضین ہین ابوطالب کے محسوب ہوگئے اور مورد لعن اور واجب القتل قرار پائے کہ امام احمد بن حسین حنفی موصلی اور ائمۂ مالکیہ سے علی اجہوری اور تلمسانی وغیرہم نے نقل کیا ہی کہ بغض ابی طالب کفر لانہ حامی النبی وناصرہ ومربیہ فذمہ ذم النبی وایذاءہ ایذاء النبی ومؤذی النبی ومن یذمہ فہو کافر فوجب قتلہ وعند المالکیۃ وان تاب یجب قتلہ **قولہ** ہم یہان کلام کو سات فصل پر منقسم کرین **اقول** سبحان اللہ کیا طرز بیان ہی آپ کس سے پوچھتے ہین کہ ہم یہان کلام کو سات فصل پر منقسم کرین جناب بندہ پہلے آپ کلام کی طرف متوجہ ہوجائیے اور تحقیق کر لیجیے کہ آپ کے حصہ مین بھی آیا ہی یا نہین بعد ہ کلام کی تقسیم مین رائے لیجیے ہم کو کیا ضرور ہی کہ آپ کو رائے دین کہ سات فصل پر منقسم کرین باوجود یہ مگر ہم اپنے اس رسالہ کو ایک مقدمہ اور چند فصول پر مرتب کرتے ہین

مقدمہ بیان معنی فترت اور معنی ایمان وکفر وما یتعلق بہا مین

منتخب اور صراح اور قاموس اور منتہی الارب فی لغات العرب مین فترت بالفتح فا بمعنی سستی اور وہ زمانہ کہ درمیان دو پیغمبرون کے ہو تفسیر بیضاوی مین تحت آیۂ علی فترۃ من الرسل مین مرقوم ہوا ای جاءکم علی حین فتور من الارسال وانقطاع من الوحی یعنی آیا تمھارے پاس پیغمبر فتور ارسال اور انقطاع وحی کے وقت اور حاشیۂ بیضاوی پر لکھتے ہین الفترۃ من فتر الشئ اذا اسکنت حدتہ فسمیت الفترۃ النبی بین الانبیاء فترۃ لفتور الدواعی الی العمل بتہتک الشرائع اور ابن جریر کا قول ہی انقطاع الرسل بعد مجیئہم یعنی رسولون کے آنے کے بعد انقطاع رسل ہونا فترت ہی پس فترت نہ پائی جائیگی جب تک کسی رسول کی دعوت مقدم نہ پائی جاوے اور اسپر ایک زمانۂ دراز گذرے یہان تک کہ وہ دعوت مفقود ہوجائے اور صاحب سبل الدین لکھتے ہین کہ الفترۃ ماخوذ من الفتور فان کل شئ لہ کمال سورۃ وشدۃ ثم یفتر ذلک الی ان ینقطع یعنی فترت ماخوذ ہی فتور سے پس تحقیق کہ جس شی کے واسطے کمال ورتیزی اور شدت ہو بعد وہ سست ہوجاتی ہی یہان تک کہ منقطع ہوجاتی ہی پس معنی فترت یہ ہوے کہ سست ہوجائے دین یہان تک کہ معرفت اُسکی باقی نہ رہے اور خبر اُسکی منقطع ہوجائے اور کوئی پہچاننے والا اُس دین کا باقی نہ رہے قال الابی فی شرح المسلم اہل الفترۃ ہم الامم الکائنۃ بین ازمنۃ الرسل الذین لم یرسل الیہم الاول ولا ادرکوا الثانی کالاعراب الذین لم یرسل الیہ عیسی ولا لحقوا محمد والفترۃ بہذا المعنی والتفسیر یشمل ما بین کل رسولین ابی نے شرح صحیح مسلم مین بیان کیا کہ اہل فترت وہ امتین ہین جو درمیان ہین ازمنۂ رسل کے تھین ایسی امتین کہ نہ اُنکی طرف پہلا رسول بھیجا گیا اور نہ اُنھون نے دوسرا رسول پایا جیسے کہ عرب کہ نہ اُنکی طرف عیسی بھیجے گئے اور نہ محمدؐ سے ملحق ہوے فترت بایں معنی شامل ہی کل رسولون مین سے دو رسولون کے درمیان کے زمانے کو لیکن عادت فقہا کی ہی کہ جب وہ گفتگو کرتے ہین فترت مین تو حضرت عیسیٰ اور آنحضرت کے درمیان کا زمانہ مراد لیتے ہین اور امالی مین ابن عبد سلام نے بیان کیا کہ ہر نبی خاص اپنی قوم کی طرف بھیجا گیا سوا ہمارے نبی کے اسی سے ثابت ہوتا ہی کہ ہر نبی کی قوم کے سوا جو لوگ

ہین وہ اہل فترت ہین مگر بزرگ ہمارے نبی کے یعنی آباو اجداد کہ وہ مخاطب بہ بعثت سابقہ تھے اور چونکہ وہ نابود اور کہنہ ہوگئے تھے اسوجہ سے وہ سب اہل فترت مین شامل ہوگئے اور بعض کا قول ہو کہ اور رسولون کی رسالت اُنکی حیات تک باقی رہی اُنکی وفات کے بعد پھر وہ رسالت منتہی اور منقطع ہوگئی اسی کو برزنجی نے ابن حجر سے نقل کیا ہو اور کہا کہ اگرچہ مین نے اسکو دوسرے کے کلام سے بصراحت نہین دیکھا مگر بعض باتین چند جو سداد الدین مین مرقوم ہین توجیہ اسکی پائی جاتی ہو اہل فترت کی تین قسمین ہین قسم اول وہ لوگ ہین کہ جنھون نے اپنی عقل و بصیرت سے توحید کو حاصل کیا اور پہچانا مگر کسی نبی کی شریعت مین داخل نہ ہوے جیسے قیس بن ساعدہ اور زید بن عمر ابن نفیل اور بعض اُن مین کے شریعت حقہ قائمۃ الرسم مین داخل ہوے مثل تبع اور اسکی قوم کے قسم ثانی وہ ہین کہ اُن لوگون نے شریعت حقہ کو متغیر کرڈالا اور توحید کو ترک کردیا شرک و کفر کرنے لگے خود اپنی عقلون سے شریعت نکالی اور احکام حلال و حرام جاری کیے اور خود اُسپر عمل کرنے لگے مثل عمر ابن لحی کہ اول ولی عرب مین اصنام پرستی کو جاری کردیا اور بتون کے لیے وصیلہ اور سائبہ اور بحیرہ اور حامی قرار دیا کہ یہ سب نذرون کے نام ہین اور بعض نے اسپر زیادتی کرکے جن و ملک کی پرستش کرنا شروع کردیا حق سبحانہ تعالی کے اولاد اناث قرار دی اور اکثر بت خانہ مقرر کیے اور خدام و حجاب اُنکے لیے معین کیے اور اُنکو رشک کعبہ ٹھہرایا مثل لات و منات و عزی کے قسم ثالث وہ ہین کہ نہ اُنھون نے شریعت مقرر کی نہ شرک کیا نہ توحید جانی نہ کسی پیغمبر کی شریعت مین داخل ہوے نہ کوئی دین اپنے واسطے قرار دیا بلکہ تمام عمر غفلت مین بسر کی اور زمانہ جاہلیت مین اکثر ایسے ہی لوگ تھے پس اقوال علماے محققین اور فضلاے مدققین سے ثابت ہو کہ مستحق عذاب نہین ہین مگر اہل فترت قسم ثانی کے اور سورۂ بنی اسرائیل مین حق تعالی فرماتا ہو وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا کہ نہین ہین ہم عذاب کرنے والے جب تک کہ نہ بھیجین ہم رسول کو یعنی جب تک رسول حجت تمام نہ کرے اُسوقت تک عذاب نہین ہوگا پھر حق تعالی فرماتا ہو کلما القی فوج سالہم خزنتہا الم یاتکم نذیر جب ایک جماعت جہنم مین ڈالی جاویگی اُن سے خازن جہنم سوال کرینگے کہ کیا تمھارے پاس کوئی پیغمبر ڈرانے والا نہین آیا اس سے بھی ظاہر ہو کہ اہل فترت کہ جنکے پاس پیغمبر نہین بھیجا وہ لوگ جو صحراؤن مین پہاڑون مین مثل وحشیون کے ہین وہ معذور ہین کہ نہ اُنھون نے کسی پیغمبر کو دیکھا نہ اُن تک کوئی پیغمبر پہونچ سکا حتی کہ اطفال و مجنون دائمی بھی معذور ہین لیکن شیخ اشعری کا یہ مذہب ہو کہ حق سبحانہ روز جزا ان سب کا امتحان لیگا اور حکم کریگا کہ جہنم مین جاؤ جو اطاعت حکم کریگا ناجی ہوگا جو اطاعت نہ کریگا داخل جہنم ہوگا یہی مقولہ مختار بیہقی اور علماے اعلام ہو اور تفسیر جامع البیان مین علامہ معین الدین نے بھی اسی کو ذکر کیا ہو اور سورۂ فاطر مین وہم یصطرخون فیہا ربنا اخرجنا نعمل صالحا غیر الذی کنا نعمل اولم نعمرکم ما یتذکر فیہ من تذکر وجاءکم النذیر یعنی وہ فریاد کرینگے دوزخ مین کہ اے پروردگار ہمارے نکال تو ہم کو دوزخ سے اور دنیا مین بھیج کہ نیک عمل کرین ہم سوا اُسکے کہ تھے ہم عمل کرتے دنیا مین حق تعالی اُنکے جواب مین فرماتا ہو کیا نہ عمر دی تھی مین نے دنیا مین تم کو اسقدر کہ نصیحت قبول کرے اور سوچے جسکو کہ نصیحت لینا

اور سوچتا ہوا اور آیا تمھارے پاس ڈرانے والا یعنی پیغمبر اور نصیحت کرنے والا اقوال مفسرین سے اور احکام رب العالمین سے احتجاج حق سبحانہ تعالی بوجہ کم النذیر ثابت ہوا اور یہی دلیل ہی کہ اہل فترت معذب نہ ہونگے جب تک کہ کوئی پیغمبر انکی طرف بھیجا نہ جائے اور خلود فی النار کی علت نذیر کا آنا ہی جب نذیر انکی طرف بھیجا نہ گیا تو کیونکر ہمیشہ دوزخ مین رہینگے کذا فی سداد الدین اور سیوطی نے اختلاف اصحاب کی توضیح کی ہی اور کہا کہ احسن اس مین یہی امر ہی کہ اہل فترہ ناجی ہین اور سبکی نے بھی اسی کو اختیار کیا ہی اور علما مین سے ایک قوم کا یہی مذہب ہی بہ نسبت والدین آنحضرت کے اور بعض اصحاب کا قول ہی کہ وہ مسلم ہین اور غزالی نے حکم مسلم مین شمار کیا اور کہا کہ بہ تحقیق وہ معنی مسلم مین داخل ہین امام نووی شرح مسلم مین فرماتے ہین کہ جس طرف علماے محققین گئے ہین وہ ہی مذہب صحیح ہی اور وہ یہ ہی کہ اطفال مشرکین داخل بہشت ہونگے اور قول حق سبحانہ تعالی سے دلیل لائے ہین وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا کہ جب بالغ معذب نہ ہوے تو اطفال بدرجۂ اولی مستحق عذاب نہ ہونگے اب رہی قسم ثانی اہل فترت تو وہ البتہ مستحق عذاب ہین کہ صحیح بخاری مین ابو ہریرہ سے منقول ہی قال قال رسول اللہ رایت عمرو ابن عامر الخزاعی یجر قصبتہ فی النار کہا فرمایا رسول برحق نے کہ دیکھا مین نے عمر ابن عامر خزاعی کو کہ کھینچتا تھا انتڑین اسکی نار مین اہل فترت اور اسکی اقسام وغیرہ اقوال محققین اور فقہاے مستندین سے لا حصر لہا الا انتہیۃ گوش گذار کیے اب اسلام اور ایمان اور کفر اور بعض احکام اسکے عرض کیے دیتے ہین تاکہ فرق مراتب آپ پر واضح ہو جائے اور یہ امر بھی ظاہر ہو جائے کہ فقہا اور علما نے معرفت کو ایمان کہا ہی یا نہین تاکہ جو شخص معاینہ کرے بے ساختہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین زبان پر جاری کرے قال صاحب سداد الدین ان الایمان تصدیق الرسول فیما جاء بہ یعنی ایمان تصدیق کرنا ہی رسول کی ان چیزون مین کہ وہ لائے ہین یعنی جو کچھ خدا نے رسول کی معرفت بھیجا ہی اسکی تصدیق کرنا ایمان ہی اور امام عضد الدین مواقف مین ہی کہ الایمان ھو عندنا التصدیق الرسول فیما علم مجیئہ بہ ضرورۃ یعنی ایمان ہمارے نزدیک تصدیق رسول ہی ان چیزون مین کہ معلوم ہوا ہو لانا اسکا بالعلم ضروری مین بھی ایسا ہی ذکر ہی اسکی عبارت آگے مذکور ہی سید شریف شارح مواقف نے شرح کی کہ مراد عندنا سے اتباع امام ابو الحسن اشعری ہی امام غزالی نے احیاء العلوم مین اسی کو ثابت کیا ہی یہی قول امام الحرمین کا ہی یہی مقولہ اشاعرہ ہی یہ ہی قول قاضی باقلانی کا ہی اور یہی استاد ابو اسحق اسفراینی کا ہی اور تفتازانی نے اسی کو جمہور کی طرف منسوب کیا ہی یہ ہی تفتازانی شارح ہین عقائد نسفی کے لکھتے ہین کہ ماتن نے عقائد نسفی مین جو ذکر کیا کہ ایمان تصدیق اور اقرار ہی سو یہ بعض علما کا مذہب ہی کہ جسکو اختیار کیا ہے امام شمس الائمہ اور فخر الاسلام نے اور محققین کا یہی مذہب ہی کہ ایمان فقط تصدیق قلبی ہی اور اقرار شرط ہی اجراے احکام کے واسطے دنیا مین محشی شرح عقائد نظم الفرائد مین لکھتے ہین کہ جب شرط ہی اجراے احکام کے لیے تو اظہار کرنا بعض پر کافی ہو نہ تمام خلق پر اور اگر تمام خلق پر ظاہر کرنا شرط ہوگا تو جو لوگ اقرار کو رکن قرار دیتے ہین انکے نزدیک احکام جاری نہ ہونگے اس شخص پر جسنے مخفی طور سے اقرار کیا ہو بعض کے نزدیک جمہور نے توجیہ کی ہے

عقائد نسفی صفحہ ۹ سطر ۱۷

نظم الفرائد صفحہ

عقائد نسفی صفحہ ۱۰ سطر

شرح مقاصد

کہ اقرار شرط ہی اجراے احکام کے واسطے کیونکہ تصدیق قلب امر باطنی ہو سکے لیے کوئی علامت ہونا شرط ہی پس جس نے تصدیق کی بقلب اور اقرار نہ کیا تو عند اللہ وہ مومن ہی اگرچہ دنیا مین اوسپر احکام مومن کے جاری نہ ہون نظم الفرائد مین محشی لکھتے ہین کہ جمہور محققین سے مراد تمام اشاعرہ [illegible] اور ابو منصور [illegible] شرح مقاصد مین مرقوم ہی تحقیق ایمان مین فی الشرع اختلاف [illegible] ایمان فعل قلب کا نام ہی یا فعل لسان کا یا دونون کا یا ساتھ تمام جوارح کے پس اول یعنی ایمان فقط فعل قلب کا نام ہی [illegible] تصدیق کرنا نبی کی [illegible] جو ضروری ہیکا اونکا معلوم ہونا ہو مثلا صانع کا واحد ہونا نماز کا واجب ہونا شراب کا حرام ہونا و مثل اسکے پس سوال کے وقت اگر توحید کا انکار کرے یا وجوب نماز کا یا حرمت شراب کا تو وہ کافر ہی یہی مشہور ہی اور اسی پر جمہور ہین شرح مقاصد کے محشی ملک اجہر لکھتے ہین کہ تصدیق قلب کا نام ایمان ہونا یہی مشہور ہی اور اسی پر جمہور ہین دوسرے ایمان فعل لسان کا نام ہو یعنی جو کچھ رسول خدا کی طرف سے لیکر آئے اسکی حقیقت کا اقرار کرنا ایمان ہی رقاشی کا مذہب ہی کہ باوجود اقرار لسانی کے معرفت قلب شرط ہی بغیر معرفت قلب فقط اقرار ایمان نہ ہوگا کرامیہ فقط اقرار لسانی کو ایمان کہتے ہین یہان تک کہ اگر کسی نے پوشیدہ کیا کفر کو اور ظاہر کیا ایمان کو تو مومن کہلائیگا مگر مستحق خلود نار کا ہی اور اگر ایمان کو پوشیدہ کیا اور اظہار کیا کفر کا تو کافر کہلائیگا مگر مستحق جنت ہوگا تیسرے ہو ان یکون اسما لفعل القلب واللسان فہو اسم التصدیق مع الاقرار وعلیہ کثیر من المحققین وہو المحکی عن ابی حنیفۃ و کثیرا ما یقع فی عبارات الکبار من العلماء مکان التصدیق تارۃ المعرفۃ وتارۃ العلم وتارۃ الاعتقاد فعلی ہذا من صدق بقلبہ ولم یتفق لہ الاقرار باللسان فی عمرہ لا یکون مومنا عند اللہ ولا یستحق دخول الجنۃ ولا النجاۃ من الخلود فی النار تیسرے یہ ہو کہ ایمان نام ہو فعل قلب اور لسان کا یعنی تصدیق مع الاقرار کا یہی مذہب ہی اکثر محققین کا اور اسی کو بیان کیا ہی امام ابو حنیفہ نے اور بڑے بڑے دانشمند علماء کی عبارتون مین اکثر تصدیق کے مقام پر کبھی لفظ معرفت اور کبھی لفظ علم اور کبھی لفظ اعتقاد واقع ہوا ہی پس اسی وجہ سے ثابت ہوتا ہی کہ جسنے تصدیق کی ساتھ قلب کے اور ایکبار بھی اسکو اتفاق اقرار باللسان نہ ہوا تو وہ نہ مومن ہی عند اللہ نہ مستحق دخول جنت کا ہی اور نہ نجات ہی خلود فی النار سے محشی ملک اجہر نے خلود فی النار پر حاشیہ لکھا ہی کہ اس تعریف سے ایمان کے دو رکن قرار پاتے ہین اور فوت ایک رکن کا مستلزم ہی فوت کل کو فقط یعنی ایک رکن کے فوت سے کل کا فوت لازم آتا ہی شارح مقاصد لکھتے ہین بخلاف ما اذا جعل اسما للتصدیق فقط فان الاقرار شرط لاجراء الاحکام علیہ یعنی بخلاف اس امر کے کہ جسوقت ٹھہراوین ایمان کو نام فقط واسطے تصدیق کے پس تحقیق اسوقت اقرار شرط واقع ہوگا واسطے اجراے احکام کے دنیا مین اوسپر نماز جنازہ پڑھنا اور اوسکے پیچھے نماز پڑھنا اور مقابر مسلمین مین دفن کرنا اور مثل اسکے احکام جاری کر سکین اور شرط لاجراء الاحکام پر محشی ملک اجہر نے حاشیہ لکھا ہی کہ مراد یہان پر شرط سے علامت ہی اور یہ معنی حدیث مین بھی وارد ہوے ہین و من اشراط القیامۃ یعنی علامات قیامت فالشرط علامۃ علی وجود العلۃ وانتفاء العلۃ لا یدل علی انتفاء المعلول یعنی شرط ایک علامت ہی

تصدیق ہو جو معرفت کے واسطے اور انتفا سے علت کے دلالت نہیں کرتی انتفاء معلول پر فمن صدق بالقلب ولم یتفق منہ الاقرار فی العمر مرۃ یکون مومنا ویخرج من النار ویدخل الجنۃ لان المومن لا یخلد فیہا یعنی جسنے دل سے تصدیق کی اور تمام عمر میں ایکبار بھی اسکو اتفاق اقرار کا نہ ہوا جب بھی وہ مومن ہوا اور نجات پاویگا جہنم سے اور داخل ہوگا بہشت میں کہ مومن بالتحقیق داخل جہنم ہمیشہ نہ ہوگا واما الرابع فہو ان یکون الایمان اسما لفعل القلب واللسان والجوارح فقد یجعل تارک العمل خارجا عن الایمان وداخلا فی الکفر والیہ ذہب الخوارج چوتھے یہ ہی کہ ایمان نام ہی تصدیق قلب و اقرار لسان اور عمل بالارکان کا پس کبھی تارک عمل کو خارج کرتے ہین ایمان سے اور داخل کرتے ہین کفر میں یہ مذہب خوارج کا ہی او غیر داخل فیہ وہو القول بالمنزل بین المنزلتین والیہ ذہب المعتزلہ یا داخل نہیں کرتے کفر میں اور یہ ایک منزلت ہی بین المنزلتین یعنی درجہ اوسط ہی درمیان مین کفر اور ایمان کے اور یہ مذہب ہی معتزلہ کا و قد لا یجعل تارک العمل خارجا عن الایمان بل یقطع بدخول الجنۃ وعدم خلودہ فی النار وہو مذہب اکثر السلف وجمیع ائمۃ الحدیث وکثیر من المتکلمین والمحکی عن المالک والشافعی والاوزاعی اور کبھی تارک عمل کو ایمان سے خارج نہیں کرتے بلکہ قطعی حکم کرتے ہین دخول جنت اور عدم خلود فی النار کا اور یہ مذہب ہی اکثر سلف کا اور جمیع ائمہ حدیث کا اور اکثر متکلمین کا اور اسی کو ذکر کیا ہی امام مالک نے اور امام شافعی نے اور اوزاعی نے تمام ہوا بیان ایمان کا اور اقسام اسکے اب ہم بیان کرتے ہین تعریف کفر کو اگرچہ اکثر علما نے ایمان و کفر کو ساتھ ہی بیان کیا ہی اور اقوال سے انھین علما کے تعریف کفر کو الگ کرکے گذارش کرتا ہون واسطے زیادتی توضیح اور بصیرت کے قول سعد الدین ان الکفر ہو تکذیب الرسول فی شئ مما جاء بہ یعنی کفر تکذیب رسول کی ہی کسی الک چیز مین جن سے آئے ہین صاحب مواقف لکھتے ہین کہ کفر ایمان کا خلاف ہی فہو عندنا عدم تصدیق الرسول فی بعض ما علم مجیئہ بہ ضرورۃ یعنی کفر ایمان کا خلاف ہی وہ ہمارے نزدیک عدم تصدیق ہی رسول کی بعض ان چیزون مین کہ معلوم ہوا ہی لانا انکا بعلم ضروری اور شارح مقاصد نے لکھا ہی فاختلف الاراء فی تحقیق الایمان اور بعد اسکے چار طریق ایمان کے بیان کیے اول یہ کہ ایمان فعل قلب کا نام ہی یعنی تصدیق بالقلب کا تو عدم تصدیق بالقلب کفر ہوئی اور طریق دوم الایمان ہو اسم لفعل اللسان یعنی اقرار باللسان کا نام ایمان ہی تو عدم اقرار کفر قرار پایا بعض لوگون نے معرفت قلب کی شرط لگائی ہی اقرار باللسان کے ساتھ انکے نزدیک بغیر معرفت قلب فقط اقرار لسان ایمان نہین ہی تو وہ بھی کفر مین شامل ہی باوجود اقرار کے جن لوگون نے تصدیق اور اقرار دونون کو ایمان قرار دیا ہی اور دونون کو رکن تصور کیا ہی تو ایک رکن کے فوت ہونے سے کل کا فوت لازم آئیگا وہ بھی کفر ہی اور جن لوگون نے تصدیق قلب اور اقرار لسان اور عمل بالارکان کو ایمان تصور کیا ہی ان مین سے جو لوگ تارک عمل کو ایمان سے خارج کرتے ہین اور داخل کرتے ہین کفر مین وہ خوارج ہین اور جو ایمان سے خارج کرکے کفر مین داخل نہین کرتے بلکہ درجہ اوسط بین الکفر والایمان جانتے ہین وہ معتزلہ ہین اور جو تارک عمل کو ایمان سے خارج نہین کرتے بلکہ قطعی دخول جنت اور عدم خلود فی النار کے قائل ہین وہ جمیع اہلحدیث

اور کثیرین متکلمین مین امام بغوی معالم التنزیل مین [illegible] چار قسمین بیان
کرتے ہین اور یہ عبارت اُنکی ہو والکفر علی اربعۃ انحاء کفر انکار وکفر جحود وکفر عناد وکفر نفاق فکفر الانکار
هو ان لا یعرف الله اصلا ولا یعترف به وکفر الجحود هو ان یعرف الله بقلبه ولا یقر بلسانه ککفر ابلیس
وکفر الیهود قال الله تعالی فلما جاءهم ما عرفوا کفروا به وکفر العناد هو ان یعرف الله بقلبه ویعترف
بلسانه ولا یدین به ککفر ابی طالب حیث یقول ولقد علمت بان دین محمد من خیر ادیان البریۃ دینا
لولا الملامۃ او حذار مسبۃ لوجدتنی سمحا بذاک مبینا واما کفر النفاق فهو ان یقر باللسان ولا یعتقد
بالقلب وجمیع هذه الانواع سواء فی ان من لقی الله تعالی بواحد منها لا یغفر له ترجمہ یعنی کفر کی چار
قسمین ہین کفر انکار کفر جحود کفر عناد کفر نفاق کفر انکار وہ ہو کہ اصلا اللہ کی معرفت نہ رکھتا ہو نہ اُسکا معترف ہو
کفر جحود وہ ہو کہ دل مین اللہ کی معرفت ہو اور اپنی زبان سے اعتراف نہ کرے مثل کفر ابلیس و یہود کے فرمایا
حق سبحانہ تعالی نے پس جب آئے اُنکے پاس وہ چیز کہ وہ پہچانتے تھے (یعنی محمد) کفر کیا اُسکے ساتھ کفر عناد
وہ ہو کہ دل سے خدا کو پہچانے اور زبان سے اقرار کرے اور دین پر نہ چلے مثل کفر ابی طالب کے کہ وہ کہتے ہین
اور تحقیق کہ جانا مین نے یہ کہ دین محمد خلق کے سب دینون سے بہتر ہی اگر ملامت اور خوف دشنام نہ ہوتا تو
پاتا مجکو جوانمرد اس کام مین ظاہر کرنے والا [illegible] کفر نفاق وہ ہو کہ اقرار زبان سے کرے اور دل سے اعتقاد نہ رکھے
اور یہ تمام قسمین برابر ہین اس امر مین کہ جو شخص جا ملیگا اللہ تعالی سے ایک قسم کفر کے ساتھ تو اُن اقسام اربعہ سے
تو نہ مغفرت ہوگی اُسکی چونکہ امام بغوی کا مذہب شافعی ہی اور اُسکے نزدیک تصدیق بالقلب و اقرار باللسان
اور عمل بالارکان ایمان ہی تو ان تینون رکنون سے کوئی بھی فوت ہوگا تو مستلزم فوت کل کا ہوگا پس امام بغوی و شافعیین
کے نزدیک مسلمان صحیح الایمان اگر نماز کو عمدا ترک کرے تو کافر ہی امام شافعی کے دو قول ہین ایک تو یہ کہ عمل بالارکان رکن
ایمان ہی دوسرا یہ کہ اصل ایمان کا رکن نہین بلکہ کمال ایمان کا رکن اور جز ہی لیکن علما نے جس کفر کی تعریف کی ہی وہ کفر دو
حال سے خالی نہین یا کفر حقیقی ہی یا کفر شرعی ہی کفر حقیقی وہ ہی کہ وجود حق سبحانہ تعالی و اُسکی توحید اور کل انبیا یا بعض
سے ایک کی بھی تصدیق نہ کرے بلکہ تکذیب کرے اور کفر شرعی وہ ہی کہ وجود حق تعالی اور توحید اور کل انبیا کی تصدیق کرے
اور زبان سے اقرار بھی کرے اور دین حق کو تا بہ مین قبول نہ کرے پس یہ چار قسمین کفر کی جو صاحب معالم التنزیل
نے بیان کین اُن مین سے کفر انکار مین تصدیق قلبی اور اقرار لسانی دونون مفقود ہین تو کفر حقیقی اور شرعی دونون
جمع ہین کفر جحود مین اگرچہ تصدیق قلبی ہی مگر اقرار لسانی نہین بلکہ انکار لسانی موجود ہی تو کفر حقیقی اور کفر شرعی
دونون موجود ہین اسلیے کہ تصدیق قلبی بسبب لاحق ہونے انکار کے باطل ہوگئی کفر عناد مین تصدیق قلبی اور اقرار
لسانی دونون موجود تو کفر حقیقی اور کفر شرعی دونون مفقود بلکہ اسلام شرعی موجود ہی جو ضد کفر شرعی ہی کفر نفاق مین
عدم تصدیق قلبی موجود ہی کہ کفر حقیقی ہی اور کفر شرعی مفقود ہی کہ اقرار لسان ہی اور کفر شرعی کا ضد کہ اسلام شرعی ہی
موجود ہی ایمان اور کفر آپس مین متضاد ہین مجتمع نہین ہوسکتے پس کفر عناد مین مطابق ایک قول شافعی کے بسبب

تکمیل الایمان صفحہ ۵۷ حاشیہ ... سطر ۱۵

عدم یقین کے لفظ کا فر کا صادق آئیگا مگر عدم مغفرت اور ابدی ناری ہونا ثابت نہیں ہو سکتا کہ ابدی ناری ہونا
مخصوص ہو اُن کفار سے جو کفر حقیقی کے مرتکب ہیں عام اس سے کہ کفر شرعی ہو یا نہ ہو اور کفر عنادیں حقیقی اور شرعی
دونوں مفقود ہیں تو اس کفر والے کے واجب النجات ہوسکنے میں کیا شبہہ ہے اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی تکملۃ الایمان
میں رقم فرماتے ہیں کہ الایمان تصدیق بالقلب واقرار باللسان ایمان اعتقاد کردن بہ یگانگی خالق و برسالت
پیغمبر بدل و گفتن خالق را بہ یکتائی و برسول او را بہ حق بزبان و گواہی دادن بدان و حقیقت ایمان ہمان تصدیق قلب
است و اقرار لسانی علامت ... [illegible] ... ایمان دل ست و نیز اگر کسی
گنگ باشد یا کسی را اکراہ کنند ... [illegible] ... ایمان و اقرار در این صورت
شرط نباشد و ایمان ... [illegible] ... و عمل بالارکان ست ایشان
میگویند الایمان تصدیق بالقلب و اقرار باللسان ... [illegible] ... اختلافی در میان نیست
ایمان کامل ہمین ست ... [illegible] ... ایمان ہمان تصدیق ست ایمان را
بمثابہ درختی دان کہ تنہ ... تصدیق ست و اعمال و طاعات ... ثمرات و نتائج آن تصدیق اند بمنزلہ شاخ و گل و برگ
و میوہ ہستند پس درختی ... [illegible] ... ازوی بر نیا فتند او درخت برخوردار
و کارآمدنی بود ہمان ست کہ ... [illegible] ... ایمان کامل ہمان ست کہ مقرون بہ عمل صالح باشد چہ ایمان
بے عمل ناقص بود و لیکن اسم ایمان و حقیقت آن ازوی بر نیا فتد و دلیل برین سخن نص قرآن مجید ست کہ حق تعالی
می فرماید ان الذین امنوا وعملوا الصالحات ... [illegible] ... کہ ایمان آوردہ اند و بآن عمل صالح نیز کردہ اند
سیاق این کلام دلالت بر آن میکند کہ اصل ایمان تصدیق ست و عمل صالح علاوہ و برای کمال اوست اور سید ابو محمد

حاشیہ تکملۃ الایمان صفحہ ۵۷

المرتضی صاحب نے اسی تکملہ پر حاشیہ لکھا ... [illegible] ... ایمان عبارت ست از تصدیق قلبی فقط و اقرار لسانی
شرط اجرای احکام ظاہری ست بر وی این معنی مروی ست از امام ابو حنیفہ و مختار امام حافظ و شیخ ابو منصور
ماتریدی و توابعین اوست پس درین صورت تصدیق یک رکن شد و دیگر شرط و اما بروایت دیگر از امام ابو حنیفہ
و مختار فخر الاسلام و شمس الائمہ و فقہاے حنفیہ و مذہب شیخ ابو الحسن اشعری و ہم نزد شیعہ اینکہ ایمان نیز دو رکن
میدارد یکی تصدیق بدل دوم اقرار بزبان درین صورت اقرار زبانی ہم یک جزو شطر ایمان شدہ دران صورت
اگر کسی اعمال بجا نیاورد یعنی نماز و روزہ و زکوۃ و حج با وجود مکلف بودنش با اینہمہ آن کس از ایمان بر نیاید بلکہ
او را مومن خواہند گفت غایۃ الامر اینکہ او را مومن ناقص گفتہ شود نہ کافر و اگر با وجود تاکید کسی بر نیاید یا برملا
مخالفت مومنین می کند فاسق ہست اما باید ازین کس انکار و نفرت تامہ کردہ باشند تا ازان باز آید و در عمل کوشد تا آنکہ
در شعار اہل اسلام داخل شدہ باشد پس صلح اختیار کنند اتفاق است بر آن ست کہ ایمان فرض عین ست لیکن عمل
بالارکان ایمان کامل است یہ عبارت بجز و فہ تکملہ اور اسکے محشی کی ہو پھر محشی تکملۃ الایمان نے رقم فرمایا کہ ایمان
در لغت تصدیق ست یعنی اذعان حکم مخبر و قبول کردانیدش صادق در خبر آوردن مشتق از امن ست چون بر

پیغمبر کسی ایمان آرد و امن داد خود را از تکذیب و مخالفت پس حقیقت تصدیق بنسبت صدق و خبر و مخبر با اذعان و قبول آن در دل ثابت کردن ست و آن بتسلیم ہم نام توان نہاد بموجب تصریح امام غزالی رح اور محشی نے غضب تو یہ کیا ہی کہ ایک حدیث علی ابن ابی طالب سے نقل کی ہی کہ فرمایا الایمان معرفة والمعرفة تسلیم والتسلیم تصدیق پس آپ تو معرفت کو اسلام سے اور ایمان سے خارج کیے دیتے ہین حالانکہ قول علی ع کا گویا قول رسول ہوا آپ ہرگز معرفت کو ایمان نہ کہینگے اور اگر معرفت ہی ایمان ہی تو آپ ضرور ایسے ایمان کو اسلام کہینگے اب ہم بعض احکام ایمان و کفر کو اقوال فقہا اور محدثین سے عرض کرتے ہین بگوش دل سنیے سید ابن الدین ہین مرقوم ہی کہ ابی مطیع نے امام ابو حنیفہ سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص زمین شرک مین مجملاً اسلام کا اقرار کرے اور وہ علم نہ رکھتا ہو کسی شی کا فرائض اور شرائع اور کتاب سے اور مر جائے تو اوسکا کیا حکم ہی کہا کہ مومن ہی پھر سوال کیا کہ ایک ذرہ کوئی شی نہ جانتا ہو اور نہ عمل کرے فقط مقر ایمان ہو اور مر جاے فرمایا مومن ہی تفسیر کبیر مین طبرانی سے عمران بن حصین سے روایت کی ہی قال قال رسول الله من علم ان الله ربه وانی نبیه صادقا عن قلبه حرم الله لحمه علی النار کہا فرمایا رسول اللہ نے کہ جو شخص جانتا ہی کہ بتحقیق اللہ رب اوسکا ہی اور مین نبی اوسکا ہون صادق اپنے قلب سے حرام کیا ہی اللہ نے اوسکا گوشت اوپر نار کے یعنی وہ آتش جہنم مین نہ جلیگا علامہ عینی شرح بخاری مین فرماتے ہین کہ اقرار لسانی فقط اجراے احکام کے لیے ہی جسنے تصدیق کی رسول اللہ کی اون چیزون مین کہ جو خدا نے اپنے رسول کی معرفت بھیجا ہی پس وہ عند اللہ مومن ہی اگرچہ زبان سے اقرار نہ کیا حافظ الدین نسفی فرماتے ہین کہ یہ کل مروی ہی امام ابو حنیفہ سے اور امام ابو حنیفہ کی اون دونون روایتون سے صحیح تر یہ روایت ہے کہ اسنی المطالب مین لکھتے ہین کہ یہی مذہب ہی امام ابو الحسن اشعری کا اور ابو منصور ماتریدی کا سالمی نے کتاب تمہید مین امام ابو حنیفہ سے روایت نقل کی ہی کہ انه قال ان الموحد اذا لم یظهر منه الا قرارا ولم یعلم کیفیة الاقرار او اظهر الکفر تقیة فهو مومن عند الله وکافر عند الناس سقا نے شرح تمہید مین امام ابو حنیفہ سے روایت کی ہی کہ ایمان فقط تصدیق کا نام ہی سید احمد دحلان لکھتے ہین کہ یہ روایت نہایت صحیح ہی فرمایا جناب رسول مقبول نے الاسلام علانیة والایمان فی القلب یعنی اسلام ظاہر ہی اور ایمان فی القلب ہی بعضے کہتے ہین کہ درمیان اسلام اور ایمان کے نسبت عموم خصوص مطلق کی ہی کہ جو شخص ایمان رکھتا ہی بالضرور اسلام اوس مین موجود ہی اور جو شخص اسلام رکھتا ہی ضرور نہین کہ مومن بھی ہو اور صاحب سیف الفرقان فی تعریف الکفر والایمان نے صاحب مناوی اور بیضاوی فرماتے ہین کہ الاسلام هو التوحید والتدین بالشرع الذی جاء به محمد یعنی اسلام توحید اور تدین اور تلبس شریعت محمدی کا ہی قتادہ کہتا ہی کہ اسلام شہادت بکلمہ لا اله الا الله ہی اسنی المطالب مین ہی کہ کبھی اسلام و ایمان دونون مجتمع ہوتے ہین جیسے کوئی دل سے تصدیق کرے اور زبان سے اقرار بھی کرے اور کبھی اسلام ایمان سے جدا ہو جاتا ہی یہ اوس وقت مین ہی کہ زبان سے اقرار کرے اور ظاہر مین احکام کا پابند بھی ہو مگر دل مین تصدیق نہ کرے اوسی کو منافق کہتے ہین اور کبھی ایمان اسلام سے جدا ہو جاتا ہی کہ دل مین

منقول از اسنی المطالب صفحہ

تصدیق کرتا ہی مگر زبان سے اقرار نہین کرتا اور افعال ظاہر شرع کا پابند نہین ہوتا اگر یہ عدم اقرار اور پابندی
نہ کرنا بسبب بغض وعناد کے ہی جیسے کہ ایک فریق تھا سے یہود و نصاری کہ باوجود معرفت کے تکذیب کرتے
تھے بجہت بغض وعناد ایسا ایمان باطنی انکو کوئی نفع نہین پہونچا سکتا اور اگر یہ عدم اقرار اور عدم پابندی
بسبب کسی عذر شرعی اور عقلی کے ہی نہ از روے بغض وعناد کے تو وہ ایمان باطنی مومن کو عند اللہ دار الآخرۃ
مین نفع پہونچاویگا اگرچہ احکام دنیا اسپر جاری نہ ہو سکتے ہین اور وجہ عذر کہ اطاعت ظاہری سے مانع ہو سکے
کئی سبب ہو سکتے ہین ازانجملہ خوف ظالم ہو کہ مین ڈرتا ہون کہ اگر میرا اسلام و ایمان ظاہر ہو جاویگا تو مین قتل کیا
جاؤنگا یا مجھے ایسی ایذا دی جاویگی جسکا مین متحمل نہ ہو سکونگا یا میرے عزیز و اقارب اور اولاد سے کسی کو آزار
پہونچیگا پس ایسی حالتون مین اسلام کا پوشیدہ کرنا جائز ہی چنانچہ عمار یاسر پر مکہ معظمہ مین کفار نے جبر کیا اور
کلمات کفر زبان پر جاری کرنے پڑے جیسا کہ سورہ نحل مین ہی من کفر باللہ بعد ایمانہ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن
بالایمان تفسیر مین سبب نزول اس آیت کا یون مرقوم ہی ابن عباس سے کہ پکڑا عمار یاسر کو اور انکی
مان کو کہ نام انکا سمیہ تھا اور صہیب اور بلال اور خباب اور سالم کو پس عذاب کیا انکو اور سمیہ کو دو اونٹون کے
بیچ مین باندھ دیا اور انکی قبل مین برچھا مارا کہ شہادت پائی سمیہ و یاسر کو شہید کیا چنانچہ مروی ہی کہ اول جو
اسلام مین ہوئی درجہ شہادت پر فائز ہوے یہی ہین قتادہ کہتے ہین کہ پکڑا مغیرہ نے عمار کو اور غوطہ دیا ان
کنوئین مین کہ اسکا نام میمون تھا اور کہا کافر ہو ساتھ محمد کے عمار نے دیکھا کہ جان کا بچنا محال ہو گیا ہی
باکراہ و اجبار کلمات کفر زبان پر جاری ہوے جب انکو [illegible]
لوگون نے جناب رسالت مآب سے [illegible] جناب رسالت مآب سے [illegible]
ہو سکتا یہ تحقیق کہ عمار سر تا پا ایمان سے مملو ہی [illegible]
آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہوے پوچھا آنحضرت نے کیا گذرا تم پر عرض کیا یا حضرت کفر کیا [illegible]
آپ کے ساتھ اور انکے معبودون کی تعریف کی جواب دیا آنحضرت نے کہ اے عمار تم اپنے دل کو کیسا [illegible]
جواب دیا عمار نے کہ مطمئن آنحضرت نے آنسو پونچھے اور فرمایا یا عمار ان عادوا فعد لهم بما قلت
عمار اگر پھر وہ جبر کرین تم سے تو تم اسی طرح تحمل کرنا پس یہ آیہ نازل ہوا دیکھیے یہان حضرت عمار کو حکم فرمایا
کلمہ کفر زبان سے ادا کرنے کا اور انکے معبودون کی تصدیق اور مدح کرنے کا اور نبی کی مذمت کرنے کا پس کیا مقابلہ
ہی حضرت ابوطالب سے عمار یاسر کو کہ جناب ابوطالب نے بجز مدح و ثنا کے آنحضرت کی کبھی مذمت نہین کی اور
اظہار نبوت آنحضرت مین اور آپ کے رسول برحق ہونے مین کیا کیا کوششین کین انکے معبودون کی کبھی تعریف
نہین کی آنحضرت کے دین کو خیر الادیان کہا اگر اخفا کرنا ابوطالب کا ثابت ہوتا ہی تو اسی قدر کہ کلمہ علانیہ سامنے
کفار کے بلفظہ نہین فرمایا ورنہ معنی [illegible] بعینہ اقرار توحید و رسالت کو زبان سے ادا فرمایا اور صحیح بخاری
اور صحیح مسلم مین عثمان بن عفان سے روایت کی ہی کہ فرمایا جناب پیغمبر خدا نے کہ جو شخص مر گیا اور جانتا تھا کہ سوا

خدا کے کوئی معبود نہیں ہی وہ داخل جنت ہوگا طبرانی نے سلمہ ابن نعیم اشجعی سے روایت کی ہو کہ فرمایا پیغمبر خدا نے کہ جو شخص ملاقات کریگا اپنے پروردگار سے اس حال مین کہ کبھی شرک نہ کیا ہو وہ داخل جنت ہوگا سلمہ کہتے ہین کہ مین نے عرض کی یا رسول اللہ اگر اسنے زنا و چوری کی ہو آپ نے فرمایا کہ گو اسنے زنا اور چوری بھی کی ہو علامہ برزنجی لکھتے ہین کہ شفاعت کی حدیثون مین [illegible] بہت سی حدیثین ہین یہان تک کہ بیان کیا گیا ہی کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ جس شخص [illegible] مین چھوٹی سے چھوٹی رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا وہ آتش جہنم سے نکالا جائیگا اور لفظ [illegible] ادنی ادنی تین بار فرمایا ابن حجر شرح اربعین مین بیان کرتے ہین کہ ائمہ اربعہ مین سے ہر ایک کا قول ہو کہ تارک اقرار شہادتین مومن عاصی ہو اور یہ قول اکثر علما کا اور بعض محققین حنفیہ کا ہو اور محقق کمال ابن ہمام وغیرہ نے بالتصریح بیان کیا کہ اقرار فقط اجرا ے احکام کے لیے ہو اور علامہ برزنجی نے اختلاف علما کو درباره اقرار الشہادتین بیان کیا ہو کہ آیا تعیین الفاظ مقررہ سے اقرار شہادتین شرط ہو یا غیر الفاظ مقررہ [illegible] بھی کافی ہین بعض کے نزدیک یہی الفاظ شروط ہین اور غالب اقوال یہ قول ہو کہ خصوصیت الفاظ معروفہ کی شرط نہین [illegible] وہ نہین لکھا ہو اور اسنے سب کی طرف منسوب کیا ہو اور حلیمی سے اپنی منہاج مین نقل کیا ہو کہ ایمان بغیر ان الفاظ معروفہ کے بھی منعقد ہو سکتا ہو اگر کوئی لا الہ الا اللہ کے مقام پر لا الہ غیر اللہ یا لا الہ ما عدا اللہ یا لا الہ ما سوی اللہ یا ما من الہ الا اللہ یا لا الہ الا الرحمن یا لا رحمن الا اللہ یا لا رحمن الا الباری اور مثل اسکے سب لا الہ الا اللہ کے برابر ہین اور اسی طرح اگر کہے [illegible] نبی اللہ یا مبعوث یا احمد یا الماحی یا اور اسی طرح کے اسما یا ان الفاظ کو زبان ترکی مین ادا کرے تو اسلام اسکا صحیح ہو اور حکم مسلم کا اسکے لیے ہو سکتا ہو قال ابو حنیفہ عن عطا ابن ابی رباح یعنی ابو حنیفہ عطا ابن ابی رباح سے نقل کیا ہو کہ عبد اللہ ابن رواحہ کی بکریان ایک حبشن چراتی تھی ان بکریون مین ایک بکری بہت فربہ ہو گئی تھی اور اسکی نگہبانی کی نہایت تاکید کی تھی ایک روز اتفاقاً بھیڑیا آیا اور اسی بکری کو اٹھا لیگیا اسنے عبد اللہ کو خبر کی عبد اللہ نے اس حبشن کو ایک طمانچہ مارا بعدہ خود اپنے دل مین نادم ہوے اور یہ ذکر جناب رسالت مآب کی خدمت مین عرض کیا آنحضرت نے فرمایا تم نے برا کیا کہ ایک مومنہ کو طمانچہ مارا عرض کی عبد اللہ نے کہ وہ ایک حبشن جاہلہ تھی آنحضرت نے اسکو طلب کیا اور اس سے سوال کیا کہ اللہ کہان ہو اسنے جواب دیا کہ آسمان مین فرمایا مین کون ہون کہا آپ رسول ہین اسوقت آنحضرت نے فرمایا کہ بتحقیق یہ مومنہ ہو روایت کیا ہی اس حدیث کو مسلم و ابو داؤد و نسائی نے معاویہ ابن حکم سے

قولہ (فصل اول) آیات قرآنیہ (آیت اولی) قال اللہ تبارک و تعالی انک لا تھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء وھو اعلم بالمھتدین

اے نبی تم ہدایت نہین دیتے جسے دوست رکھو ہان خدا ہدایت دیتا ہو جسے چاہے وہ خوب جانتا ہے جو راہ پانے والے ہین مفسرین کا اجماع ہو کہ یہ آیہ کریمہ ابو طالب کے حق مین نازل ہوئی ہو معالم التنزیل مین ہے نزلت فی ابی طالب جلالین مین نزل فی حرصہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ایمان عمہ ابی طالب مدارک التنزیل

مین ہی قال الزجاج اجمع المفسرون علی انہا نزلت فی ابی طالب کشاف زمخشری و تفسیر کبیر مین ہی قال الزجاج
اجمع المفسرون علی انہا نزلت فی ابی طالب امام نووی شرح صحیح مسلم شریف کتاب الایمان مین فرماتے ہین اجمع
المفسرون علی انہا نزلت فی ابی طالب وکذا نقل اجماعہم علی ہذا الزجاج وغیرہ مرقاۃ شرح مشکوۃ شریف
مین ہی لقولہ تعالی فی حقہ باتفاق المفسرین انک لا تہدی من احببت **اقول** فصل اول مین آپ نے
آیات قرآن کا ذکر فرمایا اور آیۂ اولی [illegible] ہے کے اولی ہوتے ہین اور آپ کے ترجمے مین جو جو خوبیان
ہین بیان نہین کی جاتین کیونکہ نمونہ اوپر بیان ہو چکا ہی آپ نے جو جو تحریفین فرمائی ہین کہان تک اسکا
اظہار کیا جائے چنانچہ تفسیر کبیر اور کشاف زمخشری کا نام بھی رقم فرمایا کہ ان دونون مین قال الزجاج اجمع
المفسرون ہی مگر دو لفظون کی تحریف کیون فرمائی اس مین تو موجود ہی المسئلۃ الاولی ہذہ الآیۃ لا دلالۃ فی
ظاہرہا علی کفر ابی طالب ثم قال الزجاج الخ ہی مگر آپ کیا کرین کہ آپ کے مطلوب کے مخالف ہی اور آپکو
نام کتابون کے گنوانا ہین ہم نے انہی کتابون سے کفر ثابت کیا ہی شاید اسی سبب سے تحریف فرمائی پھر نوع ہم
آپ کی تحریر کو قبول بھی کرلین کہ شان ابو طالب ہی مین یہ آیت نازل ہوئی تو اس آیۃ سے نہ کہین کفر ثابت ہوتا ہی
[illegible] فضیلت اور [illegible] ثابت اور کامل الایمان محب رسول مقبول ہونا ثابت ہوتا ہی اور نفس
صریح ہی [illegible] انشاء اللہ [illegible] بیان کر دینگے تا آپ کی دل نشینی ہو جائے لیکن حدیث صحیح
جو آپ نے سبب نزول [illegible] رقم فرمائی وہ آپ کے حصول مطلب کے منافی ہی **قولہ** حدیث اول صحیح حدیث مین
[illegible] حضور اقدس [illegible] نے ابو طالب سے مرتے وقت کلمہ پڑھنے
کو ارشاد فرمایا [illegible] تو قریش عیب لگائینگے کہ موت کی سختی سے گھبرا کر مسلمان ہو گیا ورنہ حضور
کی خوشی کر دیتا [illegible] رب العزت [illegible] نے یہ آیۂ کریمہ اتاری یعنی اے حبیب تم اسکا غم نہ کرو تم اپنا منصب
تبلیغ ادا کر چکے [illegible] دیا اور دل مین نور ایمان پیدا کرنا یہ تمہارا فعل نہین اللہ عز و جل کے اختیار مین ہی اور اس سے
خوب معلوم ہو گیا کہ جسے یہ دولت دیگا کسے محروم رکھیگا صحیح مسلم شریف کتاب الایمان و جامع ترمذی کتاب التفسیر مین
سیدنا ابو ہریرہ سے مروی ہی قال قال رسول اللہ و زاد مسلم فی اخری عند الموت قل لا الہ الا اللہ اشہد
لک بہا یوم القیامۃ قال لولا ان تعیرنی قریش یقولون انما حملہ علی ذلک الجزع لاقررت عینک
فانزل اللہ عز و جل انک لا تہدی من احببت ولکن اللہ یہدی من یشاء معالم و مدارک و بیضاوی
و ارشاد العقل السلیم و خازن و فتوحات الٰہیہ وغیرہا تفاسیر مین اسی حدیث کا حاصل اس آیت کے نیچے ذکر کیا
اقول اولا حدیث اول لکھکر جو آپ نے عبارت رقم فرمائی ہی کہ جب آنحضرت نے کلمہ پڑھنے کو ارشاد فرمایا
تو جناب ابو طالب نے صاف انکار کیا پھر آپ صحیح مسلم اور ترمذی سے حدیث نقل کرکے فرماتے ہین کہ اس حدیث کا
حاصل یعنی انکار کرنا ابو طالب کا نیچے اس آیت کے ذکر کیا اب ہم آپ سے پوچھتے ہین کہ مفسرین تو تحت آیت
حاصل اس حدیث کا ذکر فرماتے ہین کہ ابو طالب نے لا الہ الا اللہ کہنے سے صاف انکار کیا اور پھر انہین مفسرین مین سے

تفسیر کبیر جز ۱۸ صفحہ ۲۱۸ مطبوعہ مصر

سورہ بقر کی ابتدا مین آیات الذین کفروا سواء علیہم ءانذرتہم ام لم تنذرہم لا یومنون کی تفسیر مین جو کچھہ رقم فرماتے ہین وہ بھی نظر اقدس سے گذرا ہی یا نہین صاحب معالم نے الکفر علی اربعۃ انحاء لکھہ کر کفر وعناد کی تعریف مین ہو ان یعرف اللہ بقلبہ ویقر بلسانہ ولا یدین بہ ککفر ابی طالب رقم فرمایا ہی جسکو ہم بیان کفر مین بخوبی بیان کر آئے ہین ایک مقام پر مفسرین نے اعتراف کیا اقرار ابوطالب کا اور تمثیلاً انکے اشعار کا اعلان فرمایا اور دوسرے مقام پر انکار ابوطالب حدیث صحیح سے ثابت فرمایا اقرار وانکار آپس مین متضاد ہین مجتمع نہین ہوسکتے علی الخصوص وہ ہی مفسرین ایک مرتبہ اقرار کا اقرار کرین اور وہ ہی مفسرین دوسری مرتبہ اقرار کا انکار کرین تو تفسیر حدیث کے مخالف ہی اور حدیث تفسیر سے متضاد ھذا لشیء عجاب پس اگر مفسرین کا اعتراف کرنا اقرار ابوطالب پر صحیح ہی تو حدیث صحیح کی صحت غائب ہوئی جاتی ہی اور اگر حدیث صحیح کی صحت کا یقین کیا جاتا ہی تو مفسرین کا قول پایۂ اعتبار سے ساقط ہوا جاتا ہی اب آپ کو اختیار ہی یا حدیث صحیح کی صحت کو قبول فرمایئے اور اجماع مفسرین سے دست بردار ہو جایئے یا اجماع مفسرین کا اقرار فرمائیے حدیث صحیح کی صحت سے انکار فرمایئے بہتر تو یہ ہی اذا تعارضا تساقطا پر عمل فرمایئے اور دونون سے ہاتھہ اٹھایئے اور راہ راست پر آیئے ورنہ پھر آپ کو آیات واحادیث متواترہ متظافرہ ڈھونڈھنا پڑیگی اور مثل عنقا کہین پتہ نہ لگیگا ثانیاً اجماع مفسرین کو ہم تسلیم بھی کرین کہ یہ آیت خاص ابوطالب کے حق مین نازل ہوئی تو بھی منافی ایمان جناب ابوطالب نہین ہوسکتی بلکہ بوجوہات چند دلالت کرتی ہے تکمیل ایمان جناب ابوطالب پر اور انکے ناجی ہونے پر اسواسطے کہ آیت مین کسی مقام پر نہ کافرین کا ذکر ہی نہ منکرین کا بلکہ مہتدین کا ذکر ہی اور ہدایت کے دو معنی ہین ایک ہدایۃ الطریق ای اراءۃ الطریق الموصل الی المطلوب اور دوسرے الایصال الی المطلوب وہ یہ ہی معنی شیخ عبد الحق دہلوی نے تکملۃ الایمان مین رقم فرمائے ہین باین عبارت کہ ہدایت دو معنی دارد راہ راست نمودن وبراہ راست بردن وبمقصد رسانیدن واین معنی دوم مخصوص بجناب کبریای الٰہی ست از دیگری نیاید وہدایت بمعنی اول قرآن ورسول را ثابت باشد کہ بیان طریق مستقیم می کنند وراہ راست می نمایند ولیکن براہ راست بردن وبمقصد رسانیدن از خداست پس اب انک لا تہدی من احببت کے معنی یہ ہوے کہ تحقیق کہ تو اے محمد ہدایت نہین کرسکتا یعنی مقصد کو نہین پہونچا سکتا تیرا کام راہ نمائی ہی نہ بمقصد رسانی من احببت جسکو دوست رکھتا ہی تو راہ نمائی کرتا ہی مگر مقصد تک نہین پہونچا سکتا ولکن اللہ یہدی من یشاء لیکن اللہ مقصد تک پہونچا دیتا ہی جسکو چاہتا ہی وھو اعلم بالمہتدین اور اللہ دانا تر ہی مہتدین کے حال سے نہ کہین ضالین کا ذکر ہی نہ مشرکین کا پس ابوطالب کا مہتدین سے ہونا ثابت ہوتا ہی اور مولوی عبد الحی لکھنوی نے ہدایت کے معنی حاشیہ ملا جلال پر بعد بیان کرنے اختلافات کے اور نقض بعض آیات کے رقم فرمایا ہی ان الاراءۃ وان صدرت عنک بحسب الظاہر لکنہا غیر صادرۃ منک حقیقۃ لخروج اثر ھذا الفعل عن طوق البشر علی طبق قولہ

تعالی وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی اذ الرمی الی الکفار وان صدر عنہ حساً لکنہ سبحانہ نفی
عنہ باعتبار عدم اقتدارہ علی ترتیب اثرہ فالمنفی ہو الارادۃ المقدورۃ لا الارادۃ الظاہرۃ التی ھی
شان الرسول علیہ الصلوٰۃ والسلام فلا نقض للمعنی الاول بالآیۃ الثانیۃ یعنی انک لا
تہدی من احببت الخ ترجمہ تحقیق کہ ارادۃ اگرچہ صادر ہو تجھ سے بحسب ظاہر لیکن غیر صادر ہی تجھ سے حقیقۃً
واسطے خارج ہونے اثر فعل کے طاقت بشر سے موافق قول اللہ تعالی کے اور نہین پھینکا تو نے جسوقت
پھینکا تو نے ولیکن اللہ نے پھینکا اسلیے کہ پھینکنا طرف کفار کے اگرچہ صادر ہوا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے دیکھنے مین لیکن نفی کی خدا نے اُس سے عدم قدرت کے اعتبار پر اسکے اثر کی ترتیب پر پس منفی وہ ارادۃ
مقدورۂ خدا ہی نہ ارادۃ ظاہرہ جو شان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی پس نہین نقض واسطے معنی اول کے
ساتھ آیت ثانیہ کے اور یہ بھی ظاہر ہی کہ ابوطالب کو تصدیق قلبی جو اصل ایمان ہی موافق مذہب حنفیہ کے
حاصل تھی اور اقرار لسانی حضرت ابوطالب کا اُنکے قصائد اور اشعار سے ظاہر ہی کہ آجتک پکار پکار کر
خبر دے رہا ہی کہ اسکا نام تصدیق لسانی ہی جب اشعار کو مفسرین ممدوحین نے مثل صاحب معالم التنزیل
وغیرہ کے بیان کیا ہی اور تصدیق جنانی اور اقرار لسانی کا ثبوت دیا ہی پس حق سبحانہ تعالی عالم مافی الضمیر ہی
اُس نے اپنے حبیب کو خبر دی کہ ای حبیب جس کام پر تم مامور تھے یعنی امارۃ الطریق وہ تم کر چکے تم رنجیدہ نہ ہونا
اللہ عالم بالمہتدین ہی یعنی ابوطالب مہتدین مین ہین انکو ہدایت دے چکا ہون یعنی ایصال الی المطلوب میرا
کام ہی مین کر چکا ہون اور یہ بھی ظاہر ہی کہ جب حبیب رنجیدہ ہوتا ہی تو حبیب کا حبیب دلاسا تشفی دیتا ہی
کہ اُسکا رنج مبدل بخوشی ہو جاے پس حق سبحانہ تعالی نے اپنے حبیب کو رنجیدہ دیکھکر خوشخبری دی کہ
جس شخص کے لیے تم دوست رکھتے ہو کہ صراط المستقیم کی راہنمائی کرو تم سے مین نے مقصود تک پہونچا دیا
یعنی صراط مستقیم تک اور اگر موافق آپکے مذاق کے تصور کیا جاے کہ حبیب رب العالمین تو دوست
رکھتے تھے کہ ابوطالب ایمان لائین اور حق سبحانہ تعالی نے یہ آیت اُتاری اور اُس سے یہ مراد لین کہ ای حبیب
تم اسکا غم نکرو ابوطالب کبھی ایمان نہ لائینگے بلکہ کافر رہینگے تو غم آنحضرت کا زیادہ ہوتا یا کم کہ ابوطالب نے
بالفرض لا الہ الا اللہ کہنے سے عذر کیا اور جناب رسالتمآبؐ نے بھی فرمایا قل یا عم لا الہ الا اللہ مگر کسی طرح
ثابت نہین ہو سکتا کہ حضرت مایوس ہو گئے ایمان ابوطالبؑ سے اسواسطے کہ ومن یقنط من رحمۃ ربہ
الا الضالون یعنی کون شخص نا امید ہو سکتا ہی رحمت سے اپنے پروردگار کی مگر جو لوگ کہ گمراہ ہین جنھون نے
خدا کو نہین پہچانا بلکہ یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہی کہ آنحضرتؐ جب اپنا منصب تبلیغ ادا کر چکے اور دیکھا
کہ ابوطالبؑ نے وہ کلمہ نہ کہا تو فوراً حق تعالی نے اپنے حبیب کو خوشخبری دی کہ تم رنجیدہ نہ ہونا اس امر سے کہ
تبلیغ رسالت مین تم سے کمی ہوئی بلکہ تم نے اپنا منصب ادا کیا اگرچہ ابوطالبؑ نے ابھی عذر کیا ہی مگر وہ مہتدین
مین سے ہی کہ اُسے ہم ہدایت دے چکے ہین اور یہ مقولہ تو مشہور و معروف ہی کہ حبیب کا حبیب حبیب ہوتا ہی

ابوطالب حبیبِ خدا کے حبیب تھے اور محبت ابوطالبؑ کی بہ نسبت جناب رسول خدا کے مشہور از سیر و تواریخ مین مسطور ہی مگر محبت رسولؐ خدا کی ابوطالب سے خود حق تعالی نے ظاہر فرما دی اور یہ بھی کلام ناطق مین وارد ہوا ہی کہ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ اور حدیث رسول بھی موجود ہی کہ من احبنی فقد احب اللہ ابوطالب تو رسولؐ خدا کے حبیب تھے کیونکر خدا کے حبیب نہ ہوتے اور جب حبیب خدا کے حبیب قرار پائے تو ان سے زیادہ کون صاحب ایمان ہو سکتا ہی حاصل یہ ہی حق تعالی نے خبر دی اپنے حبیب کو کہ تمھارا حبیب میرا حبیب ہی تم مشقت نہ کرو مین ایصال الی المطلوب کر چکا ہون تمپر بھی ظاہر ہو جائیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ قریب وفات جناب ابوطالب حضرت عباس نے خبر دی کہ یا حضرت آپ کے عم نے وہ کلمہ کہا جسکا آپ حکم فرماتے تھے ثانیاً حق سبحانہ تعالی اپنی کتاب عزیز مین فرماتا ہی لا تجد قوماً یومنون باللہ والیوم الاخر یوادون من حاد اللہ و رسولہ دوسرے مقام پر فرماتا ہی یا ایہا الذین امنوا لا تتخذوا الکافرین اولیاء من دون المومنین اتریدون ان تجعلوا للہ علیکم سلطاناً مبیناً تیسرے مقام پر فرماتا ہی یا ایہا الذین امنوا لا تتخذوا الیہود والنصاری اولیاء بعضہم اولیاء بعض ومن یتولہم منکم فانہ منہم نہین پائیگا تو کسی قوم کو کہ ایمان لائی ہو خدا پر اور روز قیامت پر دوست رکھنے والی اُس شخص کو کہ جو مقابلہ کرتا ہی خدا اور اُسکے رسولؐ سے ای لوگو جو ایمان لائے ہو نہ پکڑو کافرون کو دوست سوا مومنین کے آیا تم چاہتے ہو یہ کہ گردانو تم واسطے اللہ کے اوپر تمھارے غلبہ ظاہر یعنی الزام خدا تم پر اور فرمایا خدا نے جو دوست رکھیگا اُنکو تم مین سے پس تحقیق وہ اُنھین مین سے ہی پھر کس طرح ممکن ہی کہ رسولؐ برحق دوست رکھتے اپنے چچا کافر کو بلکہ آیۂ انک لا تہدی من احببت دلالت کرتی ہی فضل و علو مرتبت ابوطالب خصوصاً ایمان و ہدایت مین اسوجہ سے کہ ابوطالب کو ہدایت حاصل ہوئی اللہ کی طرف سے کہ سوائے خدا کے کسی سے ہدایت حاصل نہین کی حق تعالی خود متولی ہدایت ابوطالب ہوا باین تقدیر حاصل آیۂ شریفہ یہ ہی کہ ابوطالب ایسے ہین تو ای محمدؐ اُنکو دوست رکھتا ہی اور بذاتہ اُنکو ہدایت نہین کرتا بلکہ اللہ متولی ہدایت ابوطالب ہوا ہی اور پہلے ہی سے اُنکو ہدایت ہو چکی ہی اور اللہ مہتدین کے حال سے واقف ہی اور ایسی ہدایت مخصوص ہی انبیا اور اوصیا اور اولیاء اللہ کو اور جب یہ معنی مراد لین تو معصومیت آنحضرت کی محفوظ رہتی ہی اور تکلیفین بھی انکی نہین شامل بھی نہین ہوتے اور دوست رکھنا اپنے چچا ابوطالب کا کہ جسکا اظہار حق تعالی نے فرمادیا کوئی نقصان آنحضرت کے مرتبۂ رسالت کو بھی نہین پہونچاتا اور مومن ہونا اور سابق الہدایۃ من اللہ ہونا ابوطالب کا ثابت ہوتا ہی رابعاً یہ تو ثابت ہی کہ موحدین اہل فترت داخل جنت ہونگے معذب نہونگے مگر موحدین اہل فترت کو باوجود اس امر کے کہ انبیا اور مرسلین سابقین کے قائل مگر پیغمبر زمان کے منکر ہونے کی وجہ سے حق تعالی عذاب کریگا اور حق تعالی نے اُنکو کفار مین شامل کیا ہی اس سبب سے کہ میرے اس رسول کی تصدیق نہین کرتے اگرچہ میری توحید اور انبیاے سابقین کی تصدیق کرتے ہین سبحان اللہ حق تعالی تو اپنے نبیؐ

اور رسولون کا یہ بحفظ مراتب کرے اور ان منکرین کو جہنم واصل کرے اور خالدین فیہا فرمائے کہ ہمیشہ آگ مین جلتے رہین گے مگر وہ انبیا اور رسول اپنے خالق اور رب کا کچھ پاس ولحاظ نہ کرین اور دشمنان خدا یعنی کفار ومشرکین کو دوست رکھین خصوصاً ہمارے پیغمبرؐ حبیب الٰہ العالمین ہین اور کفار کو دوست رکھین کہ جو دشمن خدا ہون باوجودیکہ فرمانے حق سبحانہ تعالیٰ کے یہ ممکن نہین اور دوست رکھنا رسول خداؐ کا ابوطالب کو خود حق تعالیٰ نے فرمادیا پس جناب رسالت مآبؐ ابوطالب کو دوست رکھتے تھے پس سبب انکے کمال ایمان کے وہ کافر ہوسکتے ہی نہین **خامساً** برزنجی اور زینی اسکا جواب اس طرح رقم فرماتے ہین پس اگر مان لین ہم کہ آیت جناب ابوطالبؑ کی شان مین نازل ہوئی ہے پس تحقیق وہ مان لینا نہین منع کرتا ایمان لانے سے ابی طالبؑ کے اور جز این نیست کہ دلالت کرتی ہے یہ آیت کہ تحقیق تو اے محمدؐ نہین ہدایت کرسکتا ہے تو اسکو ولیکن خدا ہدایت کرسکتا ہے جسے چاہے پس برزنجی فرماتے ہین فنقول پس ہم کہتے ہین کہ تحقیق کہ خدا نے ہدایت دی ہے انکو اپنی مہربانی سے اور قبل اسکے مذکور ہوا کہ تحقیق کہ حضرت عباسؓ نے خبر دی پیغمبرؐ کو کہ تحقیق ابی طالبؑ نے گواہی دی یعنی کلمہ شہادت پڑھا اگرچہ جواب دیا آنحضرتؐ نے انکو کہ مین نے نہین سنا پس جز این نیست کہ کہا آنحضرتؐ نے واسطے عباس کے وہ ظاہر حال پر نظر کرکے اور فرمانا آنحضرتؐ کا کہ نہ سنا مین نے مانع نہین ہے ابوطالبؑ کے ایمان لانے کو واسطے کہ تحقیق کہ اللہ نے خبر دی پیغمبرؐ کو انکے ایمان لانے پر بعد اسکے اور اسی واسطے فرمایا آنحضرتؐ نے بعد ابوطالبؑ کی موت کے عباسؓ کے جواب مین کل بہتری کی امید رکھتا ہون مین واسطے ابوطالبؑ کے اپنے رب سے روایت کیا ہے اسکو طبقات مین اور امید انکی امید واجب الحصول ہے پس نہین امید رکھتے آنحضرتؐ کل چیز کی مگر واسطے مومن کے اور نہین جائز ہے یہ کہ مراد لی جائے اس سے تخفیف ایک جز عذاب کی پس تحقیق کہ وہ نہین خیر بذاتہ چہ جائیکہ ہو وہ کل خیر اور جز این نیست کہ تخفیف عذاب تخفیف شر کی ہے اور بعض شر اہون ہے بعض سے اور حصول کل خیر کا جز این نیست کہ ہوتا ہے ساتھ داخل ہونے جنت کے فلو سلمنا فانہ لا یمتنع من ایمانہ وانما دلت علی انہ لا تہدی بہ ولکن اللہ یہدی من یشاء فنقول ان اللہ قد ہداہ بلطفہ وتقدم ان العباس خبر النبیؐ بانہ اتی بالشہادۃ وان قال لہ لم اسمع فانما قال لہ ذلک نظرا الی ظاہر الحال وذلک لا یمتنع لان اللہ اطلعہ علی ایمانہ بعدہ ولذلک قال بعد موتہ فی جواب العباس کل الخیر ارجو لہ من ربی ورواہ فی الطبقات ورجاءہ محقق فلا یرجو کل الخیر الا المومن ولا یجوز ان یراد بہذا تخفیف جزء من العذاب فانہ لیس خیرا بذاتہ فضلا عن ان یکون کل الخیر وانما تخفیف العذاب تخفیف الشر وبعض الشر اہون من بعض وحصول کل الخیر انما یکون بدخول الجنۃ انتہی یعنی اگر تسلیم کرلین ہم کہ یہ آیت شان مین ابوطالبؑ کے نازل ہوئی ہے پس یہ آیت منع نہین کرتی ہے ایمان لانے کو ابوطالب کے بلکہ دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ تو اے محمدؐ ہدایت

ص ۱۰ خامساً حقائق نسائی در ترجیح دقائق خصائص علوی امام نسائی جناب سید ابوالقاسم لاہوری قدس جواب ثالث برزنجی ۱۲

نہیں کر سکتا لیکن خدا اُسکو ہدایت کر سکتا ہی اور اللہ دانا تر ہی ہدایت پانیوالون سے پس حق تعالیٰ نے آخر وقت ظاہر
کرا دیا ہدایت کو کہ زبان سے بھی تلفظ کیا کلمہ کا علانیہ اور قول آنحضرت کا جواب عباس مین لم اسمعہ بلفظ
ظاہر حال تھا کہ پیغمبر نے اپنے کان سے تلفظ آپ کا کلمہ بآواز نہ سنا تھا اور سے شہادت باستماع خود عند اللہ کی حق
پس خالق عالم او سے اطلاع اُس سے بخشی کہ انک لا تھدی من احببت اسی سبب سے پیغمبر خدا نے عباس
کے جواب مین فرمایا کل الخیر ارجو لہ من ربی اور یہی مروی ہی طبقات مین اور رجاے نبی محقق واجب الحصول
ہی بغیر تاخیر کے پس آنحضرت کی امید حق تعالیٰ سے کل خیر کی نہین ہو سکتی مگر خاص واسطے مومن مخلص کے اسواسطے
کہ کافر مستحق نہین ہی مگر عذاب کا اور یہ گمان کرنا لوگون کا کہ استغفار نبی باعث تخفیف عذاب کا ہوئی لہٰذا جہت
باطل ہی اسواسطے کہ تخفیف عذاب سے مراد تخفیف جزئی ہی یعنی ایک جز عذاب اگر باطل کر دیا جائے تو تمام اور
حد عذاب سے خارج نہین ہوتا اس تخفیف کا نام خیر تو ہو سکتا نہین کل الخیر کیسا تخفیف عذاب تخفیف بعض ثمر
کی ہی کہ بعض شرا ہون من البعض ہوتے ہین پس حصول کل خیر ممکن نہین مگر ساتھ نجات پانے کل مضرات کے اور
داخل ہونے جنت کے ساوسًا احمد زینی دحلان اسنی المطالب مین رقم فرماتے ہین کہ پیغمبر خدا وقت وفات
ابوطالب کے پاس تشریف لے گئے وہان ابوجہل اور عبداللہ ابن ابی امیہ مخزومی بھی موجود تھے قال رسول اللہ
لعمہ قل لا الہ الا اللہ الخ یعنی حضرت نے فرمایا کہ چچا تم فقط لا الہ الا اللہ کہدو کہ مین خدا کے سامنے گواہی
دون اور حجت گردانون اُسے تو ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ بولے کہ ای ابوطالب کیا تم عبدالمطلب کی
ملت سے پھرتے ہو اور یہی کہے چلے گئے یہان تک کہ ابوطالب نے تنگ آکر اُن سے گفتگو کرنے مین آخری
بات اپنی زبان سے یہی نکالی کہ مین ملت عبدالمطلب پر ثابت قدم ہون اور لا الہ الا اللہ کہنے سے انکار
کر دیا اور ایک روایت مین یون آیا ہی کہ جب ابوطالب نے دیکھا کہ پیغمبر خدا بہت اصرار کرتے ہین تو کہا کہ ای
بھان عم اگر مجھے قریش سے تیرے بارے مین خیال و خوف نہ ہوتا تو مین یہ کلمہ کہدیتا اور ایک روایت مین یون
وارد ہوا کہ بسبب ننگ و عار و ملامت قریش کے نہین کہتا کہ وہ لوگ طعنہ زن ہونگے ورنہ آپکی تخفیف
اس کہنے سے روشن کر دیتا احمد زینی لکھتے ہین کہ اس مین تو کلام ہی نہین ہی کہ اُنکا عذر اقرار شہادتین نہ کرنے
مین ایمان کو اُنکے کوئی ضرر پہونچاتا ہی نہین اور یہ جو زینی نے رقم فرمایا مؤید اُسکے وہ روایات صحیحہ ہین
جو ہم بحث کفر و ایمان مین بیان کر آئے ہین اور جلد اول مسلم مین عثمان بن عفان سے بھی منقول ہی قال قال
رسول اللہ من مات وھو یعلم انہ لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ یعنی فرمایا رسول خدا نے کہ جو مر جائے اور یہ
جانتا ہو یعنی مفہوم لا الہ الا اللہ کو تو داخل جنت ہوگا بعد اسکے زینی لکھتے ہین کہ کیا یہ ممکن نہین ہی کہ ابوجہل و عبداللہ
ابن امیہ کے سامنے حضرت ابوطالب نے محض اس لالچ سے انکار کیا ہو کہ حفاظت نبی مین خلل نہ آئے اور بعد
میرے مرجانے کے آنحضرت کو کوئی آزار نہ پہونچا سکے اُنھین خوب معلوم تھا کہ قریش کے دلون مین قدر و منزلت
بعد وفات بھی اُسی صورت مین رہ سکتی ہی جب وہ لوگ جانے کہ وہ ہمارے دین پر ثابت قدم رہا اسی جہت

منقطع ہونے کا باعث ممکن ہو کہ نبی کو آزار نہ پہونچے اگر ابوطالب کا قصد یہی تھا تو اُنکو معذور سمجھا جائے اور بیشک
یہ جواب اُنھین دیا تھا صرف اُنکی خاطر کے طور پر تھا کہ اُنھین نفرت نہ پیدا ہو اور خدشہ یہ بھی لگا ہوا تھا کہ بعد
میری وفات کے آنحضرت کو آزار نہ پہونچے انتہی اور مسلم نے جو زیادہ کیا ہو عند الموت تو یہ سب واقعہ عند الموت
ہوئے اور آخر ما کلمہم یہ جو روایات مین وارد ہوا ہو یعنی آخر بات اُن سے یعنی ابوجہل و اُسکے ساتھیون سے
کہی تھی وہ وہی تھی یعنی علی ملت عبد المطلب مگر آخر ما تکلم یہ نہین ہو کہ آخر کلمہ جو اُنکی زبان سے نکلا وہ وہی
تھا بلکہ آخر کلمہ جو نکلا وہ لا الہ الا اللہ تھا جو قول عباس سے ثابت ہو اس بحث کو انشاء اللہ بالتفصیل ہم آگے
بھی بیان کرینگے جن مقامون پر آپ نے تعارض کیا ہو فقط سایتا حضرت ابوطالب نزد آنحضرت کی
صغر سنی سے پرورش اور تربیت مین مصروف رہے جیسا کہ آپ بھی معترف ہین اور آپ کا اعتراف کیا بلکہ تمام
کتب تواریخ و سیر و احادیث بلکہ تمام امت کا اجماع ہو کہ ابوطالب نے آنحضرت کی پرورش و تربیت اور
حمایت و نصرت مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا اپنے فرزندون سے زیادہ حضرت کو دوست رکھتے تھے
اور تا حیات آنحضرت سے جدا نہین ہوے پس کون مانع تھا کہ جناب رسالتمآب نے ابتدا سے وقت
موت تک ابوطالب کو ہدایت ایمان کی نہ فرمائی حالانکہ حق تعالی نے وانذر عشیرتک الاقربین فرما دیا
چنانچہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو جناب رسالتمآب نے بنی ہاشم وغیرہ کو جمع کیا باختلاف روایات چالیس
یا پینتالیس شخص مرد وہان موجود تھے اور وہ خوب کھاتے تھے اور طعام قلیل تھا بقول علی بن ابی طالب علیہ السلام
جو معارج النبوۃ رکن سوم باب اول فصل چہارم مین موجود ہو فرمایا علی بن ابی طالب نے کہ قسم ہو خدا کی
کہ جان علی کی اُسکے قبضہ قدرت مین ہو اسقدر وہ مقدار طعام کی تھی کہ ایک شخص اُسکو کھا لیتا اور اُسی قدر
دودھ بھی تھا آنحضرت نے ایک پارچہ گوشت اُس مین سے اُٹھا کر کچھ تھوڑا سا تناول فرمایا اور اُس مین رکھدیا
اور فرمایا کلوا و اشربوا بسم اللہ تعالی پس وہ تمام مہمانون نے اُس طعام کو کھایا اور سب سیر ہوگئے بعد الفراغ
طعام آنحضرت نے چاہا کہ کچھ فرماوین کہ ابولہب نے کلام مین مبادرت کی اور کہا کہ یہ سحر محمدی ہو الغرض سب کو
اُس لعین نے متفرق کر دیا آنحضرت بہت آزردہ ہوے پھر دوسرے روز اُسی طرح سب کو جمع کیا اور اُسی
مقدار قلیل مین سب کو کھلا دیا کہ وہ سب سیر ہوگئے پھر آنحضرت نے آیہ وانذر عشیرتک الاقربین کی تلاوت
فرمائی اور کلمات ہدایت فرما کر فرمایا انا ادعوکم الی کلمتین فقام علی بن ابی طالب و قال انا یا رسول اللہ
اور بروایت جعفر ابن عبد اللہ قبل از امیر المومنین علی حضرت ابوطالب نے جواب مین مبادرت کی اور کہا کہ اے محمدؐ
مجکو کوئی امر زیادہ تیری اعانت سے محبوب نہین ہو اور نیز اس صحبت مین واسطے قبول کے آئے ہین اور یہ سب
ابنائے پدری تیرے ہین اور مین ایک اُنھین کا ہون اگر چہ تیرے قول کو قبول اور تیرے احکام رسالت کو تسلیم
کرین تو مین سب پر سبقت کرتا ہون اور اگر انکار کرین تو مین دین عبد المطلب پر ہون اور تو جس امر پر مبعوث
اور مامور ہوا ہو قیام کر اور افشائے ملت اور ابلاغ رسالت کو روز بروز ترقی دے واللہ جب تک مین زندہ

فصل چہارم باب اول رکن سوم معارج النبوۃ صفحہ ۲۲۶

رہونگا تیری محافظت کرونگا اور تیری حمایت مین اپنی جان نثار کرونگا اس طولانی تقریر کا ماحصل یہ ہی کہ
جناب رسالت مآب کو قول جناب ابوطالب سے ثابت ہو چکا تھا کہ اُنھون نے فرمایا کہ مین ایمان یا عانات
لانے کو موجود ہون اور سب پر سبقت کرتا ہون بشرطیکہ یہ سب قبول کرین ورنہ مین دین عبد المطلب پر
ہون اب آپ یہان پر فرما دیجئے کہ ابوطالب کا انکار کرنا یہان بھی ثابت ہوتا ہی مگر یہ کہنا آپکا مطابق فہم
اُنھین لوگون کے ہوگا جو ابوطالب کے ساتھ اس مجمع مین شریک تھے اور تا دم مرگ بعض ان مین کے بحالت کفر
مین فی النار ہوگئے ورنہ جناب ابوطالب کا فرمانا کہ اس صحبت مین واسطے قبول کے آئے ہین اگرچہ یہ نسبت
سب کے ہی مگر قائل اس قول کا کون ہی جناب ابوطالب ہین اور یہ بھی ثابت ہی کہ اُن مین سے کوئی اس نیت
سے نہ آیا تھا بلکہ جس نیت سے جناب ابوطالب تشریف لائے تھے اُسکا اُنھون نے اظہار فرمایا کہ شاید
اُن مین سے کوئی میرے قول کی تصدیق کرے اور کہے کہ ہم بھی اسی نیت سے آئے ہین پھر فرمایا اگر تیرے
قول کو قبول کرین اور تیرے احکام رسالت کو تسلیم کرین تو مین سب پر سبقت کرتا ہون ورنہ مین دین عبد
المطلب پر ہون یا حضرت توجہ فرمائیے کہ ابوطالب نے آنحضرت کی رسالت کا بھی اعلان کر دیا کہ یہ رسول
ہین اور خود اقرار کرنا بھی ثابت ہو گیا اور یہ قول جناب ابوطالب کا کہ اگر یہ سب قبول کرین تو مین سب پر
سبقت کرتا ہون ظاہرا اس مین بھی شرط سب کے قبول کرنے کی ہی مگر سبقت کا وجود معدوم ہوا جاتا ہی کہ
جب سب نے قبول کر لیا تو پھر سبقت کیسی بلکہ مراد ابوطالب کی یہ تھی کہ اُن مین سے کوئی بھی قبول کریگا
اگرچہ اس وقت قبول نہ کرین تو میرا سابق الاسلام ہونا سب پر صادق آجائیگا پس جناب ابوطالب نے
اپنی نیت اُس صحبت مین آنے کی اور اقرار رسالت اور سب پر سابق الاسلام ہونا ثابت کر دیا اور اگر بفرض
محال قبول کر لیا جائے کہ ابوطالب نہ قبول کرنے کے قصد سے آئے تھے تو آپ نے اقرار رسالت کیا نہ
اعلان رسالت کیا نہ سبقت کی مگر رجحان طبع تو آپ کا آنحضرت پر ثابت ہو گیا پھر اُس وقت سے تا عند
الموت کہ ایک مدت دراز گذر گئی ابوطالب کے تاخیر فرمانے کا کیا سبب کیا کوئی وقت ایسا نہ ملا آنحضرت کو کہ فرماتے
کہ قل یا عم لا الہ الا اللہ بلکہ ابوطالب موحدین اور اوصیاء انبیاء یا النفسہ نبی تھے اور جناب رسالت مآب کی
رسالت کو قبول فرما چکے تھے اور سابق الاسلامی اپنی مجمع عام مین ظاہر فرما چکے تھے ابوطالب مربی اور رازدار آنحضرت
کے تھے اور آنحضرت بھی کمال ایمان ابوطالب سے واقف تھے اور کیا یہ ممکن نہین ہی کہ جن وجہون سے ابوطالب
نے اخفا فرمایا تھا اُنھین سببون سے پیغمبر برحق کو بھی مخفی رکھنا ایمان ابوطالب کا منظور ہو کہ ایمان حضرت عباس
کو بھی آنحضرت نے تا بہ جنگ بدر اسقدر مخفی رہنے دیا کہ اصحاب مین سے بھی کوئی واقف نہ ہوا تھا یہان بھی
ایسا ہی تصور کرنا چاہیے کہ آنحضرت بخوبی واقف تھے کہ اگر ابوجہل وغیرہ کفار قریش پر ثابت ہو گیا کہ ابوطالب
نے ایمان کو قبول کر لیا ہی اور مسلم ہو کر ترک ملت کفر کر کے وفات فرمائی تو اُن سب کے نزدیک قدر و منزلت
ابوطالب کے کلام کی باقی نہ رہیگی اور پاس ولحاظ وصایاے ابوطالب کا باقی نہ رہیگا اور سب کفار یکایک

مجھپر نزعہ کرینگے اور مصائب عظیم کا سامنا ہوگا اس سبب سے مجمع کفار مین عند الموت فرمایا قل یا عم لا الہ الا اللہ کہ ابوطالب تو راز دان مصطفوی تھے سمجھ گئے کہ میرے ایمان اور اسلام سے تو جناب ختمی مآب واقف ہین اسوقت جو ایسا سوال فرمایا ہے مصلحت ہو تو فوراً ابوطالب نے جواب مین فرمایا یا بن اخی قد علمت انک صادق ولکنی اکرہ ان یقال جزع عند الموت ولولا ان یکون علیک وعلی بنی ابیک ذلۃ عضاضۃ ومسبۃ بعدی لقلتہا ولا قررت بہا عینک عند الفراق لما اری من شدۃ وجدک ونصحک ولکنی سوف اموت علی ملۃ الاشیاخ عبد المطلب وہاشم وعبد مناف ۔ الا انکہ عند الموت تو ابوطالب اپنے مراتب کا مشاہدہ فرماتے ہوگئے اور یہی سبب ہے کہ اخر ما تکلم بہ لا الہ الا اللہ ہوا جسکو حضرت عباس نے ظاہر فرمایا اگرچہ اسکو بھی آنحضرت نے لم اسمع فرماکر سکوت کیا ورنہ عند الموت دعوت اسلام وایمان فرمانا آنحضرت کا اور انکار کرنا ابوطالب کا دونون امر محالات سے ہین تکملۃ الایمان شیخ عبد الحق دہلوی کو ملاحظہ تو فرمایئے کہ کیا رقم فرماتے ہین عبارت تکملہ کی یہ ہے وفہا یہ ہو ایمان الباس غیر مقبول باس در لغت بمعنی شدت وعذاب آید ومراد درینجا سکرات موت ومعائنۂ احوال آخرت است کہ در وقت حضور موت حاصل گردد و در اخبار آمدہ است کہ ہر یکی در وقت موت جای خود را می بیند مومن در بہشت وکافر در دوزخ پس چون کافر درین حالت ایمان آرد ایمان وی معتبر نباشد چہ ایمان باید کہ بغیبت و باختیار وقصد امتثالی امر مولی وبجا آوردن حکم صاحب واطاعت فرمان وی تعالی باشد وایمان درین حالت ایمان بغیبت و باختیار نبود اضطراری بود چنانچہ روز قیامت تمامی کافران فریاد برآرند کہ ربنا ابصرنا وسمعنا فارجعنا نعمل صالحا انا موقنون خداوندا دیدۂ ما بینا شد وگوش ما شنوا گشت وبیقین دانستیم کہ آنچہ پیغمبران تو خبر دادہ بودند وکتابہای تو بدان ناطق بود حق است ما را بدنیا باز فرست تا عمل صالح کنیم ومستحق ثواب شویم این ایمان واقرار واعتراف بحق دران وقت فائدہ ندارد وتمام اہل حق از اول تا آخر اتفاق دارند کہ ایمان باس مقبول نیست ودر حدیث آمدہ است ان اللہ یقبل توبۃ العبد مالم یغرغر غرغرۃ کنایہ از حالت موت وشدت سکرات ورسیدن روح در حلقوم است ودر قرآن مجید می فرماید فلم یک ینفعہم ایمانہم لما رأوا باسنا یعنی ایمان در ہنگام دیدن باس وعذاب الٰہی نفع نکند وجای دیگر می فرماید ولیست التوبۃ للذین یعملون السیئات حتی اذا حضر احدہم الموت قال انی تبت الآن ولا الذین یموتون وہم کفار نیست توبہ مر اوشان را کہ می کنند بدیہا تا آنکہ چون درآید یکی از ایشان را موت بگوید بدرستی کہ من توبہ میکنم اکنون ونیست اوشان را توبہ کہ بمیرند واوشان کافران اند الحاصل شاید کہ استدلال باین آیہ صحیح تر وصریح تر باشد چہ احتمال دارد کہ مراد برویت باس در آیت سابقہ مشاہدۂ علامات قیامت وطلوع شمس از مغرب باشد چنانچہ بعض مفسرین این آیۂ کریمہ را بدین تفسیر کردہ اند واین آیۂ اخیر کہ ما برخواندیم صریح ندامی کند بعدم قبول توبہ وایمان در وقت حضور موت کما لا یخفی وبدانچہ از دلیل ونصوص ذکر کردیم ظاہر شد کہ توبۂ معاصی نیز در حالت باس وغرغرہ مقبول نباشد چنانچہ ایمان ومذہب اکثر

تکملۃ الایمان صفحہ ۱۲۵

از اشاعرہ وماتریدیہ وعلما وفقہا نیز ہمی رست ونزد بسیاری از علما توبہ یاس مقبول است ولیکن ایمان یاس بالاتفاق واجماع مقبول نیست جب بالاتفاق ثابت ہوا کہ ایمان وقت موت کا مقبول نہین ہی تو کس طرح ممکن ہی کہ ایسے وقت مین جسکو محدثین آخر ما کلمھم اور آخر یا تکلم سے خطاب کرین اسکو اُس وقت مین جناب رسالت مآبؐ فرماتے کہ تم ایمان لاؤ اور ایسے وقت کا ایمان لانا کیا نفع دیتا کہ قصد امتثالی امر مولی واطاعت فرمان وی تعالی دونون معدوم تھے پس اب جو فرمانا جناب رسالت مآبؐ کا مجمع کفار مین عند الموت جناب ابوطالب کو تھا تو کسی مصلحت سے اور انکار حضرت ابوطالب بھی مصلحت تھا ورنہ کیا ممکن ہی کہ ابوطالب کافر ہوتے اور اپنی جگہ دوزخ مین دیکھتے اور پھر انکار کرتے اور جگہ بھی وہ جگہ کہ عموماً کفار ربنا ابصرنا وسمعنا فارجعنا نعمل کہینگے ابوطالب اُس مقام کو مشاہدہ کرین اور انکار کرین ایمان سے پس بالضرور ثابت ہوتا ہی کہ انکار جناب ابوطالب کا بہ مصلحت تھا اور سوال جناب رسالت مآبؐ بھی بمصلحت لیجیے حدیث صحیح کی صحت بھی باقی رہتی ہی اور اسلام وایمان جناب ابوطالب بھی ثابت کہ مابین حبیب ومحبوب کلمات راز واقع ہوے اور جب طرفین سے محبوبیت ثابت ہوئی تو طرفین حبیب خدا قرار پائے اسواسطے کہ جناب رسالت مآب حبیب خدا تھے اور ابوطالب حبیب رسول تو بالضرور ابوطالب بھی حبیب خدا ہوے اُنکے مومن ہونے مین کسی طرح کا شک وشبہہ باقی نہین رہتا وما علینا الا البلاغ آیۂ ثانیہ قال جل جلالہ ما کان للنبی والذین امنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربی من بعد ما تبین لھم انھم اصحاب الجحیم رو نہین نبی اور ایمان والون کو کہ استغفار کرین مشرکون کے لیے اگرچہ وہ قرابت والے ہون بعد اسکے کہ اُن پر ظاہر ہو چکا کہ وہ بھڑکتی آگ مین جانے والے ہین یہ آیۂ کریمہ بھی ابوطالب کے حق مین نازل ہوئی تفسیر امام نسفی مین ہی ھو علیہ الصلوۃ والسلام ان یستغفر لابی طالب فنزل ما کان للنبی جلالین مین بھی نزل فی استغفارہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم لعمہ ابی طالب امام عینی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری مین فرماتے ہین قال الواحدی سمعت اباعثمان الحیری سمعت ابالحسن بن مقسم سمعت ابا اسحق الزجاج یقول فی ھذہ الایۃ اجمع المفسرون انھا نزلت فی ابی طالب یعنی واحدی نے اپنی تفسیر مین بسند خود ابو اسحق زجاج سے روایت کی کہ مفسرین کا اجماع ہی کہ یہ آیۃ ابوطالب کے حق مین اُتری **اقول** آیۂ ثانیہ جو آپ نے رقم فرمائی ما کان للنبی والذین امنوا الخ نہین روا ہی پیغمبر اور مومنین کو یعنی یہ کام پیغمبر اور مومنین کا نہین ہی کہ طلب مغفرت کرین واسطے مشرکین کے اگرچہ وہ رشتہ دار ہون جب اُن مومنین پر ظاہر ہو چکا کہ وہ اصحاب دوزخ ہین بعد اسکے آپ نے اجماع مفسرین کا ذکر فرمایا اول تو اجماع مفسرین حجت نہین ہو سکتا کہ علامہ محمد کہ ملقب بحنفی ہین شرح رسالہ سید شریف مین جو علم اصول حدیث مین ہی رقم فرماتے ہین وقد اخطأ المفسرون ای وقعوا فی خطاء کالواحدی المفسر وغیرہ بین المفسرین فی ایداعھا ای فی ایراد الاحادیث الموضوعۃ ودرجھا فی تفاسیرھم الا من عصمہ اللہ تعالی کصاحب المدارک مثلا اور یہ تحقیق

کہ خطا کی ہی مفسرون نے یعنی اُن سے خطا واقع ہوئی مثل واحدی وغیرہ کے کہ وارد کیا اور درج کیا اپنی اپنی تفسیرون مین احادیث موضوعہ کو مگر وہ شخص کہ بچایا اُسکو اللہ تعالیٰ نے مانند صاحب مدارک کے مثلا جب مفسرین کی تفسیرین مملو ہو رہی ہیں احادیث موضوعہ اور ضعیفہ اور آحاد سے تو اُنکا اجماع اگر ثابت بھی ہو جائے تو حجت نہیں ہے اور اجماع اہل بیت کو آپ قبول نہ کرین گے کہ حضرت ابوطالب اور تمام آبائے نبوی کا ایمان قبول کرنا پڑیگا قول ابن اثیر از جامع الاصول و غیرہا سے کاشفی از دلائل النبوت آوردہ کہ کردہ نسبت از اہل بیت کہ ایشان اتفاق دارند برآنکہ ابوطالب بایمان رفتہ معارج رکن دوم باب سوم فصل دوم صفحہ ۶۹ ابن اثیر نے اپنی کتاب جامع الاصول مین کہا ہے لم یسلم من اعمام النبی الا حمزۃ وعباس واھل البیت یزعمون ان اباطالب مات مسلما یعنی نہین اسلام لائے اعمام نبی سے مگر حمزہ و عباس اور اہل بیت گمان کرتے ہین کہ تحقیق ابوطالب نے انتقال کیا در حالیکہ مسلم تھے دیکھیے اجماع اہل بیت کو اسلام ابوطالب پر ابن اثیر نے بیان کر دیا اور اجماع اہل بیت حجت ہو سکتا ہے بلکہ حجت ہے کہ وہ احد الثقلین ہین جناب رسالتمآب نے اُن سے تمسک کا حکم فرمایا ہے چنانچہ ترمذی وغیرہ مین ابوذر اور ابوسعید خدری اور زید بن ارقم اور حذیفہ بن یمان اور جابر انصاری سے روایت کی ہے کان رسول اللہ فی حجتہ یوم عرفۃ وھو علی ناقتہ القصوی یخطب ویقول یا ایھا الناس انی ترکت فیکم ما ان تمسکتم او قال اخذتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ وعترتی اھل بیتی خلاصہ یہ ہے کہ رسول خدا نے حج مین روز عرفہ کہ ناقہ قصوی پر سوار تھے خطبہ فرمایا اور فرمایا کہ ای گروہ مردم چھوڑتا ہون مین تم مین وہ چیز کہ اگر تمسک کروگے تم یا عمل کروگے تم ساتھ اُسکے تو پھر ہرگز گمراہ نہ ہوگے ایک کتاب خدا ہے دوسری عترت میری ہے اور صحیح مسلم مین بہت سی سندون کے ساتھ مروی ہے کہ پیغمبر خدا نے روز غدیر خطبہ فرمایا انی تارک فیکم الثقلین اولہما کتاب اللہ فیہ الہدی والنور فخذوا بکتاب اللہ واستمسکوا بہ واھل بیتی اذکرکم اللہ یعنی تم مین دو چیزین گرانبہا چھوڑتا ہون مین ایک قرآن مجید کہ اُس مین نور اور ہدایت ہے اُسپر عمل کرو تم دوسرے اہل بیت میرے ہین تم کو خدا کی یاد دلاتا ہون مین تین مرتبہ تاکیدا اس کلمہ کو فرمایا مشکوۃ مین احمد بن حنبل سے روایت ہے ان مثل اھل بیتی مثل سفینۃ نوح من رکبہا نجی ومن تخلف ھلک وفی المشکوۃ عن ابی ذر انہ قال وھو اخذ بباب الکعبۃ سمعت النبی یقول الا ان مثل اھل بیتی مثل سفینۃ نوح الخ ہے یعنی بہ تحقیق کہ مثال میرے اہل بیت کی اس امت مین مثال سفینہ نوح کی ہے پس جو شخص کہ سفینۂ آل محمدؐ پر سوار ہوا نجات پائی اُسنے اور جسنے تخلف کیا دریا ضلالت اور طوفان اختلاف مین غرق و ہلاک ہوا ترمذی مین روایت ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم انی تارک فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا بعدی احدھما اعظم من الاخر کتاب اللہ حبل ممدود من السماء الی الارض وعترتی اھل بیتی ولن یفترقا حتی یردا علی الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیہما فرمایا جناب رسول خدا نے مین تم مین چھوڑتا ہون وہ چیز کہ اگر متمسک ہوگے تم ساتھ اُسکے پھر ہرگز

گمراہ نہ ہوگے تم ایک اُن دونون مین سے بڑی دوسری سے کتاب اللہ ہی جو ایک رسی ہی لٹکی ہوئی آسمان سے زمین تک دوسرے اہل بیت میرے ہین اور ہرگز یہ دونو جدا نہ ہونگے یہانتک کہ حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہون پس تامل کرو تم کیا سلوک کرتے ہو ساتھ انکے بعد میرے [illegible] سے ثابت ہوا ہی کہ اجماع اہل بیت حجت ہی پس جب اجماع اہل بیت ثابت ہوا ایمان جناب ابوطالب پر تو وہ اجماع حجت ہوسکتا ہی اور یہ امر تو ظاہر ہی کہ امور بیت کو اہل بیت ہی خوب جانتے ہین اور آپس مین ایک دوسرے کے حال سے جیسا وہ واقف ہوسکتے ہین اور کوئی غیر ہرگز واقف نہین ہوسکتا اور جب تواتر احادیث [illegible] ثابت ہی تو واجب التمسک اہل بیت قرار پائے ہین انکا اجماع حجت ہی آپ چاہین قبول فرمائین چاہین نہ قبول فرمائین جب بقول جناب رسالت مآب قرآن اور اہل بیت آپس مین ایک دوسرے سے اعظم ہین تو انکا اجماع بہ نسبت اجماع مفسرین کے بھی اعظم ہی بلکہ واجب التمسک ہی ثانیاً اگر ہم بفرض محال تسلیم بھی کرلین کہ اجماع مفسرین ہی صحیح ہی تو کلام مفسرین مین تعارض اور تضاد واقع ہوا ہی چنانچہ کچھ ہم اوپر بحث آیہ انک لاتہدی من احببت مین عرض کرآئے ہین پھر بھی گذارش کرتے ہین کہ یہی مفسرین تفسیر آیہ ان الذین کفروا سواء علیہم مین اقسام کفر فرماکتے ہین کہ جناب ابوطالب کا کفر کفر عناد تھا اور اسکی تعریف مین تصدیق قلبی اور اقرار لسانی کا اقرار [illegible] سے کفر ثابت کرتے ہین پھر وہی مفسرین اجماع فرماتے ہین کہ انک لاتہدی من احببت الخ شان ابوطالب مین نازل ہوئی اور حدیث صحیح سے حجت لیتے ہین کہ جناب ابوطالب نے لا الہ الا اللہ کہنے سے صاف انکار کیا اسی کا نام اقرار لسانی ہی پیچھے پہلے اقرار لسانی کا اقرار تھا اب انکار اسکو ہم اوپر بحث آیہ مذکورہ مین بیان کرچکے ہین اب پھر یہی مفسرین اجماع فرماتے ہین کہ آیہ ماکان للنبی بھی جناب ابوطالب کے حق مین نازل ہوئی سبحان اللہ کیا اجماع ہی مفسرین کا اور کیا سمجھ ہی آپ کی دیکھیے تو کہ یہان تصدیق قلبی اور اقرار لسانی دونون بالائے طاق اور شرک کا وجود دست بستہ موجود کبھی تو یہی مفسرین کفر عناد کے قائل ہوتے ہین کبھی انکار لسانی پر اجماع فرماتے ہین کبھی شرک پر اجماع فرماتے ہین آخر بیچارہ ایک جناب ابوطالب اور دیگر تمام اقسام کفر اور شرک کہ آپس مین مغائرت تامہ رکھتے ہین کس طرح ثابت ہوسکتے ہین اور جب اجماع مفسرین ثابت ہے تو اس اجماع کو ہم بھی تسلیم کیے لیتے ہین مگر یہ اجماع واقع ہوا ہر اجتماع ضدین اور تعارض ہی کہ یہ محال بالضرورۃ ہی اب ہم اس آیہ کے نزول کو مطابق اجماع مفسرین کے جناب ابوطالب ہی کے باب مین قرار دیتے ہین مگر ان مفسرین نے سبب نزول مین اس آیہ کے جو حدیث رقم فرمائی وہی حدیث سبب نزول آیہ انک لاتہدی مین وارد کی ہی کہ جس حدیث سے انکار کیا بلکہ اقرار پایا جاتا ہی شرک کا ذکر ہی کیا ہی جیسا کہ آئندہ ہم بیان کرینگے پہلے آپ شرک ابوطالب ثابت فرمائیے پھر اجماع مفسرین سے دلیل لائیے یہ آیۃ توصریح مشرکین کے حق مین نازل ہوئی ہی اور جناب ابوطالب کے بارہ مین کسی صحیح طریقہ سے یہ بات نقل

نہین کی گئی کہ اُنھون نے کسی بت کو اپنا خدا مانا ہو یا پتھر کی پرستش کی ہو یا پیغمبر خدا کو عبادت خدا سے منع کیا ہو یا یہ کہا ہو کہ اے محمدؐ تم ہمارے خداؤن کو برا نہ کہو بلکہ جب کفار قریش نے آکر ظاہر کیا کہ اے ابو طالب ہم نے آپ سے مکرر التجا کی کہ آپ پیشوا اور سردار ہمارے ہین مگر آپ نے توجہ نہ فرمائی اب ہم مین طاقت باقی نہین کہ آپ کا بھتیجا محمدؐ سبّ و شتم ہمارے خداؤن کی کرتا ہے ہمارے بزرگون کی مذمت کرتا ہے ہم کو کافر کہتا ہے ہم سب نے اتفاق کیا ہے کہ ہم اُسکو ایذا دین اور سب کا یہ قول ہے کہ یا وہ مکہ مین رہے یا ہم جناب ابو طالبؑ نے پہلے تو سمجھایا اور سختی سے گفتگو کی وہ لوگ اُٹھ کر چلے گئے اُسوقت جناب ابو طالبؑ نے رسالت مآبؐ کو طلب کیا اور کہا کہ تمام قوم یکدل ہو گئی اور سب نے دشمنی پر عہد کیا ہے اب وہ اس امر پر راضی ہین کہ تم اُنکے خداؤن کو بد نہ کہو اور نسبت کفر و ضلالت کی اُنکو نہ دو جناب رسالت مآبؐ کو گمان ہوا کہ ابو طالب میری حمایت و حراست سے تنگ ہو گئے فرمایا اے عم اگر ایک ہاتھ مین آفتاب اور ایک مین ماہتاب دین اور کہین کہ اس کام کو ترک کرو تو بھی مین ترک نہ کرونگا اُس وقت تک کہ دین اسلام ظاہر کرون یا اجل میری آجائے یہ فرما کر اُٹھ کھڑے ہوئے اور آب دیدہ ہو کر چلے جناب ابو طالب نہایت پشیمان ہوئے اور آنحضرت کو بلایا اور بہت تسکین دی اور فرمایا کہ جس طرح تم چاہو اظہار حق کرو جب تک مین زندہ ہون تمھاری حمایت اور امداد سے دست بردار نہ ہونگا اور یہ اشعار فرمائے شعر واللہ لن یصلوا الیک بجمعھم + حتی اوسد فی التراب دفینا + فاصدع بامرک ماعلیک غضاضۃ + وابشر وقرّ بذاک منک عیونا خلاصہ یہ ہے کہ جناب رسول خدا سے ابو طالب نے انکار قریش وغیرہ کا مقولہ بیان کیا کہ اُنکے خداؤن کو بد نہ کہو یہ بھی نہین کہا کہ ہمارے خداؤن کو بد نہ کہو اور جب دیکھا کہ آثار آزردگی چہرۂ مبارک آنحضرتؐ پر ظاہر ہوئے تو فرمایا کہ اے جان عم تم آزردہ نہ ہو جس طرح چاہو اظہار حق کرو جب تک مین زندہ ہون تم کو کوئی گزند نہین پہونچا سکتا پھر کسی طرح ثابت ہو سکتا ہے کہ جناب ابو طالب مشرک تھے جب تک آپ شرک جناب ابو طالبؑ کا ثابت نہ فرمائینگے نزول آیہ ماکان للنبی جناب ابو طالب کے حق مین ثابت ہونا محال ہے ثانیا برزنجی فرماتے ہین انی تتبعت اسباب نزولھا فوجدتھا منقسمۃ الی ثلثۃ اوجہ یعنی برزنجی فرماتے ہین کہ مین نے بہت تتبع کیا سبب نزول مین اس آیت کے اور جتنی حدیثین اس آیت کے نزول مین وارد ہوئی ہین سب دیکھین اُنھین تین قسم پر منقسم پایا وجہ اول یہ آیت حضرت ابو طالب کے بارے مین نازل ہوئی وجہ دوم والدۂ جناب رسالت مآبؐ کے لیے اُتری وجہ سوم یہ نسبت آباے مردم کے اُتری کہ وہ حالت کفر مین مر گئے تھے اُنکی اولاد مسلمین اُنکے لیے استغفار کرتی تھی اما وجہ الثانی ضعیف جداً وجہ ثانی نہایت ضعیف ہے کہ قبل بعثت نبوی اُنکا انتقال ہوا اور نہ وہ مشرک تھین بلکہ ملت ابراہیم پر تھین وجہ اول کہ شان ابو طالب مین نازل ہوئی اسکے راویون نے اسے پورا پورا نہین بیان کیا اور درمیان رُواۃ حذف و اختصار واقع ہوا ہے وجہ ثالث پس یہی صحیح ہے اور استدلال اسپر چند وجہ سے ہے اول تمام استدلال بہ علی صحتہ ھوان لا یۃ

له مدارج النبوة مطبوعہ ... جلد دوم باب اول الفصل ... صفحہ ۴۴ سطر ۱۸

عله ... ابو طالب ... صفحہ ۱۵ سطر ...

نزلت بالمدينة والسورة مدنية بعد تبوك وموت ابي طالب كان بمكة قبل نزول الاية بنحو اثني عشر سنة دليل ول اُس چیز پر ہے کہ استدلال کیا جاتا ہے صحت وجہ ثالث پر یہ ہے کہ مدینہ مین بعد جنگ تبوک یہ آیت نازل ہوئی اور وفات ابوطالب بارہ برس قبل واقع ہوئی دلیل ثانی لم ینقل عن ابی طالب بطریق صحیح انہ اتخذ صنما الہا او سجد او نہی النبی عن عبادۃ ربہ فطغا یتہ انہ ترک النطق بالکلمۃ المخصوصۃ وترک بعض الواجبات ومع ذلک قلبہ مشحون بتصدیق النبی وہذا من اقوالہ وافعالہ بالنبی ظاہر ومثل ہذا ناج فی الاخرۃ علی مقتضی دیننا فلا یلیق بالحکمۃ ولا بمحاسن الشریعۃ ولا بقواعد الائمۃ من اہل الکلام ان یکون ہو وآزر عم ابراہیم فی قرن واحد حاشاہم من کرم اللہ تعالی ومن ہنا قال حسان امن یہجو رسول اللہ منکم ویمدحہ وینصرہ سواء یعنی حضرت ابوطالب کے باب مین کسی صحیح طریقہ سے یہ بات نقل نہین کی گئی کہ آنحضرت نے شرک کیا ہو یا کسی بت کو خدا کہا ہو یا پتھر کی پرستش کی ہو یا اپنی مدۃ العمر مین پیغمبر خدا کو عبادت خدا سے منع کیا ہو غایۃ ما فی الباب اُنسے بڑی بڑی جو بات سرزد ہوئی وہ یہی ہے کہ بلفظ کلمہ طیبہ نہین کہا یا بعض واجبات فرعیہ ترک کیے ہون اور باوجود اسکے دل اُنکا توحید خالق اور تصدیق نبی عربی اور اس قسم کی باتون سے بھرا تھا پس وہ بمقتضاے دین ما بالضرور آخرت مین نجات پائینگے اور یہ بات لائق نہین ہے بحکمت الٰہی اور نہ بمحاسن شرعی نہ بقواعد ائمہ کلامی کہ ابوطالب اور آزر عم ابراہیم ایک ساتھ ہون یعنی معاذ اللہ حضرت ابوطالب اور آزر کو ایک درجہ مین سمجھا جائے اسی سبب سے حسان فرماتے ہین کیا وہ شخص جو تم مین سے ہجو کرے رسول کی اور وہ شخص جو حضرت کی مدح ونصرت کرے برابر ہو سکتا ہے مراد ہجو کرنے والے سے ابو سفیان اور اسکے امثال ہین اور مراد نصرت کرنے والے سے حضرت ابوطالب ہین القصہ حضرت ابوطالب نے بچپن مین رسول خدا کو پرورش کیا تربیت کے صغر سن سے کبر سن تک اپنے پاس اپنی حراست وحفاظت مین رکھا ابتدا سے انتہا تک یاری اور مددگاری وعزت وتوقیر آنحضرت کی کی اور دفع اعدا مین جد وجہد کی اور مدح وثنا مین قصائد بے بہا انشا کیے اور اتباع آنحضرت کی تحریص وترغیب اپنون اور بیگانون کو کیا کیے اپنی اولاد کو حکم اتباع آنحضرت دیا اور جو اتباع آنحضرت کرتا تھا اُس سے بھی نہایت خوش ہوتے تھے پس صاحب مدح وثنا اور صاحب ہجو برابر نہین ہو سکتے ابن جریر نے بطریق سفیان عمرو ابن دینار سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ ابراہیم نے اپنے چچا کے لیے استغفار کیا درحالیکہ وہ مشرک تھا مین بھی اپنے چچا ابوطالب کے لیے استغفار کیے جاؤنگا تا آنکہ خداے عالم مجھے منع کر دے اصحاب رسول نے کہا کہ جس طرح پیغمبر اپنے چچا کے لیے مغفرت طلب کرتے ہین ہم بھی اپنے آباؤ اجداد کے واسطے مغفرت طلب کرین پس یہ آیت نازل ہوئی اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ معنی اسکے یہ ہین کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ ابراہیمؑ نے اپنے چچا مشرک کے لیے استغفار کیا تو مین اپنے چچا ابوطالب کے لیے کیون استغفار نہ کرون کہ وہ تو مشرک نہین تھے اور نیز

خطا [illegible] سواے مشرکین [illegible] پس حق سبحانہ تعالیٰ نے جناب رسول مختار کو ممانعت بھیجی نہین
فرمائی اگر جناب رسول مختار کو [illegible] ما کان للنبی والذین آمنوا ان یستغفروا
للمشرکین ولو کانوا اولی [illegible] کہ کو مشرکون کے لیے استغفار کرین اور
[illegible] اپنے چچا کے لیے استغفار [illegible] آنحضرت صلعم اس سے بھی ہوتی ہی جو درمنثور مین
بطریق ابن جریر قتادہ سے وارد ہوا ہی [illegible] بعض نے رسول خدا سے اپنے والدین کے بارے مین
استغفار کرنے کے لیے پوچھا [illegible] جناب رسالتمآب نے فرمایا قسم خدا مین اپنے عم کے لیے استغفار کیے جاؤنگا
جس طرح ابراہیم نے اپنے عم کے لیے استغفار کیا تو یہ آیت نازل ہوئی ما کان للنبی پھر رسول خدا نے
فرمایا میرے پاس ایسے کلمات بذریعہ وحی ہوئے بھیجے ہین جو میرے کانون مین پڑکر کھپ گئے ہین کہ مجھے حکم
دیا گیا ہی جو مشرک مرے مین اوسکے لیے استغفار نہ کرون پس پہلے تو آنحضرت نے فرمایا کہ مین اپنے چچا
کے لیے استغفار کیے جاؤنگا اور صحابہ سے یہ نہ فرمایا کہ مجھے ابوطالب کے استغفار سے ممانعت ہوئی ہی بلکہ
یہ فرمایا کہ جو شخص مشرک مرا ہو اوسکے استغفار کی ممانعت ہوئی ہی اس مین ایک اشارہ خفی ہی کہ میرے چچا
ابوطالب مشرک نہ تھے اور ایسے اشارات جناب رسول خدا نے اکثر بضرورت فرمائے ہین کہ سائل کا جواب
بھی پورا پورا ہو جائے کہ وہ مطمئن اور خوش رہے چنانچہ ابن ماجہ نے ابن عمر سے روایت کی ہی کہ ایک
اعرابی آیا اور جناب رسالتمآب سے عرض کی کہ میرا باپ صلہ رحمی کرتا تھا اور صفات حسنہ رکھتا تھا اور
مشرک مرگیا یوم القیامۃ وہ کہان ہوگا حضرت نے فرمایا دوزخ مین اس اعرابی کو نہایت ناگوار ہوا
اوسنے غصہ مین آکر کہا کہ پھر آپ کے چچا کہان ہین تو حضرت نے جواب دیا کہ تو جس کافر مشرک کی قبر کے پاس
سے ہو کر نکلے اوسے بشارت دے آتش جہنم کی وہ اعرابی اسلام لایا اور اوسکا قول تھا کہ مین جس مشرک کی
قبر کے پاس سے ہو کر نکلتا ہون اوسے بشارت جہنم دیتا ہون پس جناب رسول برحق نے اس اعرابی کو جواب
بھی دیا اور جناب ابوطالب کو مشرک بھی نہ کہا ورنہ صاف صاف جواب تو یہ تھا کہ میرا چچا بھی دوزخ مین
ہوگا یا بہشت مین مگر بہ مصلحت آنحضرت نے دونون امرون سے اعراض کیا اور ایسا جواب دیا کہ جس مین
توریہ اور ایہام تھا اور کلام بھی سچا تھا حقیقت کو صاف صاف بیان بھی نہ کیا کہ اوسکے مرتد ہونے کا
خوف تھا اور جبلی اور فطرتی بات ہی کہ نفوس اپنے مخالفت سے نفرت کرتے ہین اور عرب کے تو خمیر مین ظلم
اور سختی پڑی ہوئی تھی اسی سبب سے ایسا جواب دیا کہ مطمئن ہو گیا یہ روایت اس قبیل کی دوسری روایتون
سے مقدم ہی جنکو راویون نے معنی اور مطلب کے لحاظ سے بدل ڈالا ہی مثل روایت مسلم کے کہ ایک شخص
نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میرا باپ کہان ہی فرمایا جہنم مین وہ منھ پھیر کر چلا حضرت نے اوسے بلایا اور کہا
کہ میرا عم اور تیرا باپ دونون جہنم مین ہین یہ روایت منکر ہی اور علما نے اس مین بہت کچھ کلام کیا ہی جسکا خلاصہ
زرقانی نے شرح المواہب مین لکھا ہی کہ یہ امر بہت درست ہی کہ راویون نے اس مین تصرف کیا ہی اور ان کی

سے اسنی المطالب مطبوعہ [illegible] صفحہ [illegible] سطر [illegible]

سے اسنی المطالب مطبوعہ [illegible] صفحہ [illegible] سطر [illegible]

سے اسنی المطالب مطبوعہ [illegible] صفحہ [illegible] سطر [illegible]

رائین مختلف ہوگئی ہین مگر صحیح وہی پہلی روایت ہی یعنی حیث ما مررت بقبر کافر فبشرہ بالنار راویون نے
یہ سمجھ لیا کہ عم رسول خدا بھی اس مین شامل ہین اور اسے بدل ڈالا اور اسن معنی کے مطابق جو اُنکے خیال مین
آیا رکھدیا اور کہدیا ان ابی وابالک فی النار اور ابی سے مراد عمی لے لی اور یہ جو آیا ہی کہ آزر عم ابراہیم
تھا اُنکا باپ نہ تھا نہایت صحیح قول ہی **ثالث** دلیل ثالث مین برزنجی فرماتے ہین ثم وانا بینان علیا رضی
عنہ من طرق صحیحۃ رواہا الائمۃ احمد والترمذی والطیالسی وابن ابی شیبۃ والنسائی و
ابو یعلی وابن جریر وابن منذر وابن ابی حاتم وابو الشیخ والحاکم وصححہ وابن مردویہ والبیہقی
وغیرہم ان السبب فی نزولہا استغفار ناس لابائہم المشرکین قال علی سمعت رجلا
یستغفر لابویہ وہما مشرکان الخ پس ان سب ائمہ مذکورین نے ساتھ تصحیح کے اس حدیث شریف کو
حضرت امیر المومنین علی سے روایت کی کہ سبب نزول اس آیت کا یہ ہوا کہ لوگ استغفار کرتے تھے اپنے
آبائے مشرکین کے لیے چنانچہ فرمایا علی نے کہ ایک شخص کو مین نے سنا کہ اپنے والدین مشرکین کے لیے استغفار
کرتا ہی مین نے پوچھا کہ تو استغفار کرتا ہی اپنے والدین مشرکین کے لیے اُسنے جواب دیا کہ کیا ابراہیم نے اپنے
آبائے مشرکین کے لیے استغفار نہین کی ہین نے یہ ذکر جناب رسول خدا سے کیا اُسوقت یہ آیت نازل ہوئی
یہی روایت صحیح اور صریح ہی کہ مراد ماکان للنبی سے یہان پر ابراہیم ہین اور والذین امنوا سے مومنین صحابہ
استغفار کرنے والے نہ حضرت خاتم الانبیا ہین وقد وجدنا لہا شاہدا بروایۃ صحیحۃ من حدیث ابن عباس
ایضا رواہا ابن جریر وابن ابی حاتم عن ابن عباس قال کانوا یستغفرون لابائہم حتی نزلت
ہذہ الآیۃ فلما نزلت امسکوا عن الاستغفار لامواتہم ولم ینہوا ان یستغفروا للاحیاء حتی یموتوا
ثم انزل اللہ وما کان استغفار ابراہیم لابیہ یعنی استغفر لہ ماکان حیا فلما مات ازر امسک
عن الاستغفار لہ ثم قال الاہذا شاہد صحیح اخر فحیث کانت ہذہ الروایۃ اصح کان العمل بہا ارجح
ای برزنجی وزعیم[۱۲]
فالارجح انہا نزلت خاصۃ فی استغفار ناس لابائہم المشرکین لافی ابی طالب انتہی یعنی تحقیق کہ پایا ہے
شاہد واسطے روایت مضمون بالا کے کہ بحدیث صحیح مروی ہی ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور ابن عباس سے کہ
ایک جماعت مردم استغفار کرتی تھی اپنے پدران مشرکین کے لیے اُسوقت یہ آیت نازل ہوئی پس جب یہ
آیت نازل ہوئی وہ لوگ باز رہے اور امساک کیا استغفار سے بہ نسبت آبائے اموات مشرکین کے اور
نہی وارد نہ ہوئی اقارب مشرکین زندہ کے لیے تا وقت موت پھر یہ آیت نازل ہوئی وماکان استغفار
ابراہیم لابیہ یعنی استغفار کرنا ابراہیم کا آزر مردہ کے لیے نہ تھا بلکہ زندگی آزر مین تھا اس امید پر کہ شرک و
کفر کو ترک کرے اور مستحق نجات ہو جائے جب آزر مرگیا ابراہیم نے زبان استغفار بند کر لی پس جس مقام پر
اصح الروایات ثابت ہو عمل اصح پر کرنا چاہیے کہ اصح الحج ہی صحیح سے اور اصح وارجح یہی روایت ہی کہ یہ
آیت دربارہ مستغفرین آبائے اموات مشرکین مردم مین نازل ہوئی ہی نہ دربارہ منع پیغمبر ما تنبیہ پس کلام زنجی

اور برزنجی سے ثابت ہو گیا کہ مراد ماکان للنبی سے حضرت ابراہیم خلیل ہین اسواسطے کہ سائل نے سوال
کیا تھا کہ آیا ابراہیم نے استغفار نہ کی تھی پس یہ آیت اُسکے جواب مین نازل ہوئی اگر معترض کہے کہ لفظ نبی
مبہم ہو اور اکثر شان رسالت مآب مین اطلاق ہوا ہو تو جواب اُسکا یہ ہو کہ لفظ نبی علی الظاہر مبہم تھا اسی لیے
اُسکی تفسیر دوسری آیت مین کہ ماکان استغفار ابراھیم لابیہ ہو گی اور یہی ثابت ہو گیا اُن دونون
آیتون سے کہ ابوطالب نہ کافر تھے نہ بحالت کفر مین انتقال کیا نہ جناب رسول خدا نے اُنکے لیے مغفرت
طلب کی اور جو روایتین کہ استغفار کرنے پر بہ نسبت ابوطالب کے دلالت کرتی ہین مثل روایت واقدی
کے رجعل النبی یستغفر لما یاما لایخرج من بیتہ تو اُسکا جواب قول برزنجی اور زینی سے اوپر مذکور
ہوا کہ شاید بعض واجبات فرعیہ ابوطالب سے ترک ہوے ہون اور اُسی کے واسطے آنحضرتؐ نے استغفار
بھی کیا ہو دوسرا جواب اور یہ بھی برزنجی اور زینی کے کلام سے اور اُن حدیثون سے نکلتا ہو جو
دلالت کرتے ہین کہ وقت وفات آنحضرت نے ابوطالب سے قل یاعم لا الہ الا اللہ فرمایا اور ابوطالب نے
بجہت حفاظت وصیانت نبوی قریب موت تک اظہار شہادتین بلفظہا روبرو ابوجہل وغیرہ کے نکیا لیکن آخر
وقت جو حدیث عباس سے ثابت ہو پس یہ ممکن ہو کہ استغفار آنحضرت کا واسطے تاخیر اظہار کلمۂ طیبہ بلفظہا کے
واقع ہوا ہو اگرچہ اظہار آخر وقت بھی کفارۂ سابق ہو سکتا ہو تیسرا جواب یہ ہو کہ یہ دونون جواب مذکور
بالا مطابق راے برزنجی اور زینی ہین کہ اُنکے کلام سے پائے جاتے ہین اور یہ جواب اُس وقت پر منحصر ہے کہ
استغفار کرنا جناب رسالت مآب کا بنظر تاخیر کلمۂ طیبہ یا ترک کرنے بعض واجبات فرعیہ کے واقع ہوا ہو
اور اسقدر بھی حضرت ابوطالب کو خاطی تصور کرلین اور یہ بھی ثابت ہو جائے کہ جناب رسول مختار نے اسی
سبب سے استغفار کیا ورنہ استغفار کرنا انبیا علیہم السلام کا اپنے نفسون کے واسطے واقع ہوا وہ کس
غرض سے تھا حالانکہ انبیا معصوم ہین پس جو جواب استغفار انبیا لانفسہم کا واقع ہوگا وہی جواب ہمارا ہے
بہ نسبت استغفار کرنے آنحضرتؐ کے ابوطالب کے واسطے پھر علامۂ زینی اور برزنجی فرماتے ہین کہ اس صحیح روایت
مین جو اوپر مذکور ہوئی اور اُس روایت مین کہ حضرت ابوطالب کے بارہ مین نازل ہوئی اجتماع ہو جائے اور
پھر بھی ہمارا مطلب حاصل ہو کہ وہ روایت جو دلالت کرتی ہو کہ یہ ابوطالب کے بارہ مین نازل ہوئی پوری
پوری نہین بیان کی گئی اور اس مین حذف و اختصار واقع ہوا ہو کہ راوی نے آخر روایت مین کہا لاستغفرن
لک مالم انہ عنک فنزلت ماکان للنبی اور راوی نے یہ نہ کہا فقال المسلمون ان رسول اللہ یستغفر
لعمہ لنستغفرن لا بائنا فاستغفروا لا بائہم فنزلت فی حقہم کہ مسلمانون نے کہا کہ رسول خدا اپنے چچا
کے لیے استغفار کرتے ہین ہم بھی اپنے آبا و اجداد کے لیے استغفار کرین پس یہ آیت نازل ہوئی چونکہ یہ جملہ محذوف
ہو گیا تھا راوی نے گمان کیا کہ یہ آیت ابوطالب کے حق مین نازل ہوئی اگر یہ جملہ مذکور ہوتا تو برابر کہتا کہ یہ آیت
ان لوگون کے بارہ مین نازل ہوئی جو اپنے بزرگون کے لیے استغفار کرتے تھے کیفیت اِس روایت کی یہ ہو کہ

لہ اسنی المطالب ... صفحہ ... سطر ...

پیغمبر خدا نے ابو طالب سے روبروئے ابو جہل و عبد اللہ ابن ابی امیہ کے کہا کہ ای عم کہو لا الہ الا اللہ انھون نے انکار کیا پیغمبر خدا نے فرمایا کہ مین تمھارے لیے استغفار کیے جاؤنگا جہان تک کہ حق تعالی مجھ منع نکرے مسلمانون نے دیکھا کہ رسول خدا اپنے چچا کے لیے استغفار کرتے ہین لا ہم بھی استغفار کرین اپنے آباؤ اور اقربا مشرکین کے لیے پھر استغفار کرنا شروع کیا انھون نے اسوقت یہ آیت نازل ہوئی یہ آخری جملہ اس مین سے حذف کر دیا نتیجہ یہ امر غور طلب ہی اگر بنظر دقیق دیکھین تو حدیث اور آیت دونون سے پایا جاتا ہی کہ جب جناب رسالتماب صلعم نے فرمایا لاستغفرن لک مالم انہ عنک اسوقت یہ آیت نازل نہین ہوئی اگر اسوقت نازل ہوئی ہوتی تو دوسرے مومنین آیت مین شامل نہوتے اور یہ ممانعت بدرجہ اولی مومنین کو بھی شامل رہتی اسی سے بوضاحت ثابت ہی جب مومنین نے استغفار کرنا شروع کیا اسوقت نزول اس آیت کا ہوا و رماکان للنبی والذین امنوا حق تعالی نے فرمایا یعنی شان ابراہیم سے بعید ہی پس نزول آیت حق مین مومنین کے ہوا نہ بہ نسبت جناب ابو طالب کے پھر ثعلبی اور برزنجی کہتے ہین کہ اسی طرح اجتماع پر دلالت کرتی ہی وہ حدیث جو ابن ابی حاتم او ابو الشیخ اور محمد بن کعب قرظی سے روایت ہی کہ جب پیغمبر خدا نے فرمایا کہ مین استغفار کیے جاؤنگا یہان تک کہ خدا مجھے منع کر دے مسلمان بولے کہ یہ محمد صلعم اپنے چچا کے لیے استغفار کرتا ہی اور ابراہیم نے اپنے چچا کے لیے استغفار کیا تھا وہ بھی استغفار کرنے لگے حق تعالی نے یہ آیت نازل کی ماکان للنبی پھر یہ نازل فرمائی وماکان استغفار ابراھیم لابیہ ان سب احادیث اور اخبار مذکورہ سے ثابت ہوتا ہی کہ سبب نزول وحی استغفار کرنا مومنین اور مسلمین اور صحابہ کا ہوا اور یہ بھی ظاہر ہی کہ جس روایت مین سبب نزول ابی طالب کو قرار دیا ہی اس مین بہ سبب اختصار کے شبہہ پڑگیا ہی یہان تک کہ راویون کو گمان ہو گیا کہ یہ آیت ابو طالب ہی کے واسطے نازل ہوئی اور در اصل ایسا نہین ہی اور جب ان حدیثون کے ساتھ حضرت علی علیہ السلام کی پہلی حدیث صحیح ملائی جائے اور وہ سب دلیلین ملائی جائین جو اسکے گواہ اوپر مذکور رہین اور یہ بھی دیکھا جائے کہ یہ سارا سورہ مدنی ہی بعد جنگ تبوک نازل ہوا ہی اور وفات ابو طالب کی بارہ برس پہلے ہو چکی تھی تو لازم نہین ہی کہ ان دلیلون کو لغو سمجھ لین اور اسی کو ترجیح دین کہ یہ آیت ابو طالب کے بارہ مین نازل ہوئی اگرچہ صحیحین مین کیون نہ مذکور رہو اور اصول حدیث مین صراحۃً ثابت ہو چکا ہی کہ حدیث غیر صحیحین کو ترجیح ہو سکتی ہی جب ایسی باتین پائی جائین جو اسکے مقتضی ہین محدثین کا قول ہی کہ حدیث صحیحین کا یا ان مین سے ایک کا تقدم مطلق نہین ہی اس اجتماع کی تائید اس سے بھی ہوتی ہی کہ ابراہیم کے باپ سے مراد انکے چچا ہین اور اسپر اہل مصحف اور اہل توریت اور اہل انجیل کا بھی اجماع ہی کہ حضرت ابراہیم کا چچا وہ آزر تھا جو بتون کو اپنا خدا جانتا تھا اور ان بتون کو مانتا تھا جیسا کہ حق تعالی نے اسکا قصہ بیان کیا ہی کہ وہ حضرت ابراہیم سے کہا کرتا تھا کہ ای ابراہیم کیا تم میرے خداؤن کو برا کہتے ہو اور ان سے متنفر ہو اب دلیل ثانی جو اوپر مذکور ہوئی کہ ابو طالب کے بارہ مین کسی صحیح طریقہ سے ثابت نہین ہوتا کہ انھون نے کسی بت کو خدا کہا ہو یا پتھر کی پرستش کی ہو یا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کو عبادت خدا سے منع کیا ہو اُن سے بڑی سے بڑی بات جو ہوئی وہ یہ ہے کہ اقرار شہادتین رو برو ابو جہل وغیرہ
کے بخیال حفاظت و حراست آنحضرت نہ کیا اور اُسکے کہنے میں تاخیر کی وہ معاذ اللہ کسی طرح مشرک نہیں
قرار پا سکتے پس کسی طرح یہ امر ثابت نہیں ہو سکتا کہ یہ آیت ابو طالب کے حق میں نازل ہوئی اور وہ مشرک
تھے بلکہ بجمیع الوجوہ اُنکا مسلم اور مومن ہونا اور یوم القیامۃ ناجی ہونا اور آیت کا آبا سے مومنین کے حق میں
جو مشرک تھے نازل ہونا مثل آفتاب کے روشن ہو چنانچہ تصریح اسکی تفسیر کبیر میں امام فخر الدین رازی نے
فرمائی ہیں اعلم انہ تعالیٰ لما بین من اول ھذہ السورۃ الی ھذا الموضع الخ خلاصہ یہ ہو کہ جان لو
حق تعالیٰ نے ظاہر فرمایا اول سورہ سے یہاں تک بجمیع الوجوہ اظہار برات کفار و منافقین سے واجب ہو
اور اس آیت میں ظاہر فرمایا کہ بیزاری کرنا اُنکے اموات سے واجب ہو اگرچہ وہ قرابت میں انتہا سے زیادہ
قریب رکھتے ہوں مثل ماں اور باپ کے جیسا کہ واجب ہو بیزاری کرنا اُنکے زندوں سے اور مقصود اس سے
بیان کرنا ہو کہ واجب ہو قطع کرنا محبت کا اُن سے انتہا سے غایت کو اور مواصلت اُن سے کسی جہت سے کیوں نہ
ممنوع ہو بعدہ رقم فرماتے ہیں وفیہ مسائل اور اس میں کئی مسئلہ ہیں **اول** اس مسئلہ میں وجوہات اسباب نزول
بیان کی وجہ اول یہ بیان کی قال ابن عباس لما فتح اللہ تعالیٰ مکۃ سال النبی ای ابویہ احدث بہ عہدا
قیل امک فذھب الی قبرھا ووقف دونہ ثم قعد عند راسھا وبکی فسالہ عمر وقال نھیتنا عن زیارۃ
القبور والبکاء ثم زرت وبکیت فقال قد اذن لی فیہ فلما علمت ماھی فیہ من عذاب اللہ وانی
لا اغنی عنھا من اللہ شیئا بکیت رحمۃ لھا کہا ابن عباس نے کہ جب فتح مکہ حق تعالیٰ نے عطا فرمائی تو پوچھا
نبی نے کہ کون ہو میرے دونوں ماں باپ میں سے کہ جسکی وفات متاخر ہوئی ہو جواب دیا گیا کہ آپ کی ماں پس
تشریف لے گئے آپ اُنکی قبر کی طرف اور قریب اُسکے ٹھہرے پھر بیٹھے سرہانے اور روئے اُسوقت پوچھا عمر
نے اور کہا کہ منع کیا آپ نے ہم کو زیارت قبور سے اور رونے سے پھر آپ نے خود زیارت کی اور روئے جواب دیا
آنحضرت نے کہ مجھکو اذن دیا گیا اس امر میں پس جسوقت جانا میں نے اس امر کو کہ جو اُس میں ہو عذاب خدا سے اور
یہ تحقیق کہ میں دور نہیں کر سکتا اُن سے کسی شی کو جو اللہ کی طرف سے ہو یعنی میں اُن سے عذاب خدا کو دور نہیں
کر سکتا رو یا میں از روے رحمت کے واسطے اُنھیں ماں کے انتہی ایسی روایت کا ماحصل صاحب معالم نے
ابی ہریرہ اور بریدہ سے نقل کیا ہو **وجہ ثانی** روی عن سعید بن المسیب عن ابیہ قال لما حضرت ابا طالب
الوفات قال لہ الرسول یا عم قل لا الہ الا اللہ احاج لک بہا عند اللہ تعالیٰ فقال ابو جہل وعبد اللہ ابن
ابی امیہ اترغب عن ملۃ عبد المطلب فقال انا علی ملۃ عبد المطلب ابدا فقال علیہ الصلوۃ والسلام
لاستغفرن لک مالم انہ عنک فنزلت ھذہ الایۃ وقولہ انک لا تہدی من احببت قال الواحدی و
قد استبعدہ الحسین ابن الفضل لان ھذہ السورۃ من اخر القرآن نزولا ووفات ابی طالب کانت
بمکۃ فی اول الاسلام واقول ھذا الاستبعاد وعندی مستبعد فای باس ان یقال ان النبی علیہ الصلوۃ

والسلام بقی یستغفر لابی طالب من ذلک الوقت الی وقت نزول هذه الآیة فان التشدید مع الکفار
انما ظهر فی هذه السورة فلعل المؤمنین کان یجوز لهم ان یستغفروا لابویهم من الکافرین وکان
النبی ایضاً یفعل ذلک ثم عند نزول هذه السورة منعهم الله منه فهذا غیر مستبعد فی الجملة فقط
وجہ ثانی مین روایت کی گئی ہی سعید ابن مسیب سے اُسنے اپنے باپ سے کہا جسوقت ابو طالب کا وقت وفات
آیا فرمایا واسطے اُسکے رسول اللہ نے ای عم لا الہ الا اللہ کہو کہ حجت کرون مین واسطے تیرے ساتھ اُس کے
عند اللہ پس کہا ابو جہل اور عبد اللہ ابن ابی امیہ نے روگردانی کرتے ہو تم ملت عبد المطلب سے پس کہا مین ملت
عبد المطلب پر ہون ہمیشہ اُسوقت فرمایا پیغمبر خدا صلعم نے کہ البتہ مین استغفار کرونگا مین واسطے تیرے جب تک
کہ منع کیا جاؤن مین تجھ سے تو یہ آیت نازل ہوئی قولہ انک لا تہدی من احببت اور کہا واحدی نے
کہ تحقیق استبعاد کیا اُس سے حسین ابن فضل نے اسواسطے کہ بہ تحقیق یہ سورہ آخر قرآن سے ہی نزولاً اور وفات
ابو طالب مکہ مین ہوئی اول اسلام مین اور کہتا ہون مین کہ استبعاد میرے نزدیک مستبعد ہی پس کیا خوف ہی
اگر کہا جاوے کہ تحقیق کہ نبی استغفار کرتے تھے ابو طالب کے لیے اُس وقت سے اس وقت تک کہ نزول اس
آیت کا ہوا پس بہ تحقیق کہ سختی کا فرون پر نہین ظاہر ہوئی مگر اس سورہ مین پس شاید کہ مومنین کو جائز تھا کہ استغفار
کرین اپنے آباء کفار کے لیے اور تھے نبی بھی ایسا ہی کرتے بعدہ وقت نزول سے اس سورہ کے منع کیا
اُنکو اللہ نے استغفار سے پس یہ غیر مستبعد ہی فی الجملہ تمام ہوا ترجمہ وجہ ثانی کا **اس وجہ ثانی مین**
بحث ہی کہ روایت سعید بن المسیب مین فرمانا پیغمبر خدا کا قل یا عم لا الہ الا اللہ اور اصرار کرنا ابو جہل وغیرہ کا
اور اُنکو جواب دینا جناب ابو طالب کا کہ انا علی ملة عبد المطلب ابداً دلالت کرتا ہی اُنکے صدق مقال اور
توحید بالکمال اور اُنکے اسلام پر اسواسطے کہ مودۃ رابع عشر مین سید علی ہمدانی فرماتے ہین قال علی بن
ابی طالب قال رسول الله یا علی ان عبد المطلب ما کان مستقسماً بالازلام ولا یعبد الاصنام ولا یاکل
ما ذبح علی النصب وکان علی ملة ابراهیم منقول ہی علی بن ابی طالبؑ سے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے ای علیؑ
بہ تحقیق کہ عبد المطلب نہ تھے مستقسم بالازلام یعنی عمل عبد المطلب کا تقسیم تیر پاسے قمار پر نہ تھا کہ جو کفار
عرب مین جاری تھا اور کبھی عبادت اصنام نہین کی اور نہ کھاتے تھے اُسکو جو ذبح کیا جاتا تھا نصب پر اور
ملت ابراہیم پر تھے نصب بضمتین نام ہی بتون کا کہ جاہلیت مین اُنکے واسطے ذبح کرتے تھے اور خون اُنکا اُن
بتون پر ملتے تھے اور اُسکی عبادت کرتے تھے اور اُس گوشت کو آپس مین تقسیم کر لیتے تھے پھر اُسی مودۃ رابع عشر
سید علی ہمدانی مین روایت ہی علی بن ابی طالبؑ سے عن المرتضیٰ عن رسول الله قال یبعث عبد المطلب
یوم القیامة امة واحدة علیه بهاء الملوک وسیماء النبوة علی مرتضیٰ سے منقول ہی کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے
کہ مبعوث ہونگے روز قیامت عبد المطلب امت تنہا بشوکت وشان سلاطین اور آثار وعلامات نبوت
رکھتے ہونگے امت کا لفظ لغت اور حدیث مین شخص واحد پر اطلاق کیا جاتا ہی اور یہ امر بھی بین العلما متفق ہی

سیر
کتاب البشیری
ینابیع المودۃ
المودۃ فی القربیٰ
جناب سید ابو
القاسم صاحب
مطبوعہ صفحہ
سیرۃ الحلبیہ
ینابیع صفحہ

بوقت بعثت آنحضرت بھی ملت ابراہیمی پر تھے سیرۃ حلبیہ مین ابن عباس سے مروی ہی قال صلعم یبعث جدی عبد المطلب یوم القیامۃ فی زی الملوک وابہۃ الاشراف فرمایا جناب رسالتمآب نے کہ میرے جد عبد المطلب قیامت کے روز زی بادشاہان اور عظمت شریفان رکھتے ہونگے دوسری خبر مین وارد ہوا عبد المطلب یعطی لہ نور الانبیاء وجمال الملوک ویبعث امۃ واحدۃ یعنی یوم القیامت عبد المطلب کو عطا کیا جائیگا نور انبیا کا اور جمال بادشاہون کا اور مبعوث ہونگے امت واحدہ ان تمام حدیثون سے صاف ظاہر ہی کہ عبد المطلب توحید پر مستقل تھے ملت ابراہیمی پر تھے اوصیاے ابراہیم سے تھے پس فرمانا ابوطالب کا انا علی ملۃ عبد المطلب ابدا دلالت کرتا ہی کہ ابوطالب ملت عبد المطلب پر اور عبد المطلب ملت ابراہیم پر تھے جس طرح عبد المطلب نے پرستش اصنام کی نہین کی استقسم بالازلام نہین ہوئے ما ذبح علی النصب کو تناول نہین فرمایا جناب ابوطالب نے اسکا ایا فرمایا اور لفظ ابدا دلالت کرتا ہی کہ ہمیشہ سے ملت عبد المطلب پر تھے اور ملت عبد المطلب فی الحقیقت موافق فرمودہ رسول برحق ملت ابراہیمی تھی تو جناب ابوطالب بھی ملت ابراہیمی پر تھے اور دین اسلام دین وملت ابراہیمی کا نام ہی اور اُسی ملت کی متابعت پر ہمارے پیغمبر اور کل امت انکی تا قیام قیامت مامور ہی چنانچہ حق سبحانہ تعالی فرماتا ہی فاتبعوا ملۃ ابراہیم حنیفا مسلما پس فرمانا جناب ابوطالب کا کہ مین ملت عبد المطلب پر ہون دلالت کرتا ہی کہ وہ مسلم تھے اور لازم نہین ہی کہ ملت عبد المطلب مخالف اور مغائر ملت رسول بجمیع الوجوہ ہو بخلاف شرک کے کہ وہ بجمیع الوجوہ مخالف اور مغائر ملت نبوی اور ادیان الٰہی ہی اور جب شرک جناب ابوطالب کا ثابت نہ ہوا تو نزول آیہ ما کان للنبی شان ابوطالب مین بعید از قیاس ٹھہرا بلکہ یہ آیہ شریفہ نازل نہین ہوئی مگر باسے مشرکین صحابہ کے حق مین اور اس آیہ کے نزول سے شان ابوطالب مین استبعاد کرنا حسین ابن فضل کا ہی کہ وفات ابوطالب کی مکہ مین ابتداے اسلام مین ہوئی اور سورہ آخر قرآن ہی از روے نزول کے اور امام محمد فخر الدین رازی رقم فرماتے ہین کہ ہذا الاستبعاد عندی مستبعد یہ رقم فرمانا اُنکی جلالت شان سے مستبعد ہی کہ مسئلہ ثانیہ مین خود مقر ہین کہ قول حق سبحانہ تعالی کا ہی ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک یعنی جب حق سبحانہ تعالی نے خبر دی کہ بتحقیق اللہ نہ بخشیگا اُن لوگون کو کہ شرک کرتے ہین ساتھ اُس خدا کے اور بخشیگا سوا اُنکے اور بتحقیق وہ اصحاب جہنم ہین تو طلب غفران قائم مقام ہی طلب خلف وعدہ وعید الٰہی کے یعنی جو وعدہ خدا نے فرمایا ہی اُس وعدہ کے مخالف کا طالب ہوتا ہی اور یہ جائز نہین ہی اور جب وعدہ الٰہی سابق گذر چکا کہ وہ اصحاب جحیم ہین پس طلب غفران کرنے والے حدود دین خدا مین شامل ہونگے یعنی وہ مغفرت مقبول نہ ہوگی اور ظاہر ہی کہ یہ امر باعث نقصان اور گر جانے درجۂ نبی کا ہی حاشا کہ آنحضرت نے مشرکین کے لیے یا اپنے چچا مشرک کے لیے طلب مغفرت فرمائی ہو اور اگر آنحضرت طلب مغفرت فرماتے تو بالضرور مقبول بارگاہ ایزدی ہوتے کہ حق سبحانہ تعالی نے وعدہ فرمایا ہی قال اللہ تعالی ادعونی استجب لکم یعنی دعا کرو قبول کرونگا

مین واسطے تمھارے کس طرح ممکن ہی کہ خود وعدہ فرماتے ہیں تمھاری دعا قبول کرونگا اور خلاف وعدہ فرماتے کہ دعاے رسول مقبول نہ ہوا اگر ... کو اور اسکے نزول کو درباره جناب ابوطالب قبول کرین تو بالضرور بہ نسبت آنحضرت کے خلاف ... استحصین کی لازم آتی ہی اور یہ کسی طرح جائز نہین ہی بہر حال وجود ان شواہد مذکورہ بالا کے تمام سورہ مدنی ہی ... غزوہ تبوک نازل ہوا ہی اور وفات ابوطالب مکہ مین ابتدائے اسلام مین واقع ہوئی ہی بارہ برس ... وفات ابوطالب اور نزول میں ... واقع ہوا بعید ہی نبی کی شان سے کہ ما ینطق عن الہوی ان ھو الا وحی یوحی بارہ برس تک ایک مشرک چچا کے لیے استغفار فرمائی اور ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ کا وعدہ خدا فرما چکا ہو اور منزہ ہی ذات حق تعالی کی کہ ادعونی استجب لکم فرما کر اپنے حبیب کی دعا بارہ برس تک سنے اور قبول نہ فرمائے نہیں ... حسین ابن فضل کے جواب مین امام محمد فخر الدین رازی کا فرمانا ... الاستبعاد عندی مستبعد آنکی جلالت شان سے بعید ہی اور طرہ اسپر یہ فرمایا ہی کان النبی ایضا یفعل ذلک اور تھے نبی بھی ایسا ہی کرتے یعنی جیسا کہ صحابہ اپنے آباے مشرکین کے لیے استغفار کرتے تھے ایسا ہی نبی بھی کرتے تھے بعد اسکے یہ آیت نازل ہوئی تو کیا جناب رسالتمآب کو مثل دیگر صحابیون کے قیاس کر سکتے ہین یا مدارج آنحضرت کو مثل مدارج صحابہ قرار دے سکتے ہین یا جناب رسالتمآب کو یہ نسبت دے سکتے ہین کہ آنحضرت نے مخالف وعدہ و وعید حق تعالی خواہش فرمائی یا دعاے نبی غیر مقبول ہو سکتی ہی و اذ لیس فلیس اور امام فخر الدین رازی سے یہ جو قید فی الجملہ لگا دی ہی اگر کہا جائے کہ امام فخر الدین رازی نے عندی مستبعد فقط اسی سبب سے کہا کہ حسین ابن فضل نے فقط سورہ کو آخر قرآن سے از روے نزول کے ہونا اور وفات ابوطالب مکہ مین ابتداے اسلام مین واقع ہونا بیان کرکے استبعاد کیا اور اسی کو علت استبعاد قرار دیا اور اپنے استبعاد کو اسی امر مذکور پر منحصر کر دیا اگر حسین بن فضل دیگر وجوہات بیان فرماکر ایک وجہ یہ بھی شامل فرماتے تو ضرور امام فخر الدین رازی اس استبعاد سے استبعاد نہ فرماتے الثالث وجہ ثالث مین امام فخر الدین رازی رقم فرماتے ہین ویروی عن علی انہ سمع رجلا یستغفر لابویہ المشرکین قال فقلت لہ اتستغفر لابویک وھما مشرکان فقال الیس قد استغفر ابراھیم لابویہ وھما مشرکان فذکرت ذلک لرسول اللہ فنزلت ھذہ الآیۃ روایت کی گئی علی سے کہ تحقیق کہ سنا ایک مرد کو کہ استغفار کرتا تھا اپنے والدین مشرکین کے لیے فرمایا علی نے کہ کہا مین نے اس سے آیا مغفرت طلب کرتا ہی واسطے اپنے ابوین کے اور وہ دونون مشرک تھے پس جواب دیا اسنے کہ آیا نہین استغفار کیا ابراہیم نے اپنے ابوین کے لیے اور وہ دونون مشرک تھے پس ذکر کیا مین نے اسکا رسول سے پس نزول اس آیت کا ہوا تمام ہوا ترجمہ وجہ ثالث کا اس وجہ ثالث مین کئی امر لائق شرح ہین امر اول سماعت فرمانا علی کا کسی شخص کو کہ وہ اپنے ابوین مشرکین کے لیے استغفار کرتا ہی اور پوچھنا آپ کا کہ اتستغفر لابویک وھما مشرکان پس جناب علی بن ابی طالب کا سماعت فرماکر متعجبانہ سوال کرنا کہ آیا تو اپنے ابوین مشرکین

کے لیے دعا کرتا ہی دلالت کرتا ہی اس امر پر کہ علی بن ابی طالب واقف تھے ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذلک سے یعنی تحقیق کہ اللہ مغفرت مشرکین کی نہ کریگا اور سوا ے مشرکین کے مغفرت ہوگی پس جب جناب امیر المومنین علیؑ کا واقف ہونا ثابت ہی تو شان حضرت رسالت مآبؐ تو ارفع اور اعلی ہی کیونکر ہو سکتا ہی کہ وہ اپنے چچا مشرک کے لیے استغفار فرماتے امر ثانی یہ ہی کہ خود جناب علی بن ابی طالب تشہد مین اپنے ابوین کے لیے استغفار فرماتے تھے کس طرح ممکن ہی کہ خود اپنے ابوین کے لیے دعا فرمائین اور دوسرے شخص کو استغفار کرتے سن کر متعجبانہ اُس سے فرمائین اتستغفر لابویک وھما مشرکان اور وہ تشہد یہ ہی السلام علی نبی اللہ والسلام علی انبیاء اللہ و رسلہ السلام علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم السلام علی محمد بن عبد اللہ السلام علینا و علی المومنین والمومنات من غاب منھم ومن شھد اللھم اغفر لمحمد وتقبل شفاعتہ واغفر لاھل بیتہ واغفر لی ولوالدی وما ولدا آقاے عیاض نے اپنی کتاب الشفا فی حقوق المصطفی مین بلفظہ اسی تشہد کو رقم فرمایا ہی اور ملا علی قاری نے اسی کی شرح مین فرمایا ہی اس تشہد کی شرح کا خلاصہ ترجمہ یہ ہی کہ السلام علی نبی اللہ یعنی سلام نازل ہو نبی خدا پر السلام علی انبیاء اللہ و رسلہ سلام خدا کا ہو کل انبیاء اللہ اور رسولون پر اُسکے سب انبیا اور رسولو نپر آنحضرت کو مقدم کیا کہ آپ اشرف اور افضل ہین اُن سب سے السلام علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سلام نازل ہوا وپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے آخر مین جو آنحضرت کا وصف برسالت فرمایا تو اشارہ یہ ہی کہ رسالت آنحضرت کی مؤخر بحسب الزمان واقع ہوئی کہ آپ خاتم الرسل ہین السلام علی محمد بن عبد اللہ سلام نازل ہو محمد ابن عبد اللہ پر مکرر فرمایا سلام آنحضرت پر ساتھ آپ کے نام و نسب کے واسطے تاکید کے السلام علینا و علی المومنین والمومنات من غاب منھم ومن شھد سلام نازل ہو ہم پر اور مومنین اور مومنات غائب و حاضر سب پر اللھم اغفر لمحمد وتقبل شفاعتہ خداوندا بخشدے تو محمد کو اور مقبول کر اُسکی شفاعت کو واغفر لاھل بیتہ اور مغفرت کر واسطے اہل بیت آنحضرتؐ کے واغفر لی ولوالدی وما ولدا اور مغفرت کر میری اور میرے والدین کی اور اُن دونون کی اولاد کی شارح نے ولوالدی کی شرح مین بالتشدید بھی لکھدیا ہی کہ کسی کو یہ گمان نہ ہو کہ فقط والد تی فرمایا تحریر مین غلطی سے دت) رہ گئی اسوجہ سے بالتشدید لکھدیا کہ والدین مراد ہین اور ما ولد کی شرح مین یشمل اقاربہ المسلمین و حواشی نسبہ بھی رقم فرمادیا ہی پس اگر والدین جناب علیؑ مین سے ایک بھی کافر یا مشرک ہوتا تو کبھی استغفار نہ فرماتے اور متعجبانہ اُس شخص سے نفرماتے کہ اتستغفر لابویک وھما مشرکان امر ثالث جواب دیا اُس شخص نے جو دعا کرتا تھا الیس قد استغفر لابویہ وھما مشرکان کیا نہین استغفار کیا ابراہیمؑ نے اپنے مان باپ کے لیے اور وہ دونون مشرک تھے لازم تو یہ تھا کہ وہ شخص جواب دیتا کہ کیا آپ نہین اپنے والد مشرک کے لیے دعا کرتے ہین الا اُر کیا پیغمبر خدا نہین اپنے چچا مشرک کے لیے دعا کرتے ہین مگر اُس شخص نے ایک پرانا قصہ سیکڑون

کتاب الشفا فی حقوق المصطفیٰ و شرح ملا علی قاری

برہیز کا یاد کیا اور جواب دیا کہ کیا ابراہیم نے اپنے ابوین مشرکین کے لیے دعا نہیں کی بس یہ جواب بھی اسکا دلالت کرتا ہی کہ یا جناب ابوطالب مشرک نہ تھے یا پیغمبر خدا نے انکے واسطے استغفار نہ فرمایا تھا اور ابن جریر جناب علی فرماتے ہین کہ فذکرت ذالک لرسول اللہ فنزلت ہذہ الآیۃ پس ذکر کیا مین نے جناب رسالتمآب سے اس سبب کا یعنی اپنے سماعت فرمانے کا اور سوال کرنے کا اور اسکے جواب کا اُسوقت یہ آیہ نازل ہوئی کہ مومنین اپنے اقارب مشرکین کے لیے طلب مغفرت نہ کرین اور ابراہیم نے جو طلب مغفرت کی تھی اسکا سبب وعدہ تھا کہ آزر نے وعدہ کیا تھا ایمان لانے کا اسواسطے حضرت ابراہیم استغفار فرماتے تھے جب انپر ظاہر ہوگیا کہ وہ عدو اللہ ہی یعنی دشمن خدا ہی [illegible]

جاتا ہی کہ استغفار کرنا اقارب مشرکین کے لیے [illegible]

آتی ہی اگر اس درجہ ثالث کو آپ قبول فرمائین تو کیسی کیسی [illegible]

رسالتمآب کا مخالفت وعدہ و وعید حق تعالی طلب استغفار کرنا کہ جو سبب ہوا [illegible] اور آپ کے مرتبہ کے گرجانے کا دوسرے جناب رسالتمآب کی طلب مغفرت شامل ہوئی جاتی ہی طلب مغفرت آباے مشرکین میں اور وہ بالضرور مردود ہی کہ سابقاً ارادہ خدا انکے عذاب دائمی پر قائم ہوچکا ہی کسی طرح وہ استغفار کرنا مقبول نہین ہوسکتا تیسرے وعدہ خدا جھوٹا نہین قرار پاتا کہ تم نے اپنے پیغمبر سے وعدہ کیا ہی ادعونی استجب لکم پس بارہ برس تک جناب رسالتمآب کا استغفار کرنا اور خداوند عالم کا قبول نہ کرنا مخالف وعدہ خدا ہی چوتھے استغفار کرنا آنحضرتؐ کا عبث اور معصیت قرار نہین پاتا اور یہ دونون امر سبب ہین نقصان منصب آنحضرتؐ کے کہ فعل عبث کے مرتکب ہون یا معصیت کے بلکہ اکابر انبیا کے لیے بھی جائز نہین ہی پانچوان آبا سے نبوی اور علوی کو مشرک کافر کہنے سے یہ تھتے ہین اور یہ کہنا سبب ہی ایذاے نبی کا اور موذی نبی واجب القتل بلا خلاف ہی مگر آپ ان سب کو گوارا فرمائینگے مسلم سے مرتد کافر مشرک بننا قبول فرمائینگے مگر آباے آنحضرتؐ اور حضرت ابوطالب کو مشرک کہے جائینگے اعوذ باللہ من وسواس الشیطان

المسئلۃ الثانیہ امام فخر الدین رازی نے اس مسئلۂ ثانیہ مین معنی آیات اور وجوہ اختلافات واقع ہوئے ہین اور کس طرح کے معنی بنے مین کیا کیا خوبیان اور کیا کیا برائیان ہین اسکو بیان کیا ہی **قولہ** ماکان للنبی والذین آمنوا ان یستغفروا للمشرکین یحتمل ان یکون المعنی ماینبغی لہم ذالک فیکون کالوصف وان یکون معناہ لیس لہم ذالک علی معنی النہی فالاول معناہ ان النبوۃ والایمان یمنع من الاستغفار للمشرکین والثانی معناہ لا تستغفروا والامران مقربان مسئلۂ ثانیہ مین قول حق تعالی ماکان للنبی الخ احتمال رکھتا ہی کہ ہون معنی ماکان کے ماینبغی لہم ذالک یعنی نہین لائق ہی واسطے انکے یہ پس ہوگا مثل وصف کے اور یا یہ کہ ہون معنی ماکان کے لیس لہم ذالک یعنی نہین ہی واسطے انکے یہ پس ہوگا اوپر معنی نہی کے پس اول کے معنی یہ ہوے کہ تحقیق کہ نبوت اور ایمان منع کرتے ہین استغفار کرنے سے واسطے مشرکین کے اور دوسرے

معنی یہ ہونگے کہ طلب مغفرت نہ کیجا اور دونون امر قریب قریب ہین اور سبب اس منع کا وہی ہی جو ذکر کیا ہی
حق تعالی نے اپنے قول مین من بعد ما تبین لہم انہم اصحاب الجحیم بعد اسکے کہ ظاہر ہوا اُنکے واسطے
کہ وہ اصحاب جحیم ہین اور نیز فرمایا حق تعالی نے ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذلک کہ تحقیق کہ
اللہ مغفرت نہ کریگا اُسکی جو شرک کرے اور بخشیگا اُسکے سوا اسکے جو شرک کے جسکو چاہیگا
بخشیگا والمعنی انہ تعالی لما اخبر عنہم انہ یدخلہم النار فطلب الغفران لہم جار مجری طلب ان
یخلف اللہ وعدہ ووعیدہ وانہ لا یجوز اور یعنی تحقیق کہ حق تعالی نے جب خبر دی اُن لوگون سے کہ تحقیق
داخل کریگا اُنکو نار مین پس طلب کرنا مغفرت کا اُن لوگون کے لیے قائم مقام اس امر کے ہی کہ حق تعالی اپنے
وعدہ وعید کے خلاف عمل کرے اور یہ جائز نہین وایضا لما سبق قضاء اللہ تعالی بانہ یعذبہم فلو طلبوا
غفرانہ لہم لصاروا مردودین وذلک یوجب نقصان درجۃ النبی علیہ الصلوۃ والسلام وحط مرتبتہ
اور نیز جب سابق ہوا ارادہ خدا کہ اُنکو عذاب کرے پس اگر طلب کرین مغفرت اُنکی تو طلب کرنے والے مردود
ہونگے اور یہ موجب نقصان درجہ نبی کا ہی اور اُنکے مرتبہ کے گرجانے کا ہی وایضا قال ادعونی استجب
لکم وقال عنہم انہم اصحاب الجحیم فہذا الاستغفار یوجب الخلف فی احد ہذین النصین وانہ
لا یجوز اور نیز فرمایا حق تعالی نے دعا کرو مجھ سے قبول کرونگا مین اور کہا اُن سے کہ تحقیق کہ وہ اصحاب جحیم ہین
پس یہ استغفار واجب کرتا ہی خلف احد النصین کا اور تحقیق کہ یہ جائز نہین وقد جوز ابو ہاشم ان یسال
العبد ربہ شیئا بعد ما اخبر اللہ عنہ انہ لا یفعلہ واحتج علیہ بقول اہل النار ربنا اخرجنا منہا
مع علمہم بانہ تعالی لا یفعل ذلک اور جائز رکھا ہی ابو ہاشم نے کہ سوال کرے بندہ اپنے رب سے کسی
شی کا بعد اس امر کے کہ تحقیق کہ خبر دی اللہ نے اُسکی کہ تحقیق وہ نہ کریگا اُسکو اور دلیل لایا ابو ہاشم اُسپر قول
اہل نار سے کہ ای رب ہمارے نکال تو ہم کو اس جہنم سے باوجود جاننے اہل نار کے کہ حق تعالی نہ کریگا ایسا امام
فخر الدین رازی فرماتے ہین وہذا فی غایۃ البعد من وجوہ اور یہ نہایت ہی بعید ہی کئی وجہون سے الاول
ان ہذا مبنی علی مذہبہ ان اہل الاخرۃ لا یجہلون ولا یکذبون وذلک ممنوع بل نص القران یبطلہ
وہو قولہ ثم لم تکن فتنتہم الا ان قالوا واللہ ربنا ما کنا مشرکین انظر کیف کذبوا علی انفسہم وجہ اول
پس تحقیق کہ یہ مبنی ہی اُسکے مذہب پر یعنی ابو ہاشم کے مذہب پر کہ اہل آخرت جاہل نہین اور جھوٹے نہین اور اہل
آخرت کا جھوٹا اور جاہل نہ ہونا ممنوع ہی بلکہ نص قرآن باطل کرتی ہی اسکو اور وہ قول حق تعالی کا ہی ثم
لم تکن فتنتہم الا ان قالوا واللہ ما کنا مشرکین پھر نہ ہوگا بہانا اُنکا مگر یہ کہ کہینگے قسم ہے خدا کی
ہمارے رب نہ تھے ہم شرک کرنے والے انظر کیف کذبوا علی انفسہم دیکھ تو کیونکر جھوٹ بولا اُنھون نے
اپنے نفسون پر پس اس وجہ اول سے کذب اور جہل اہل آخرت کا ثابت ہی والثانی ان فی حقہم یحسن
ردہم عن ذلک السوال واسکاتہم دوسری وجہ یہ ہی کہ تحقیق اُن لوگون کے حق ہین کہ جو سوال کرین رب العزۃ

سے ایسی شی کا کہ جسکی خبر اُسنے دی ہی کہ نہ کریگا اُسکو خواہ وہ سوال ازروے جہل کے ہو خواہ ازروے کذب کے
رد ہونا اُنکا اُس سوال سے مستحسن ہی اور چپ کرنا اُنکا اما فی حق الرسول علیہ الصلوۃ والسلام فغیر
جائز لانہ یوجب نقصان منصبہ لیکن حق رسول مین غیر جائز ہی بلکہ موجب نقصان منصب رسول ہی خلاصہ
یہ ہی کہ کفار مین اور جاہلین کا سوال کرنا اور رد و اسکات اُسکا اُنکے حق مین حسن ہی مگر رسول کے حق مین
جائز نہین کہ موجب نقصان منصب رسول ہی والثالث ان مثل ھذا السوال الذی یعلم انہ لا فائدۃ
فیہ اما ان یکون عبثا او معصیۃ وکلاھما جائزان علی اھل النار وغیر جائزین علی اکابر الانبیاء
علیہم السلام تیسرے مثل ایسے سوال کے کہ بے فائدہ ہونا اُسکا معلوم ہو تو وہ یا عبث ہی یا معصیت
اور یہ دونون امر اہل نار کے لیے جائز ہین اکابر انبیا کے لیے جائز نہین **المسئلۃ الثالثۃ** اس مسئلہ مین
سبب مانع استغفار اور چند مسائل اُس سے متعلق ہین وہ مذکور ہین امام فخر الدین رازی فرماتے ہین کہ انہ تعالی
لما بین ان المانع من ھذا الاستغفار ھو تبیین کونھم من اصحاب النار یعنی جب حق تعالی نے
بیان کیا کہ تحقیق کہ مانع استغفار یہی ظاہر ہونا ہی اُنکا اصحاب نار سے یعنی اصحاب نار سے ہونے کا ظہور
مانع استغفار ہی وھذہ العلۃ لا تختلف بان یکونوا من الاقارب او من الاباعد اور یہ علت مختلف نہین ہوتی
باین طور کہ ہون وہ اقارب سے یا اباعد سے فلھذا السبب قال تعالی ولو کانوا اولی قربی پس اسی سبب سے
کہا حق تعالی نے اگرچہ ہون وہ لوگ صاحب قرابت یعنی اقارب ہون کہ اباعد جب اصحاب نار سے ہونا اُنکا ظاہر
ہوا تو یہی علت مانع استغفار ہی وکون سبب النزول ما حکیناہ یقوی ھذا الذی قلناہ اور ہونا سبب نزول کا
وہ جو حکایت کی ہم نے قوی کرتا ہی اسکو کہ کہا ہم نے اُسکو اس **مسئلہ ثالثہ** مین **چند امر لائق توضیح**
ہین اول یہ کہ امام فخر الدین رازی نے بعد تحریرات مذکورہ اعلم کہہ کے بیان کیا کہ اول سورہ سے یہانتک
حق سبحانہ تعالی نے بیان کیا کہ اظہار برات کفار و منافقین سے من جمیع الوجوہ واجب ہی **ثانی** اور اس آیہ
مین بیان فرمایا کہ جس طرح اُنکے زندون سے اظہار برات واجب ہی اُنکی اموات سے بھی واجب ہی اگرچہ
وہ اموات غایت قرب رکھتی ہون مثل مان اور باپ کے **ثالث** مقصود حق تعالی کا اس بیان سے یہ ہی
کہ قطع محبت کرو اُن سے انتہا سے درجہ پر کہ کوئی درجہ انقطاع محبت مین باقی نہ رہے اور مواصلت اُنسے
کسی وجہ سے کیون نہ ہو ممتنع ہی **رابع** علت مانعہ اقارب اور اباعد مین مختلف نہین بلکہ یہی علت اقارب
اور اباعد دونون کے استغفار سے مانع ہی **خامس** جب حق سبحانہ تعالی کا مقصود قطع محبت اور منع
مواصلت بجمیع الوجوہ ظاہر کرنا قرار پایا تو یہی مقصود حق تعالی سبب نزول بھی ہی اور علت مانعہ استغفار
کی تبیین کونھم من اصحاب النار ہی اور تمام عیوب لاحقہ اور مخالفت لضیین کبریا اور منافیات مناصب انبیا
اور اسولہ عبث و معاصی سے عصمت اکابر انبیا علیہم السلام خصوصاً شفیع المذنبین حبیب رب العالمین کے
محفوظ اور مصئون رہتی ہی اور مقصود حق تعالی بلا تکلف سبب نزول قرار پاتا ہی اور یہ سبب بجمیع الوجوہ ایسا

تو یہ ہو کہ کوئی سبب اسکے بنا ہو جیسے ستارے نہین کہ یہ سبب کسی سبب کا مخالف نہین اور سب اسباب ایک دوسرے
سے مخالفت اور منافرت رکھتے ہین اور کلام کا اسکا ارتباط ہے مثل کلام باری تعالی ہے اگرچہ خاندان
رسالت سے معاندین ہوتے ہین وہ منع نہین کیے گئے تھے پھر امام فخر الدین رازی فرماتے ہین واما قوله
تعالی وما کان استغفار ابراہیم لابیہ الا عن موعدة وعدہا ایاہ لیکن قول حق تعالی کا اور نہ تھا
استغفار حضرت ابراہیم کا اپنے باپ کے واسطے مگر بسبب وعدہ کے کہ وعدہ دیا تھا خاص کرکے اسکو یعنی
حضرت ابراہیم نے مشرک چچا کے لیے استغفار نہین کیا مگر اسوجہ سے کہ یا خود وعدہ استغفار کیا تھا یا آزر نے
وعدہ اسلام لانے کا کیا تھا تحت آیہ ہذا امام فخر الدین نے چند مسائل بیان کیے ہین جنکا خلاصہ یہ ہے کہ یہ آیت
اپنے ماقبل کی آیت سے تعلق رکھتی ہے چند وجہ **وجہ اول** یہ ہے کہ جو توہم نہ ہو انسان کو کہ ممنوع ہوے
استغفار سے مشرکین کے خصوصا اپنے چچا کی استغفار سے حضرت محمد مصطفی اور ماذون تھے حضرت ابراہیم
باوجود اس امر کے کہ جناب رسالت مآب اکمل و اجل تھے اپنے منصب مین اکابر انبیا سے بجمیع الوجوہ جب ماذون
ہوتا حضرت ابراہیم کا ثابت ہوا تو آنحضرت بالضرور ماذون قرار پاتے ہین ورنہ منقصت منصب آنحضرت
ہوتی ہے **وجہ ثانی** سبب اتصال کا ماقبل سے مبالغہ ہے وجوب انقطاع مین کہ مشرکین زندہ و مردہ سے
انقطاع واجب ہے پھر حق تعالی نے بیان کیا ہے کہ یہ حکم مختص بدین محمد صلعم نہین ہے بلکہ مبالغہ ہے اس امر مین
کہ وجوب انقطاع کا دین ابراہیم مین بھی مشروع تھا **وجہ ثالث** حق تعالی نے وصف ابراہیم کا
اواہیت اور حلم کے ساتھ فرمایا اور جو شخص موصوف باین صفات ہوگا میلان قلب اسکا استغفار پر اشد
ہوگا خصوصا اپنے باپ کے لیے اور باوجود اس صفت کے حضرت ابراہیم ممنوع ہوے تو غیر انکا بدرجہ
اولی ممنوع قرار پایا بعد اسکے امام فخر الدین فرماتے ہین کہ قرآن مجید دلالت کرتا ہے کہ ابراہیم نے استغفار کیا
اپنے باپ کے واسطے چنانچہ حق تعالی نے حکایۃ بیان کیا کہ کہا ابراہیم واغفر لابی انہ کان من الضالین
اور کہا ربنا اغفرلی ولوالدی اور سورہ مریم مین قال سلام علیک ساستغفر لک ربی وقال ایضا
لاستغفرن لک اور ثابت ہو چکا تھا کہ استغفار کفار و مشرکین کے لیے جائز نہین ہے پس یہ استغفار کرنا
کہ بعبارت مختلفہ قرآن مجید سے ثابت ہوتا ہے دلالت کرتا ہے کہ حضرت ابراہیم سے صدور ذنب کا ہوا اور
وہ عاصی قرار پائے اسکا جواب حق تعالی دیتا ہے وما کان استغفار ابراہیم لابیہ الا عن موعدة وعدہا
ایاہ یعنی نہ تھا استغفار کرنا ابراہیم کا اپنے باپ کے لیے مگر بسبب وعدہ کے کہ وعدہ کیا تھا اس سے اسمین
دو قول ہین **قول اول** یہ ہے کہ واعد آزر تھا تو معنی یہ ہوے کہ آزر نے وعدہ کیا تھا ابراہیم سے ایمان لانے کا
اس سبب سے ابراہیم استغفار کرتے تھے اسکے لیے کہ وہ ایمان لائے یعنی ضمیر ایاہ راجع ہے ابراہیم کی طرف
جب انہیں ثابت ہو گیا کہ وہ ایمان نہ لائیگا تبرأ منہ بیزار ہوے اس سے اور ترک کیا ابراہیم نے استغفار کرنا
قول دوم یہ ہے کہ واعد ابراہیم تھے تو معنی یہ ہوے کہ ابراہیم نے برجاے اسلام اس سے وعدہ

گیا تھا اس حال مین ضمیر ایاہ راجع ہوئی طرف باپ کے جب ظاہر ہوگیا کہ وہ عدو اللہ ہو تو بیزاری کی اُس سے
اور دلیل اسپر قرأت حسن ہو وعدھا اباہ بالباء فلما تبین له انه عدو الله تبرأ منه پس جسوقت ظاہر ہوا
ابراہیمؑ پر کہ وہ عدو اللہ ہو بیزاری کی اُس سے بعضے کہتے ہین بالاصرار والموت ظاہر ہوا کہ وہ دشمن خدا ہو
یعنی آزر کسی کے منع کرنے سے نہ مانتا تھا اور کفر پر بذات خود مصر رہتا تھا اور اُسی حالت مین مرا بعضے
کہتے ہین کہ فقط بالاصرار ظاہر ہوا بعض کا قول ہو کہ بالوحی ظاہر ہوا بعضے کہتے ہین کہ حالت سے ...
جب آزر مرگیا اُسوقت معلوم ہوا امام فخر الدین فرماتے ہین فکانہ تعالی یقول لما تبین له انه ...
عدو الله تبرأ منه فکونوا کذلک لان امرتکم بمتابعة ابراهیم فی قوله واتبع ملة ابراهیم حق تعالی
فرماتا ہو کہ جب ابراہیمؑ پر ظاہر ہوا کہ باپ اُنکا دشمن خدا ہو بیزار ہوے اُس سے پس ہوجاؤ تم بھی ایسے
اسلیے کہ مین نے تم کو حکم دیا ہو متابعت ابراہیمؑ کا اپنے اس قول مین واتبع ملة ابراهیم حنیفا اس قول سے
سے یہ بھی ثابت ہو کہ مومنین جمع ہو کر جناب رسول خدا کی خدمت مین آئے اور عرض کی ہمارے ...
شرک پر مرگئے ہین اور ابراہیمؑ نے اپنے آباے مشرکین کے لیے استغفار کیا تو ہم بھی اپنی اموات مشرکین
کے لیے استغفار کرین اُسوقت یہ آیت نازل ہوئی کہ یہ شان نبی و مومنین نہین ہو کہ مشرکون کے لیے استغفار
کرین اور ابراہیمؑ نے جو استغفار کیا تھا تو باستیلا اسلام استغفار کیا تھا سبب ... دشمن خدا ہونا اُسکا ظاہر ہوا
تو بیزاری کی اُس سے پس تم بھی متابعت ابراہیمؑ کی کرو کہ تم کو اتباع ملت ابراہیمؑ کا حکم دیا حق تعالی فرماتا
ہو واتبع ملة ابراهیم مومنین اُس وقت تک جانتے تھے کہ ہمارا استغفار کرنا اپنے آباے مشرکین کے لیے
مخالف ملت ابراہیمی نہین ہو کہ ابراہیمؑ نے اپنے چچا مشرک کیلیے استغفار کیا ہو اسکی وجہ سے حق تعالی نے
اُسکی توضیح فرمائی کہ ملت ابراہیمؑ مین بھی استغفار کرنا مشرکین کے لیے ممنوع تھا اور ابراہیمؑ نے مشرکین کے
لیے استغفار کیا بلکہ بر جاے اسلام یا بسبب وعدہ اسلام لانے کے استغفار کیا ورنہ مشرکین کے لیے استغفار
کرنا خلاف منصب ابراہیمؑ بھی تھا وہ کیونکر دعا کرتے اور اگر دعا کرتے تو عاصی ہوتے اور مرتبہ مین آپ کے
نقص آجاتا پھر حق تعالی فرماتا ہو ان ابراهیم لاواه حلیم اواہ کے معنی باختلاف روایات بہت سے
بیان ہوے ہین منجملہ اُنکے خاشع و متضرع و رحیم و موقن و بہت آہ کرنے والے ذکر دوزخ پر و کثیر الذکر و کارہ
وخائف من النار و نفس سرد بھرنے والے وقت حزن اور بہت رونے والے اور حلیم یعنی صاحب حلم پس
باوجود ان اوصاف کے ابراہیمؑ پر جب ظاہر ہوا کہ وہ عدو اللہ ہو بیزار ہوے اُس سے پس تم اے مومنین بطریق
اولی ہو کہ بیزاری کرو کہ یہ سب صفتین تم مین جمع نہین ہین بہ نسبت ابراہیمؑ کے تم غلیظ القلب ہو پس
اب دو امرون مین سے ایک امر کو آپ قبول فرمائین یا اقرار کرین کہ یہ آیت شان ابو طالب مین نازل نہین
ہوئی تو آپ کا اسلام و ایمان قائم رہتا ہو اور آنحضرتؐ کی بھی تنقیص شان نہین ہوتی اور اگر کسی طرح قبول
نہ فرمائین اور یہی باصرار کیے چلے جائین کہ یہ آیت شان ابو طالب ہی مین نازل ہوئی اور جناب رسول برحق نے

اُنکے لیے بارہ برس تک استغفار بھی کیا تو کیا طلب غفران اُن حضرت کا قائم مقام طلب خلف وعد و وعید خدا
قرار نہیں پاتا اور ایسے طالب غفران مردود بین خدا نہیں ہوتے اور عدم استجابت دعاے آنحضرت خصوصاً
بارہ برس تک مخالف وعدۂ الٰہی نہیں ٹھہرتا فعل عبث کرنا صاحب ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی
کا ثابت نہیں ہوتا مرتکب معصیت ہونا آنحضرت کا پایا نہیں جاتا آنحضرت کے منصب کو نقصان نہیں
پہونچتا تا اتباع ملت ابراہیمی کے مخالف نہیں ٹھہرتا انحطاط مرتبہ آنحضرت کا سبب نہیں ہوتا عدم وقفیت آئین
شرع ابراہیمی کا الزام نہیں ہوتا باوجود علم ارتکاب معاصی قرار نہیں پاتا اور عدم اتصاف بصفات ابراہیمی
ہوتا آنحضرت کا نہیں نکلتا واے ہو آپ جیسے مسلمانوں پر کہ پردہ اسلام میں وہابیت اور دہریت کو شائع
کر رہے ہیں یہ نہیں جانتے واللہ منہ نعوذہ حق سبحانہ تعالی تو اپنے انبیا و مرسلین کا کیا حفظ مراتب کرتا ہے
اور آپ کیسی کیسی توہینیں اور تذلیلیں انکا بہ انبیا خصوصاً سید المرسلین کی کرتے ہیں دیکھیے کہ جب مومنین
نے اپنے زعم باطل میں گمان کیا کہ ابراہیم نے اپنے چچا مشرک کے لیے استغفار کیا تھا اور ہم کو اتباع ملت
ابراہیمی کا حکم ہی لاؤ ہم بھی اپنے آبا و اجداد مشرکین کے لیے استغفار کریں تو فوراً حق تعالی نے ظاہر کر دیا کہ
ابراہیم کی شان سے بعید تھا اور نیز جائز بھی نہ تھا کہ وہ مشرکین کے لیے استغفار کرتے مگر اُنھوں نے بامید
اسلام یا بسبب وعدہ کے استغفار کیا اور جب انپر ظاہر ہوگیا کہ وہ دشمن خدا ہے تو بیزاری کی باوجود اس امر
کے کہ ابراہیم اواہ اور حلیم تھے اگر بصیرت ہو تو دیکھیے کیسا حضرت ابراہیم کو حق تعالی نے اس اتہام سے
محفوظ رکھا اور آپ کیا کیا تہمتیں حضرت رسول خدا کو دیتے ہیں کہ نہ جناب رسالتمآب کو ابو طالب کے
اسلام لانے کی امید باقی تھی کہ وہ رحلت فرما چکے تھے نہ ابو طالب نے اُن سے وعدہ کیا تھا اسلام لانے کا
نہ جناب رسالتمآب نے بامید اسلام اُن سے وعدہ کیا اور معاذ اللہ جناب ابو طالب کو آنحضرت کافر اور
مشرک بھی جانتے تھے اور حق تعالی لا یغفر ان یشرک بہ بھی فرما چکا تھا یہ بھی جانتے تھے کہ حضرت ابراہیم کے
وقت میں بھی استغفار کرنا مشرکین کے لیے جائز نہ تھا یہ بھی واقف تھے کہ ایسا فعل یا عبث ہے یا معصیت
اور پھر بارہ برس تک استغفار کیا کیسی بیزاری کیسی بلکہ محبت اور دوستی ظاہر فرمائی اب آپ ہی انصاف فرمائیں
کہ حضرت ابراہیم مطیع خدا اور افضل انبیا قرار پاتے ہیں یا جناب ختمی مآب اعوذ باللہ من شر الوسواس
الخناس الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنۃ والناس **قولہ** اما توہین الزمخشری نزول الآیۃ
فیہ بأن موت ابی طالب کان قبل الہجرۃ وھذا آخر ما نزل بالمدینۃ فمردود بما فی ارشاد الساری
عن الطیبی عن التقریب انہ یجوز ان النبی کان یستغفر لابی طالب الی حین نزولہا والتشدید
مع الکفار انما ظہر فی ہذہ السورۃ **اقول** اولاً استدعا اور استغفار رسول مختار کو مردود سمجھنے والے
اور وعدہ کو اللہ جل شانہ کے جھوٹا قرار دینے والے اور نسبت ارتکاب معصیت کی انبیا و مرسلین معصومین
کو خصوصاً خاتم المرسلین کو دینے والے مردود خدا و رسول ہیں جسکی توضیح اوپر بیان ہو چکی کہ طالب غفران

مشرکین مردود الٰہی ہی اور حق تعالیٰ نے ادعونی استجب لکم کا وعدہ فرمایا تھا وہ صادق الوعد ہی پس یا
جناب ابوطالب مشرک نہ تھے یا آنحضرتؐ نے استغفار نہین کیا اور کسی حالت مین نزول آیہ بشان ابوطالب مین
ثابت نہین ہوتا اور جو شخص استغفار آنحضرتؐ کو مردود اور وعدۂ الٰہی کو جھوٹا کہے وہ موذی خدا و رسول
ہی اُسکی شان مین حق تعالیٰ فرماتا ہی ان الذین یوذون اللہ و رسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والاخرۃ و
اعدلہم عذابا مہینا اور ارشاد ساری مین تقریب وطیبی سے جو کچھ مذکور ہی اُسکو آپ سمجھے نہین یہ بھی ویسا ہی
ہی جیسا کہ امام فخرالدین رازی نے حسین بن فضل کے استبعاد سے استبعاد کیا ہی اُسکا جواب بھی ہم بیان
کر آئے ہین کہ استبعاد سے اُسی وقت استبعاد فی الجملہ صحیح قرار پا سکتا ہی کہ فقط یہ بھی ایک دلیل عدم
نزول آیہ کی شان ابوطالب مین قرار دین ورنہ جو دلائل قطعیہ ہم عدم نزول آیہ کے شان ابوطالب مین
بیان کر آئے ہین اُن سب کے ساتھ ایک یہ بھی دلیل قرار دین تو کسی مسلم کو شک باقی نہین رہ سکتا اور کوئی
ذی عقل نہین کہہ سکتا کہ یہ آیت بشان ابوطالب مین نازل ہوئی **ثانیاً** عبارت ارشاد الساری انہ یجوز ان
النبی الخ اگر کہا جائے کہ آیت بشان جناب ابوطالب مین نازل ہوئی اور سبب نزول کا ممنوع ہونا جناب
رسالت مآبؐ کا استغفار سے جناب ابوطالبؑ کے تھا اور امتداد زمانۂ استغفار قریب بارہ برس کے متحقق
ہی اور اس زمانہ دراز تک استغفار کرنے کو انہ یجوز کہا گیا اور ظاہر ہی کہ جواز فائدہ ضرورت کا نہین دیتا
تو وجود استغفار بارہ برس تک اور عدم استغفار زمانۂ مذکورہ تک یہ دونون ضروری نہ ہوے بلکہ جائز ہوے
تو انہ یجوز ان النبی کان یستغفر لابی طالب الخ وانہ یجوز ان النبی ما کان یستغفر لابی طالب دونون
امرون کا احتمال ہوا والاحتمال لا یقوم مقام الاستدلال اگر آپ فرماوین کہ دونون احتمال تو پائے جاتے
ہین مگر احتمال غالب یہی ہی کہ ان النبی کان یستغفر لابی طالب الی حین نزولہا واقع ہوا تو جواب اُسکا
یہ ہی کہ احتمال غالب کو بھی ہم تسلیم کیے لیتے ہین مگر احتمال غالب کو ظن کہتے ہین اور نص صریح اُسکے بطلان پر
موجود ہی قولہ تعالیٰ وان الظن لا یغنی من الحق شیئا پس ظنیات اور احتمالات سے یقینیات کو رد کرنیوالے
مردود ہین اور تزئیف واستبعاد فقط زمخشری نے نہین کی ہی بلکہ اور علما نے بھی کی ہی جیسا کہ تفسیر خازن
اور تفسیر کبیر وغیرہ مین موجود ہی اور اُسکا جواب بھی بالتصریح ہم بیان کر چکے ہین اور تشدید مع الکفار اگرچہ
اسی سورہ مین نازل ہوئی ہی مگر ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک قبل اس سورہ کے نازل
ہو چکا تھا اور ادعونی استجب لکم بھی حق تعالیٰ فرما چکا تھا اور اتباع ملت ابراہیمی کا حکم بھی ہو چکا تھا
قبل بعثت جناب رسول مقبول بھی ملت ابراہیمی پر تھے استغفار کرنا مشرکین کے لیے ملت ابراہیم مین بھی جائز
نہ تھا پس کس طرح ممکن ہی کہ آنحضرتؐ نے مشرک چچا کے لیے بارہ برس تک استغفار کیا اور یہ آیت اُنکی شان
مین نازل ہوئی **قولہ** قال اعنی القسطلانی قال فی فتوح الغیب ہذا ہو الحق ورد روایۃ نزولہا فی ابیطالب
ہو الصحیح الخ ولکن اورد الامام الرازی فی الکبیر قال العلامۃ الخفاجی فی عنایۃ القاضی بعد نقل

ہٰذا ہو التقریب اعتقدہ من بعدہ من الشراح ولا ینافیہ قولہ فی الحدیث فنزلت لاحتمال استغفارہ لہ الی نزولہا **اقول** لو سلمنا روایۃ نزولہا فی ابی طالب ہی الصحیحۃ اور قول قسطلانی قال فی فتوح الغیب
ہٰذا ہو الحق یہہ حق اور پھر ہمارے مطلوب کے مخالف نہین اور آپکے مفید مطلب نہین کہ روایتین
بقول برزنجی اور زینی حذف و اختصار واقع ہوا ہی اور بقول زرقانی کہ شیخ مواہب مین مذکور ہی کہ راویون
کی روایتین مختلف ہو گئین بسبب اونکے تصرف کرنے کے اگر پوری روایت بیان کی جاتی تو ہو الحق اور ہی
الصحیح کی نوبت نہ آتی اور احتمال مرتفع ہو جاتا اسواسطے کہ جسوقت جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا
لاستغفرن اللہ ما لم انہ عنک تو مومنین نے بھی چاہا کہ ہم اپنے چچا کے لیے استغفار کرتے ہین ابراہیم نے
اپنے چچا کے لیے استغفار کیا الخ ہم بھی استغفار کرین اور یہہ نہ سمجھے کہ ابراہیمؑ نے کیون استغفار کیا تھا اور جناب
رسول خداؐ نے کیون لاستغفرن فرمایا اور لگے اپنے آبا مشرکین کے لیے استغفار کرنے تو نزول اس
آیت کا ہوا اور حق تعالی نے بیان کر دیا کہ حضرت ابراہیمؑ کا استغفار بسبب وعدہ کے تھا کہ بامید اسلام
اوسکی حیات تک استغفار کیا اور جب اوسپر ثابت ہو گیا کہ وہ دشمن خدا ہی اور اسی حالت مین مر گیا تو بیزار
ہو گئے ابراہیمؑ پس مومنین کسی طرح جائز استغفار کرنے کے آبا مشرکین کے لیے نہین ہو سکتے اور دلیل
اسپر خود قول حق تعالی ہی والذین امنوا الخ مومنین کو لازم نہین ہی کہ استغفار کرین مشرکین کے لیے اگر مومنین
استغفار اپنے آبا مشرکین کے لیے نہ کرتے حق سبحانہ تعالی والذین امنوا نہ فرماتا حاصل یہ ہی کہ جناب
رسول خداؐ کا لاستغفرن اللہ ما لم انہ عنک فرمانا سبب ہوا استغفار کرنے کا مومنین کے لیے اور یہی
قول نے انحضرت کے اون مومنین کو یاد دلایا قصہ حضرت ابراہیمؑ کا پس ان لوگون نے گمان کر لیا کہ ابراہیم
کا چچا مشرک تھا اور ابراہیمؑ نے اوسکے لیے استغفار کیا اور چونکہ جناب ابوطالب کا ایمان بھی مخفی تھا انکو بھی
مشرک سمجھ لیا اور اپنے واسطے اوسکو حجت گردانا اور لگے استغفار کرنے اونکا استغفار کرنا سبب نزول کا یہ ہوا
کہ ابراہیمؑ کو اور مومنین کو لائق نہین ہی کہ مشرکین کے لیے استغفار کرین یعنی استغفار کرنا ابراہیمؑ کے وقت مین
بھی جائز نہ تھا نہ مومنین کے لیے جائز ہی اور معنی خفی اس آیت سے یہہ بھی نکلتے ہین کہ پیغمبر خدا نے استغفار
مشرکین کے لیے نہین کیا کہ ملت ابراہیمؑ مین بھی ممنوع تھا وہ کس طرح استغفار فرماتے کہ اونکی شان ارفع
اور اعلی ہی تمام انبیا اور مرسلین سے اور انحضرت معصوم ہین بلا خلاف راویون کے حذف و اختصار اور
تصرف اور زعم سے لاستغفرن لک ما لم انہ عنک پر روایت ختم ہو گئی یہی ہی الصحیح اور ہو الحق
سب صحیح اور جناب رسالتمآبؐ کا لاستغفرن الخ فرمانا ابوطالب کی نسبت اور نزول آیت سب برحق ہی
اور صحیح اور آپ مخبوط الفکر اور مطلب ہمارا حاصل کہ نہ جناب رسالتمآبؐ نے اپنے کسی چچا مشرک کے لیے
استغفار کیا نہ یہ ممانعت آنحضرتؐ کو ہوئی نہ یہ آیت شان ابوطالب مین نازل ہوئی مومنین کے احتمال اور
راویون کے حذف و اختصار و تصرف کو تو آپ نہ سمجھے اور جناب ابوطالبؑ اور جناب رسالتمآبؐ دونوکو

آپنے ٹھیرلیا جناب ابوطالب کو مشرک اور کافر قرار دیدیا اور جناب رسول خدا خاتم الانبیا کو معاذ اللہ خاطی اور
عاصی اور مردود خدا بنادیا اور خود ذات اقدس الٰہی کو مخالف الوعد ٹھہرادیا لاحول ولا قوۃ الا باللہ آپکی فکر فاسد
اور خیال کاسد نے جناب ابوطالبؑ و رسول خدا و خدا سب کو متہم بقبائح کر دیا اگرچہ حق تعالی نے حضرت ابراہیمؑ
کو تو بالکل بری کردیا کہ انکا استغفار بسبب وعدہ کے تھا اور باوجود یکہ وہ اواہ و حلیم تھے اسپر بھی جب
انپر ثابت ہوگیا کہ آزر دشمن خدا ہی تو بیزاری انھون نے کی واسطے ہی استثناء محمدی ہی پر کہ آجتک وہ سید المعصومین
خاتم المرسلین کو مرتکب معاصی اور خطا قرار دیتے ہین کہ نہ بسبب وعدہ کے اون حضرت نے استغفار کیا نہ بامید اسلام
استغفار کیا بلکہ اصرار کیا استغفار مشرکین پر اور حق تعالی نے بھی ادعونی استجب لکم فرماکر دعا سے آنحضرت قبول
نہ کی جب جناب رسول خدا اور خدا کو آپ نے نہ چھوڑا تو جناب ابوطالبؑ کہان کے فی الحقیقت رباعی جو جناب
علی بن ابی طالبؑ کی طرف منسوب ہی اگر بنظر انصاف دیکھیے تو کم از آیت و حدیث نہین وہ یہ ہی قیلان لا لہ
ذو ولد قیلان الرسول قد کہنا ما نجی اللہ والرسول معا من لسان الوری فکیف انا ماصل
یہ ہی کہ آپکی زبان سے نہ خدا بچا اوسکا رسول نہ ابوطالبؑ نے نجات پائی رسالہ شرح المطالب تو آپ نے
رقم فرمایا اگرچہ خسر الدنیا والآخرۃ ہوگئی قولہ وکذا رواہ الامام الرازی فی الکبیر وقال العلامۃ الخفاجی
فی عنایۃ القاضی بعد کلام التقریب اعتمدہ من بعدہ من الشراح ولا ینافیہ قولہ فی الحدیث
فنزلت لامتداد استغفارہ لہ الی نزولہا اقول یہ بھی وہ ہی فریب دہی کی اور فطرتی آپکی چال ہی
کہ ھذا ھو الحق وروایۃ نزولہا فی ابی طالب ھی الصحیح الخ لکھکر رقم فرماتے ہین وکذا رواہ الامام
الرازی فی تفسیر الکبیر تاکہ ہر شخص یہ ہی سمجھے کہ امام رازی کے نزدیک بھی یہی حق اور صحیح ہی تو ہم کو بھی
آپکی شان مین کلمہ حق اور صحیح کہنا پڑتا ہی کہ آپ مفتری کذاب ہین کہ امام رازی نے اسباب نزول کو اقوال
مختلفہ سے بیان کیا ہی اوس مین ایک قول یہ بھی بیان کیا ناقل قول کو قول نہین کہتے حق تعالی نے کلام مجید مین
اقوال کفار کو بکثرت نقل کیا ہی تو کیا اون اقوال کو آپ قول خدا قرار دیجیے گا اور پرانی چال بت پرستی کی نہ چھوڑیے گا
اور دلیل اوسپر قول خدا بیان فرمائیے گا کہ حق تعالی نے کلام مجید مین بھی فرمادیا ہی کہ لاتذرن ودا ولا سواع و
لا یغوث ویعوق ونسر کہ ہرگز نہ چھوڑو تم ود اور سواع اور یغوث اور یعوق اور نسر کو کہ یہ پانچون بت تھے
اگر یہ ہی آپ کا مذہب ہی تو آپکو مبارک رہے لکم دینکم ولی دین مگر امام فخر الدین رازی نے تو اقوال مختلفہ
اپنے تفسیر مین بیان کیے اور جو فضائح اور قبائح اس روایت سے اور اوس روایت سے جو در بارہ والدہ آنحضرت
وارد ہین بوضاحت تمام کس کس طرح بیان فرمائے ہین کہ کسی آیت اور حدیث سے وہ رد نہین ہوسکتے پھر آپ نے
اونکو بھی تو نقل فرمایا ہوتا مین یہ نہین کہتا کہ آپ نے اپنا مذہب قرار دیا ہوتا بیان فخر الدین رازی کو مگر نقل
قول سے امام فخر الدین کے آپکی بد دیانتی کا انکشاف نہ ہوتا مگر آپ تو مرید ہین اوس مرید کے جس کا قول
لاعو بنہم ہی اگر ہم کو آپکی فقط رد منظور ہوتی تو جن علما و مفسرین و محدثین کے نام آپ نے رقم فرمائے ہین

[illegible] اقوال [illegible] ولن [illegible] وکتابون مین نقل کیے ہین ہم بھی انھین کو نقل کر دیتے مثلا
[illegible] تم [illegible] آیۃ انک [illegible] کہ کشاف زمخشری اور تفسیر کبیر مین [illegible] الا ذجاج اجمع
[illegible] انھا نزلت فی ابی طالب [illegible] کا جواب اتنا ہی تھا کہ آپ کا یہی کذاب ہین تفسیر کبیر مین انتہ
[illegible] الاولی ھذہ الایۃ لا دلالۃ فیھا ظاھرا علی کفر ابی طالب اور اس آیت کے جواب مین بھی [illegible]
[illegible] الامام الرازی فی الکبیر عن علی انہ سمع رجلا یستغفر لابویہ المشرکین الخ فنزلت ھذہ الایۃ
تجھے جواب تو ہو گیا مگر ہم کو تو اظہار کرنا ہی آن اُن تحریفات اور تکذیبات کا [illegible] اور تدلیسات کا جنکو
آپ نے تلویحات و تلبیسات متنوعہ سے آراستہ کیا ہی کہ آپ کا کشف استار ہو جائے اور عوام دھوکا نہ کھائین
ورنہ حق تعالی تو اپنے عباد مخلصین سے [illegible] کر چکا ہی الا عبادنا المخلصین فرما کر مستثنی فرما دیا ہی ورنہ تو کبھی آپ کے
دھوکے مین نہ آوینگے اور سورۂ [illegible] آپ کی شان مین تلاوت فرماوینگے اور اسی طرح سے آپنے
علامہ خفاجی اور عنایت القاضی وغیرہ کا نام رقم فرمایا اُس سے مطلوب آپ کا گنوانا ہی کتابون کے نام اور
اسمائے علمائے اعلام قولہ اقول [illegible] علی الاستمرار واستدامۃ الاستغفار قول سید الابرار صلی اللہ
تعالی علیہ وسلم لاستغفرن لک ما لم انہ عنک فرد لمدۃ او الحدوث التجویز والاستظہار اقول خیر
تو ہی مزاج ایسا ہی آپ کے نظیر جو مشہور بہ نذیر احمد تھے فالج و لقوہ مین مبتلا ہوے بد زبانی اور بغض خاندان
نبوت کا دنیا ہی مین مزا چکھا وہان کا حال خدا جانے [illegible] قعر دوزخ مین مقر ہوا اب کیا آپ کو بھی سرسام ہوا
ہذیان لاحق ہوا کہ اردو بولتے بولتے عربی مین مثل بعیر بلبلا نے لگے نہین نہین ہذیان نہین ہی یہ بھی وہ ہی
عام فریبی مکاری دغا بازی ہی کہ عوام اردو خوان اس رسالہ کو پڑھین اور ضرور گمان کرین کہ کسی بڑے عالم
کا رسالہ ہی جو عربی مین دستگاہ کامل رکھتا ہی اللہ اکبر عربی مین بھی جواب گھڑ ڈالا سبحان اللہ سبحان اللہ آپ بھی
کیا باریک بین ہین ابلیس کے بھی استاد بلکہ اغوا کے ایسے ایسے راستہ آپ کو یاد ہین کہ شیطان بھی آپ سے
فراری ہی اقول کی عبارت سے آپ کا کیا مطلوب ہی آیا آپ نے نزول آیہ شان ابوطالب مین ثابت فرمایا
یا توہین و تذلیل جناب ختمی مآب کی فرمائی ہی یا مطلوب آپکا جھٹلانا ہی خدا کو اسواسطے کہ استمرار و استدامت
استغفار سید ابرار زمانۂ دراز یعنی بارہ برس تک دلالت کرتا ہی کہ آنحضرت کو انتہا کی محبت تھی جناب ابوطالب
سے اور حق تعالی نے اپنے حبیب سے وعدہ ادعونی استجب لکم فرمایا تھا ضرور بحبت استغفار وہ مستحق
جنت ہوے دعاے آنحضرت بلا تاخیر مقبول ہی اور استمرار و استدامت باعث علو مرتبت جناب ابوطالب
کا ہوا اور آپ تو بارہ برس تک استغفار فرمانے کی آنحضرت کے گواہی دیتے ہین مگر جناب ابوطالب کی پرورش
و حمایت و سرگرمی افشاے رسالت اور محبت قلبی اُنکی و انتہا درجہ کی مشقتین اور محنتین اور تکلیفین
اُٹھانا راہ خدا مین اور محبت رسول مقبول مین مشہور و معروف ہی اور محبت رکھنا خدا کا اور رسول خدا کا جناب
ابوطالب کو آپ کی زبان سے اور بیان سے ثابت ہی اور حق سبحانہ تعالی نے تو من احببت فرما کر اظہار محبت

رسول مقبول جناب ابوطالبؑ سے بوضاحت آشکار کر دیا پھر کیونکر ممکن ہے کہ رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین اپنے دوست کے لیے استغفار نہ کریں اور یہ بھی یاد رہے کہ خاصان خدا اولیاء اللہ بالخصوص انبیاء و مرسلین خصوصاً شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین سید المرسلین حضرت محمد مصطفی صلوات اللہ علیہ و علیہم اجمعین ممکن نہیں کہ دشمنان خدا و کفار و مشرکین کو دوست رکھیں بیشک اور بے شبہ ابوطالبؑ کو آنحضرتؐ دوست رکھتے تھے اور بارہ برس تو کیا بلکہ حضرت رسالت مآبؐ نے اپنے وقت وفات تک استغفار فرمایا ہوگا اور کسطرح ممکن ہے کہ ابوطالب تو مرتے دم تک اپنی جان اور مال و اولاد فدائی پائے آنجناب فرمائیں اور باوجود تمام کفار قریش و عرب کے ایک دل ہو جانے کے اور اذیتیں اور ایذائیں پہونچانے کے حضرت ابوطالبؑ آنحضرت کو رسول کموسی اور آپ کے دین کو خیر الادیان فرماویں اور حفاظت و حراست سے ہاتھ نہ اٹھائیں اور شفیع المذنبین ایسے محب خالص بے ریا کو ایک کلمۂ استغفار سے بھول جائیں بلکہ بالضرور جب آنحضرت بخضوع و خشوع بارگاہ کبریائی میں اپنے واسطے دعا فرماتے ہونگے جناب ابوطالب کو بھی اس وقت خاص پر یاد فرماتے ہونگے حتی کہ وقت وفات تک جب آنحضرت نے اپنے واسطے استغفار فرمایا ہوگا تو ضرور جناب ابوطالب کے واسطے بھی استغفار کیا ہوگا فہذا مقام الجزم دون التجویز والاستظہار اور آپ تو دشمن خدا و رسول ہیں کہ استمرار اور استدامت استغفار کو سید ابرار کے بارہ برس تک عبث قرار دیتے ہیں یا معصیت اور دونوں حالتوں میں نقصان منصب یا انحطاط مرتبۂ نبوت آنحضرتؐ ختمی مرتبت ہوا جاتا ہے یہ توہین اور تذلیل نہیں ہے تو کیا اختتام درجۂ نبوت و رسالت اسی کا نام ہے پس صاف ظاہر ہے کہ آپ دشمن خاندان رسالت فی الظاہر اور دشمن رسول برحق فی الباطن ہیں کہ درپردہ دشمنی فرما رہے ہیں یہ تو دشمنی مخفی جناب رسالت مآبؐ سے جو بیان ہوئی اب دشمن خدا ہونا آپ کا خود ظاہر ہے کہ جو دشمن رسول ہے وہ دشمن خدا ہے مگر یہ دشمنی بالواسطہ ہے آپ تو بلا واسطہ دشمن خدا ہیں کہ فرماتے ہیں کہ استمرار اور استدامت استغفار سید ابرار مقبول بارگاہ ایزد غفار نہ ہوئی حاصل آنکہ حق تعالی ادعونی استجب لکم کا وعدہ فرما چکا تھا تو معاذ اللہ خدا نے ایفائے وعدہ نہ کیا اور مخالفت الوعد ٹھہرا قطع ہو زبان اُن لعینوں کی جو خدا کو جھوٹا اور مخالف الوعد قرار دیتے ہیں اور تو کیا کہوں **قولہ** علان الامام الجلیل السیوطی فی کتاب الاتقان عقد فصلا لبیان ما نزل من ایات السورۃ المکیۃ بالمدینۃ و بالعکس وذکر فیہ عن بعضہم ان ایۃ ما کان للنبی الایۃ مکیۃ نزلت فی قولہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم لابی طالب لاستغفرن لک ما لم انہ عنک واقرہ علیہ فعلی ہذا یزھق الاشکال من راسہ **اقول** امام سیوطی نے کتاب اتقان میں جس فصل میں بیان کیا ہے نزول آیات کا اس حیثیت سے کہ سورہ مکی ہے اور بعض آیات اُسکے مدنی ہیں اور سورہ مدنی ہے اور بعض آیات اُسکے مکی ہیں یہ تو صحیح لیکن وذکر فیہ عن بعضہم یعنی ذکر کیا بیچ اُسی کتاب اتقان کے بعض محققین سے یہ بعضہم کون ہیں کسی وقت تو فریب و خدع و مکر کو ترک فرمائیے ذرا سی توجہ فرمائیں

مطابق فرمائیں عن بعضہم ان اٰیۃ ماکان للنبی الاٰیۃ مکیۃ نزلت فی قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام
لابی طالب لاستغفرن لک مالم انہ عنک یہ عبارت خود اس خائن کی ہے یا اسکو عبارت اتقان کہہ سکتے ہین
اب ہم اس تحریف اور تصرف کو بھی واضح کیے دیتے ہین کہ جن لوگون نے استثنی کیا ہے اس آیت کا وہ مذکورہ
بعضہم ہین کہ مجہول الحال ہین جیسا کہ اوپر ہم بیان کر آئے ہین کہ جب تک وہ بعض معیّن اور مشخص نہ کیے
جائین اور عدالت اور راستی اُنکی ثابت نہ ہو اُس وقت تک اُنکا قول پایۂ اعتبار سے ساقط ہے اور لفظ
لما ورد کو عبارت سے تحریف کر دیا حالانکہ اسی لفظ لما ورد نے مشتبہ کر دیا ہے اُن بعض کو کہ نزول آیہ
مکہ مین ہوا سوا سے اس لفظ ورد کے کوئی دلیل اُنکے پاس نہین تھی اگر کوئی دوسری دلیل اُنکے پاس ہوتی تو
ضرور وہ بیان کرتے پس اس لفظ ورد کو اُنھون نے دلیل گمان کیا اور کہہ دیا لما ورد انہا نزلت فی قولہ
اور یہ کلام بعضہم مستلزم دوریہ ہے اسلیے کہ کفر جناب ابی طالب کو موقوف کرتے ہین اس آیہ کے مکی ہونے پر
اور اس آیت کا مکی ہونا موقوف کرتے ہین قول آنحضرت لاستغفرن پر اور قول آنحضرت لاستغفرن کو موقوف
کرتے ہین کفر ابی طالب پر اور کفر ابی طالب کو موقوف کرتے ہین اس آیت کے مکی ہونے پر اور یہی دور ہے
فقہ لکن یدفع الاشکال من راسہ ما رہو قال قولہ ثم ان لفظ البخاری فی کتاب التفسیر فانزل
اللہ تعالی بعد ذلک قال الحافظ فی فتح الباری الظاہر نزولہا بعدہ بمدۃ لروایۃ التفسیر الخ
وھذا ایضا یطیح الشبہۃ من راسہا افادھذین العلامۃ الزرقانی فی شرح المواہب وبعد
التثبت والتبین اذ قد افصح الحدیث الصحیح بنزولہا فیہ فکیف یداخلہ الوسواس اقول
تفاسیر کا احوال اور اُنکے اختلافات کو ہم بیان کر چکے ہین مگر آپ کو تو کوئی [illegible] اور اسمائے علماء کا
مد نظر ہے آنکھین بند کر کے لکھے چلے جایئے کہ انہی تفسیرون اور کتابون سے اور انہی [illegible] اقوال سے کفر ابو طالب
ثابت ہے اور اپنی جبلی عادت سے بھی باز نہ آیئے مکر و فریب سے امر حق کو پوشیدہ کیے جایئے ناقل اسکے
کہ الحق یعلو ولا یعلی مشہور ہے امر حق کسی کے پوشیدہ کرنے سے مخفی نہین ہو سکتا اگرچہ آپ نے تو بڑی کوشش
اور عرق ریزی فرمائی ہے عبارات تفاسیر کو منتشر کر کے رقم فرمایا کہ تعارض اور تضاد جو تفسیرون مین ہے وہ مخفی
ہو جائے ہم بھی انھین تفاسیر کی عبارت کہ جسکو آپ نے نقل فرمایا ہے جمع کر کے ایک تفسیر کی عبارت دوسری
تفسیر کی عبارت سے مقابل کر کے اُنکا تعارض اور تضاد ظاہر کیے دیتے ہین کہ ہر خاص و عام آپکی تزویر
اور دام مکر سے رہائی پائے آپ کے فریب مین نہ آئے جس تفسیر کو آپ نے تفسیر امام نسفی کا خطاب دیا ہے
اُسی مین یہ عبارت ہے ہم علیہ الصلوٰۃ والسلام ان یستغفر لابی طالب فنزل ماکان للنبی یعنی قصد کیا جناب
رسالت مآب نے کہ استغفار کرین ابی طالب کے واسطے پس نازل ہوئی آیت ماکان للنبی الخ پھر دو صفحون
کے بعد آپ رقم فرماتے ہین قال الحافظ فی فتح الباری الظاہر نزولہا بعدہ بمدۃ بروایۃ التفسیر کہا
حافظ نے فتح الباری مین کہ تحقیق کہ ظاہر ہے نازل ہونا اُسی آیت کا بعد ایک مدت کے بسبب روایت تفسیر کے

[illegible]

پس ان دونون تفسیرون کو ملا ئیے کہ تفسیر امام شفعی مین تو قصد کرنا آنحضرت کا استغفار کے لیے اور نازل ہونا آیت کا ہی اور فتح الباری مین نازل ہونا آیت کا بعد ایک مدت مدید کے ہی آیا ہو ایک دوسرے کی ضد ہی کہ نہین اور آپس مین ایک دوسرے کا معارض ہی کہ نہین پھر آپ نے رقم فرمایا ان لفظ البخاری فی کتاب التفسیر فانزل اللہ تعالی بعد ذلک اور قبل اسکے آپ فرما چکے ہین کہ قال العلامۃ الخفاجی فی عنایۃ القاضی لاینافیہ قولہ فی الحدیث فنزلت لامتداد استغفارہ لہ الی نزولہا ان دونون مین بھی وہی تعارض اور تضاد موجود ہی اور اذا تعارضا تساقطا مشہور ہی یہ جواب تو اس وقت مین ہماری طرف سے ہی جب ہم آپ کی تحریر کو قابل اعتنا سمجھین لیکن حال آپ کی دیانت داری کا تو معلوم ہی کہ آپ نقل اقوال بھی بغیر کاٹ چھانٹ اور تغیر و تبدل کے نہین کرتے چنانچہ یہی عبارت ان لفظ البخاری فی کتاب التفسیر فانزل اللہ بعد ذلک دلالت کرتی ہی آپ کی نیک نیتی پر اسواسطے کہ صحیح بخاری شریف مین کتاب التفسیر مین تو اسطرح لکھا ہی باب قولہ تعالی ما کان للنبی والذین امنوا ان یستغفروا للمشرکین حدثنا اسحق بن ابراھیم قال اخبرنا عبد الرزاق قال اخبرنا معمر عن الزھری عن سعید بن المسیب عن ابیہ قال لما حضرت ابا طالب الوفاۃ دخل علیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعندہ ابوجہل وعبد اللہ بن ابی امیۃ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ای عم قل لا الہ الا اللہ احاج لک بہا عند اللہ فقال ابوجہل وعبد اللہ بن ابی امیۃ یا ابا طالب اترغب عن ملۃ عبد المطلب فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لاستغفرن لک ما لم انہ عنک فنزلت ما کان للنبی والذین امنوا ان یستغفروا للمشرکین الآیۃ پھر آپ یہ عبارت فانزل اللہ بعد ذلک کہا سے لائے کیا کوئی صحیح بخاری بھی تصنیف فرمائی ہی یا اس صحیح بخاری کی اصلاح فرمائی ہی یہ تو حال آپ کی دیانت داری کا ہی جو ذرا ہوش و حواس درست فرماکر حدیث مندرج صحیح بخاری شریف کو ملاحظہ فرمائیے کہ قول آنحضرت قل یا عم کے بعد انکار کرنا جناب ابوطالب کا ثابت نہین ہوتا بلکہ جناب رسالت مآب کا قریب وفات ابوطالب تشریف لانا اور سامنے ابوجہل و عبد اللہ ابن ابی امیہ کے قل یا عم لا الہ الا اللہ فرمانا اور ان دونون کا یا ابا طالب اترغب عن ملۃ عبد المطلب کہنا پس فرمانا آنحضرت کا لاستغفرن اور نزول آیہ یہ سب تو موجود ہی مگر انکار کرنا ابوطالب کا مذکور نہین اور نہ ذکر کرنا امام ہمام بخاری کا انکار ابوطالب کو بے وجہ نہین اسواسطے کہ جب فرمانا رسول مقبول کا قل یا عم لا الہ الا اللہ ثابت ہی تو دو حال سے خالی نہین یا اقرار کیا ابوطالب نے یا انکار اور جب دونون امرون کو امام بخاری نے ذکر نہ فرمایا تو قل یا عم کے جواب مین سکوت پایا گیا اور سکوت مین دونون احتمال ہوسکتے ہین کہ سکوت کیا ابوطالب نے قل یا عم لا الہ الا اللہ پر یا سکوت کیا یا ابا طالب اترغب عن ملۃ عبد المطلب پر دونون صورتون مین سکوت اقرار اور انکار دونون پر دلالت کرتا ہی اور دلیل اسپر خود قول آنحضرت ہی کہ فرمایا لاستغفرن لک ما لم انہ عنک مراد آنحضرت کی یہ ہوئی کہ سکوت ابوطالب اگر اقرار ہی تو منع نہ کیا جاؤنگا اور اگر انکار ہی تو ممانعت ہوگی اسواسطے

کہ مشرکین کے باب میں تو ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذلک وارد ہو چکا تھا پس جان بوجھ کر
آنحضرت کس طرح مشرک کے لیے استغفار فرماتے اسی سے ثابت ہو گیا کہ سکوت ابو طالبؑ کو آنحضرتؐ نے کفر قیاس
نہیں فرمایا اور بارہ برس تک مطابق مقولہ بعض مفسرین الی حین نزولہا استغفار کیا گیا اور اس قول
لاستغفرن کو آنحضرتؐ کے مومنین نے سنا اور اپنے نزدیک جناب ابو طالبؑ کو کافر ٹھہرا دیا اور جناب رسالتمآب
کو استغفار کرنے والا مشرک کا قرار دیا اور مشابہ کر دیا اس امر کو قصہ حضرت ابراہیمؑ سے اور ان دونوں امر کو
اپنے واسطے حجت گردانا اور لگے اپنے آباے مشرکین کے لیے استغفار کرنے حق تعالی نے یہ آیت نازل
فرمائی ما کان للنبی الخ کہ نہیں لائق ہے نبی اور مومنین یعنی نبی کے منصب کے خلاف ہے کہ مشرکین کے لیے استغفار
کریں اگرچہ وہ قرابت میں اقرب ہوں یعنی ماں باپ کیوں نہ ہوں اب ہم یہاں پر عرض کرتے ہیں کہ ما کان
کے معنی تو ما ینبغی کے ہیں جیسا کہ امام فخر الدین رازی نے تصریح فرمائی ہے پس مومنین نے تو بسبب عدم
واقفیت اور عدم عصمت کے نالائق کام کیا کہ اپنے آباے مشرکین کے لیے استغفار کرنے لگے مگر معصوم صاحب
ان هو الا وحی یوحی کو کون نسبت نالائق کام کرنے کی دے سکتا ہے یہی امر اس آیت سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ لائق شان
نبی نہیں ہے کہ مشرکین کے لیے استغفار کریں یعنی مومنین گمان نہ کریں کہ جناب رسالتمآبؐ نے مشرک کے لیے
استغفار کیا کہ یہ امر انکے منصب کے مخالف ہے اور ظاہر ہے کہ مشرکین دشمن خدا ہیں پس حبیب خدا دشمن خدا کا
حبیب نہیں ہو سکتا اسی وجہ سے متنبہ کیا مومنین کو کہ تمہارا گمان حضرت ابراہیمؑ کی طرف بھی حق نہیں ہے کہ انھوں نے
بھی بسبب وعدہ کے استغفار کیا تھا بامید ایمان اور جب انپر ثابت ہو گیا کہ وہ عدو اللہ تھا اور مر گیا تو
بیزار ہوئے اس سے باوجودیکہ ابراہیمؑ اواہ اور حلیم تھے اور اسی سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ نزول آیہ شان
مومنین میں ہوا اور آنحضرتؐ کو ممانعت بھی نہ ہوئی اور اقرار کرنا ابو طالبؑ کا ثابت نہ ہو گیا اور یہ سبب ثبوت
اسی حدیث سعید ابن المسیب سے ہے کہ جو مذکور ہے صحیح بخاری شریف میں اگرچہ اسی حدیث کو دوسرے محدثین
اور مفسرین نے لکھا ہے اور اس میں انکار ابی طالب بھی ذکر کیا ہے مگر ان احادیث اور تفاسیر میں احتمال زیادتی
اور کمی کا ممکن ہے بخلاف حدیث مندرج صحیح بخاری کے کہ اس میں زیادتی اور کمی کا احتمال بھی نہیں ہو سکتا کہ
اسکی صحت پر اتفاق ہے اب فانزل اللہ بعد ذلک رقم فرمانا آپ کا مکر و فریب ہے اور بالفرض فانزل اللہ
بعد ذلک کو تسلیم بھی کر لیں تو بعد ذلک کا مشار الیہ کون ہے کہ حدیث میں صحیح بخاری کی تو انکار کرنا جناب
ابو طالب کا مذکور نہیں بلکہ قول ابوجہل ترغب عن ملة عبد المطلب ہے اور فرمودہ ختمی مآب لاستغفرن
ہے اسکے بعد فنزلت ما کان ہے پس یہ ف تعقیب کی ہے یا سببیہ کی جواب فرمائیں وہ سنی لیں مگر نزول آیہ
شان ابو طالب میں قرار نہیں پاتا فہذہ البراهین القاطعة طوالج لقولک و یطیح المتحیر من راسها
اور یہ جو آپ رقم فرماتے ہیں اذ قد افصح الحدیث الصحیح بنزولها فکیف نزد الصحاح بالھوسات یہ
بھی ایک دلیل ہے آپ کی عدم ممارست کی علم کلام و حدیث سے اور نہ افصاح الحدیث کی رد افلاح البراهین

عقلی و نقلی سے باحسن الوجوہ ممکن ہی یہ راز بھی آپ پر منکشف ہوا جاتا ہی کہ جسکو آپ نے لفظ ہوسات سے خطاب
کیا ہی وہ وہی مصدر راز فصاحت قرار پاتے ہین اور جنکو آپ صحیح سمجھ رہے ہین ہوسات ہوے جاتے ہین اور آپکا
کلام مردود کا مردود رہتا ہی بعد آیت ثالثہ فصل دوم مین جو آپ نے رقم فرمایا ہی اُسی کے جواب مین پہلے
ہم کیفیت روایات صحیحہ اور راویان احادیث وغیرہ سے بحث کر کے آپ کی خوش فہمی وغیرہ واضح کیے دیتے ہین
خاطر مطمئن رکھیے **قولہ** آیت ثالثہ قال عز جدہ وھم ینھون عنہ و ینئون عنہ وان یھلکون الا انفسھم
وما یشعرون وہ اس نبی سے اور ون کو روکتے اور باز رکھتے ہین اور خود اُسپر ایمان لانے سے بچتے ہین
اور اُسکے باعث خود اپنی ہی جانون کو ہلاک کرتے ہین اور انھین شعور نہین یعنی جان بوجھ کر بے شعورون کے
سے کام کرے اُس سے بڑھ کر بے شعور کون سلطان المفسرین سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالی
عنہما اور اُنکے تلمیذ رشید سیدنا امام اعظم کے اُستاد مجید امام عطا ابن ابی رباح و مقاتل وغیرہم مفسرین فرماتے
ہین یہ آیت ابوطالب کے باب مین اُتری ہی تفسیر امام بغوی محی السنۃ مین ہی قال بن عباس و مقاتل
نزلت فی ابی طالب کان ینھی الناس عن اذی النبی و یمنعھم و ینأ عن الایمان بہ ای یبعد انوار تنزیل
مین ہی ینھون عن التعرض لرسول اللہ و ینأون عنہ فلا یومنون بہ کابی طالب **اقول** جواب اول
امر اول یہ نسبت اقوال مفسرین کے پہلے ہی کلام علماے اعلام و ثقات کرام و محققین ذی احتشام سے
ثابت ہوچکا ہی کہ تفسیرین مفسرون کی احادیث موضوعہ و ضعیفہ و آحاد سے مملو ہین اور بعض ہی اُن مین کی
ایسی ہونگی جنھین حق تعالی نے محفوظ رکھا ہو کہ اُنھون نے احادیث موضوعہ اور ضعیفہ اور احاد سے اجتناب
کیا ہو اور اپنی تفسیرون کو بچایا ہو امر ثانی اُنکا قول حجت نہین جیسا کہ بوضاحت یہ بھی مذکور ہوچکا ہی
امر ثالث حافظ سیوطی نوع تاسع مسئلہ خامسہ مین اتقان کے فرماتے ہین کثیرا ما یذکر المفسرون
لنزول الآیۃ اسبابا متعددۃ فان عبر احدھم بقولہ نزلت فی کذا والآخر نزلت فی کذا وذکر امرا
آخر فقد تقدم ان ھذا یراد بہ التفسیر لا ذکر اسباب النزول فلا منافاۃ بینھما اذا کان اللفظ یتناولھما
یعنی اکثر مفسرین نے اسباب نزول متعدد ذکر کیے ہین پس ایک تعبیر کرتا ہی اپنے قول مین کہ نازل ہوئی آیت
اس طرح اور دوسرا بیان کرتا ہی کہ نازل ہوئی اس طرح اور وہ ایک دوسرا ہی امر ذکر کرتا ہی پس بہتر اور مقدم
سب پر یہ ہی کہ ارادہ کیا جاتا اُن بیانات مختلفہ سے تفسیر نہ ذکر اسباب نزول پس منافات اُن دو قولون مختلف
مین نہ ہوگی اسواسطے کہ ہوگا وہ لفظ تفسیر شامل اُن دونون مختلف قولون کو یعنی مفسرون نے جو اسباب
مختلفہ نزول آیہ کے بیان فرمائے وہ اسباب نزول ہی نہین قرار پاتے بلکہ وہ سب تفسیر مین شامل ہین نہ
اسباب نزول مین امر رابع جو آپ نے رقم فرمایا کہ تفسیر امام بغوی مین ہی قال بن عباس و مقاتل نزلت
فی ابی طالب یہ آپ کی پرانی چال ہی اور قدیمی فریب دہی ہی کہ آپ نے صاحب تفسیر کی اصلی رائے کا اخفا
کیا ہی اور عبارت پوری نہین لکھی عجب شیوہ ہی آپ کی تحریر کا کسی مقام پر اقوال قائلین کا اخفا اگر کسی مقام پر

ذکر بھی ہو تو اس اخفا کے ساتھ اور اس ڈھب سے کہ ہر شخص یہ بھی سمجھے کہ یہ مذہب صاحب تفسیر کا ہی جیسا کہ ابھی آپ نے رقم فرمایا کہ تفسیر امام بغوی محی السنۃ میں ہو قال ابن عباس ومقاتل نزلت فی ابی طالب حالانکہ تفسیر امام بغوی میں یہ قول ابن عباس و مقاتل سے نقلاً جملہ اقوال دیگر میں مذکور ہی نہ یہ کہ امام بغوی کے نزدیک یہی قول نزول آیہ میں معتبر ہی اب فرمائیے کہ امام بغوی بھی جو ناقل قول عبداللہ بن عباس اور مقاتل ہین اور قائل نہین تو آپ کو کیا فائدہ پہونچتا ہی آپ کو تو اُسوقت فائدہ پہونچتا کہ آپ اُنکا مذہب مختار بیان کرتے اب جو آپ نے اُنکا نام اور اُنکی تفسیر کا نام رقم فرمایا تو بجز خدع اور مکر کے کیا آپ کے ہاتھ آیا آپکا خصم اگر جواب دے کہ تفسیر امام بغوی مین تو یہ ہی وھم ینھون الناس عن اتباع محمد وینئون عنہ ای یتباعدون بانفسھم نزلت فی کفار مکۃ قال محمد ابن الحنفیۃ والسدی و الضحاک وقال قتادۃ ینھون عن القران وعن النبی ویتباعدون عنہ تو آپ کیا کہینگے لیجیے آپکا جواب بھی ہوگیا اور آپ کا خدع بھی ظاہر ہوگیا اور ذاتی دشمنی بھی جناب ابوطالب سے ثابت ہوگئی کہ زبردستی ہر مفسر اور محدث کو کھینچ تان کر مقابلہ جناب ابوطالب لاتے ہین اور اُنکے اقوال سے جناب ابوطالب کو کافر ٹھہراتے ہین اور آخر نتیجہ اُسکا یہ ہوتا ہی کہ آپ ہر مقام پر منھہ کی کھاتے ہین اگر آپ رقم فرما دیتے کہ قول ابن عباس اور مقاتل کو امام بغوی نے بھی نقل کیا ہی اگرچہ خود امام بغوی کا مذہب مختار نہین ہی بلکہ اُنکا قول مختار نزلت فی کفار مکۃ ہی تو آپ کاذب مفتری کذاب نہ ٹھہرتے ناقل اقوال قرار پاتے مگر وقت تو یہ بھی کہ مطابق قول حافظ سیوطی یقول احدھم نزلت فی کذا والاخر نزلت فی کذا قرار پاکر درجۂ اسباب نزول سے ساقط ہوجاتا پھر بعد ذکر امام بغوی آپ رقم فرماتے ہین انوار التنزیل مین ہی ینہون عن التعرض لرسول اللہ وینئون عنہ فلا یومنون بہ کابی طالب یہ بھی وہ ہی فریب دہی ہی جو ہم مکرر ظاہر کرچکے ہین اور آپ عبارت انوار التنزیل کو سمجھے نہین ورنہ آپ اُسکو دلیل نزول آیہ کی شان جناب ابوطالب مین نہ گردانتے اب سنیے کہ مطلب صاحب انوار التنزیل کا یہ ہی کہ وہ کفار لوگون کو آنحضرت صلعم سے متعرض ہونے کو تو منع کرتے ہین مگر خود آنحضرت صلعم سے بعید رہتے ہین اور اُنکے دین کو اختیار کرکے ایمان نہین لاتے جیسے حضرت ابوطالب ایمان لائے یہ اصل مطلب ہی صاحب انوار التنزیل کا نہ یہ کہ مراد اُنکی یہ ہو کہ یہ آیہ نازل ہوئی اُن لوگون کے باب مین جو آنحضرت صلعم کے تعرض سے منع کرتے تھے اور خود آنحضرت سے بعید رہتے تھے اور ایمان نہین لاتے تھے جیسے حضرت ابوطالب کہ وہ تعرض سے آنحضرت کے تو لوگون کو منع کرتے تھے اور خود معاذاللہ اُن حضرت سے بعید رہتے تھے اور اُنکا دین قبول کرکے ایمان نہین لاتے تھے کیونکہ اگر یہ مراد ہو تو لازم آتا ہی کہ مصداق آیہ کے متعدد اشخاص ہون جو امثال حضرت ابوطالب ہون اور امثال جناب ابوطالب بجمیع اوصاف جناب ابوطالب نہ کسی تفسیر سے ثابت ہوسکتا ہی نہ حدیث سے نہ مورخین نے کہین ذکر کیا ہی پہلے آپ امثال جناب ابوطالب بجمیع صفات جناب ابوطالب معین فرمائیے پھر نزول آیہ

شان مین اُن کفار کے نازل ہوئی ہے اور جناب ابوطالب کو بھی اُن مین شامل فرماتے ہیں اور یہ امر محال ہے جو ہر
ذی فہم سمجھ سکتا ہے کہ عبارت انوار التنزیل دلالت کرتی ہے کہ مراد اس آیت سے وہ کفار ہیں جو بظاہر جناب
ابوطالب آنحضرت کے مترصد تھے بصورت حفاظت و حراست مین آنحضرت کی لیکن چونکہ اُنکا ظاہر و باطن کفر سے بھرا تھا
کہ وہ لوگ ایمان نہ لاتے تھے لیکن بظاہر شریک جناب ابوطالب رہتے تھے لہذا وہ مثل حضرت ابوطالب
مومن نہ تھے اور اس سے ظاہر ہوا کہ عبارت انوار التنزیل کی دلیل ایمان حضرت ابوطالب ہے نہ دلیل
عدم ایمان لیکن ہم تو آپکی عقل و دانائی کے قائل ہیں کہ ایسے صریح امر کو آپ نہ سمجھے یا تجاہل عارفانہ
فرما کر ہٹ دھرمی سے مرتکب اکبر معاصی ہوئے حالانکہ آپکا ہی قول ہے کہ فان الذنب بعد العلم اشنع
منہ حین الجہل اور فان العلم حجۃ اللہ بہرحیثیت دو حال سے یہ امر خالی نہین یا تو عبارت انوار التنزیل
آپ نے سمجھے نہین تو آپکا جہل ثابت ہوتا ہے یا آپ جان بوجھ کر بے شعوروں کے سے کام کرتے ہین تو آپ سے
بڑھ کر بے شعور کون ہوگا کہ روگردانی کی آپ نے حجت خدا سے اور مورد نہی ہو کہ خسر الدنیا والآخرۃ
ہوے جواب ثانی امام فخر الدین رازی کی تحقیق سے ظاہر ہوتا ہے کہ آیہ وہم ینہون عنہ الخ اُن
لوگون کے باب مین ہے جنکے لیے اس سے ماقبل کا آیہ ہے اور ماقبل کا آیہ یہ ہے ومنہم من یستمع الیک
وجعلنا علی قلوبہم اکنۃ ان یفقہوہ وفی اذانہم وقرا وان یروا کل ایۃ لا یومنوا بہا حتی اذا جاؤک
یجادلونک یقول الذین کفروا ان ہذا الا اساطیر الاولین اور بعض اُن کفار مکہ سے وہ لوگ ہین کہ کان
رکھتے ہین وہ طرف تیرے یعنی تو اے محمد جسوقت قرآن پڑھتا ہے تو وہ سنتے ہین اور ڈال دیے ہم نے
اُنکے دلون پہ پردے اس بات کے کہ سمجھین وہ اُسکو یعنی ہم نے اُنکے دلون پر پردے ڈال دیے ہین
بسبب اُنکے عناد اور حسد اور تکبر کے کہ وہ غور اور تامل معنون مین نہین کرتے اور گردانا ہے اُنکے کانون مین
گرانی اور ثقل کو کہ وہ حق کو نہ سنین اور اگر مشاہدہ کرین وہ تجھ سے ہر ایک معجزہ کو طلب کرین تو نہ ایمان لاوین
اُسپر بسبب عناد و حسد کے یعنی زیادتی اُنکے انکار اور جھٹلانے کی انتہا سے درجہ کو پہونچی ہے یہانتک کہ جسوقت
آتے ہین وہ تیرے پاس تو مجادلہ کرتے ہین تجھ سے اور کہتے ہین وہ لوگ جو کافر ہین کہ یہ قرآن نہین ہے مگر قصے
کہانیان اگلے پہلون کی الحاصل آیہ وہم ینہون متصل ہے اپنے ماقبل سے اور بغوی معالم التنزیل مین اور خود امام
فخر الدین رازی مسئلہ اولی مین تحت آیہ مذکورہ لکھتے ہین قال ابن عباس حضر عند رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم ابوسفیان والولید بن المغیرۃ والنضر بن الحرث وعقبۃ وعتبۃ وشیبۃ ابنا ربیعۃ
وامیۃ وابی ابنا خلف والحرث بن عامر وابوجہل واستمعوا الی حدیث الرسول فقالوا للنضر ما
یقول محمد فقال لا ادری ما یقول لکنی اراہ یحرک شفتیہ ویتکلم باساطیر الاولین کما [illegible] عباس
[illegible] ابوسفیان اور ولید بن مغیرہ اور نضر بن الحرث اور عقبہ و عتبہ و شیبہ دونوں بیٹے ربیعہ کے [illegible]
[illegible] رسول کی [illegible] سے کہا [illegible]

تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی [illegible]
معالم التنزیل [illegible]

محمد اسنے جواب دیا ہین نہین جانتا لیکن دیکھتا ہون مین کہ دونون ہونٹھ ہلاتے ہین [illegible] کہتے ہین انکو قصے
اگلے اولین کے ہین کہا ابن عباس نے کہ مراد اساطیر سے احادیث اولین ہین [illegible] کا یہ تھا کہ
قرآن معجزہ نہین ہی بلکہ مثل اون کتابون کے ہی جو شامل ہین اخبار اولین اور اقاصیص [illegible] کو
اور تفسیر کبیر مین ابن عباس سے ہو اسماسے [illegible]
[illegible] حق مین اُن کنار کے اول [illegible]
تھے آنحضرت سے اور بعض [illegible] ابوطالب کی شان
مین اور ربطہ صحیح [illegible] قرآن
کو یا کلام رسول کو اساطیر اولین اور [illegible]
کہا ہو کہ یہ نہین ہین یا یہ کلام [illegible]
کہ کوئی انکار نہین کر سکتا [illegible]
کو سعی خط فی اہل الکتب انکا [illegible]
صاحب کتاب کو کہتے ہین پھر اساطیر اولین [illegible]
کرین وہ منافق قرار پاینگے اور جب ابوطالب [illegible]
بعید از قیاس ہی اور یہ امر بھی ظاہر ہی کہ حق تعالیٰ [illegible] واسطے جمع کے
بولتے ہین یا واسطے واحد کے تعظیماً تعظیم تو [illegible]
ضمائر جمع کا واحد کے لیے مستبعد ہی بس وھم ینھون فرمانا [illegible]
کہ جنکا ذکر کلبی اور ابن عباس سے آیت ماقبل وھم ینھون مین آچکا [illegible]
گنوادیا ہی امام محی السنۃ معالم مین فرماتے ہین [illegible] الناس
عن اتباع محمد وینأون عنہ یا نفسھم [illegible]
محمد سے اور دوری کرتے تھے اسی سے ساتھ نفسون اپنے کے اور نازل ہوئی [illegible]
ہین اور کہا ہی یہ محمد بن الحنفیہ اور سدی اور ضحاک نے اور قتادہ نے کہا [illegible] عن القرآن
وینأون عنہ یعنی منع کرتے تھے قرآن سے اور بچتے [illegible]
وغیرہ مین بھی ہی اور تفسیر کبیر مین امام فخر الدین رازی فرماتے ہین قولہ تعالیٰ وھم ینھون عنہ وینأون عنہ
وان یھلکون الا انفسھم وما یشعرون فی الآیۃ مسائل المسئلۃ الاولیٰ اعلم انہ تعالیٰ لما بین انھم
طعنوا فی کون القرآن معجزا بان قالوا انہ من جنس اساطیر الاولین [illegible] قد مین بین
فی ھذہ الآیۃ انھم ینھون عنہ وینأون عنہ وقد سبق ذکر القرآن وذکر محمد علیہ الصلوٰۃ
والسلام فالضمیر فی قولہ عنہ محتمل ان یکون عائدا الی القرآن وان یکون عائدا الی محمد فلھذا

السبب اختلف المفسرون یعنی امام فخر الدین بعد نقل آیہ وھم ینھون عنہ الخ رقم فرماتے ہین کہ آیت
مین چند مسائل ہین پہلا مسئلہ یہ ہی کہ جان تو تحقیق کہ حق تعالی نے جسوقت بیان کیا کہ وہ لوگ طعن
کرتے ہین قرآن کے معجزہ ہونے مین اس طرح کی وہ جنس اساطیر اولین اور اقاصیص قدمین سے ہی یعنی جیسے
پہلے لوگون کے قصہ لکھے ہین ویسا ہی یہ قرآن ہی تو ظاہر کیا حق تعالی نے اس آیت مین کہ تحقیق وہ لوگ منع
کرتے تھے اس سے اور دوری کرتے تھے اس سے اور یہ تحقیق کہ سابق ہوا ذکر قرآن کا اور محمدؐ کا پس ضمیر عنہ
کی محتمل ہی کہ ہو عائد طرف قرآن کے یا طرف محمدؐ کے اور اسی سبب سے اختلاف کیا مفسرون نے
فقال بعضھم وھم ینھون عنہ وینأون عنہ ای عن القرآن و تدبرہ والاستماع لہ پس کہا بعضون نے
اور وہ لوگ منع کرتے ہین قرآن سے اور اسکے تامل و رسوچنے سے اور اسکے سننے سے وقال الآخرون بل
المراد ینھون عن الرسول اور کہا دوسرون نے بلکہ مراد ینھون عن الرسول ہی یعنی منع کرتے تھے
رسول سے واعلم ان النھی عن الرسول محال بل لابد وان یکون المراد النھی عن فعل یتعلق بہ علیہ
الصلوۃ والسلام وھو غیر مذکور فلاجرم حصل فیہ قولان پھر امام فخر الدین فرماتے ہین کہ جان تو
تحقیق نہی عن الرسول محال ہی تو ضرور ہی کہ ہو مراد نہی کی اس فعل سے کہ متعلق ہی ساتھ اسی رسول کے اور وہ
فعل مذکور نہین ہی پس بالضرور حاصل ہوئے اسمین دو قول منھم من قال المراد انھم ینھون عن التصدیق
بنبوتہ والاقرار برسالتہ بعض ان آخرون کے وہ ہین کہ کہا مراد انھم ینھون سے نہی کرنا ہی تصدیق نبوت
اور اقرار رسالت سے وقال عطا ومقاتل نزلت فی ابی طالب کان ینھی قریشا عن ایذاء النبی
ثم یتباعد عنہ ولا یتبعہ علی دینہ اور دوسرا قول عطا اور مقاتل کا ہی کہ تھے ابو طالبؑ کہ منع کرتے تھے
قریش کو ایذاء دینے سے نبی کے بعدہ دوری کرتے تھے ان حضرت سے اور نہ متابعت کرتے تھے انکے
دین کی والقول الاول اشبہ لوجہین اور قول اول اشبہ ہی بسبب دو وجہون کے الاول ان جمیع
الآیات المتقدمۃ علی ھذہ الآیۃ تقتضی ذم طریقتھم فکذلک قولہ وھم ینھون عنہ ینبغی ان یکون
محمولا علی امر مذموم فلو حملناہ علی ان ابا طالب کان ینھی عن ایذائہ لما حصل ھذا النظم وجہ
اول یہ ہی کہ جمیع آیات متقدمہ اس آیت کے مقتضی ہین مذمت طریقہ کفار کی پس ایسا ہی قول خدا وھم
ینھون عنہ بھی محمول ہی طریقہ مذموم پر پس اگر حمل کرین ہم اسکو اوپر اس امر کے کہ بہ تحقیق ابو طالب منع کرتے تھے
کفار کو ایذا پہونچانے سے نبی کے تو نہ حاصل ہوگا یہ نظم والثانی انہ تعالی قال بعد ذلک وان یھلکون
الا انفسھم یعنی بہ ما تقدم ذکرہ ولا یلیق ذلک ان یکون المراد من قولہ وھم ینھون عنہ النھی عن
اذیتہ لان ذلک حسن لا یوجب الھلاک وجہ دوسری یہ ہی کہ حق تعالی نے کہا بعد اسکے وان یھلکون الا
انفسھم یعنی نہین ہلاک کرتے وہ لوگ مگر نفسون اپنے کو ساتھ اس چیز کے کہ مقدم ہوا ذکر اسکا اور نہین لائق
ہی کہ ہو مراد قول حق تعالی وھم ینھون سے کہ منع کرتے تھے اذیت دینے سے نبی کو اسواسطے کہ یہ حسن ہی

موجب ہلاک نہین ہو شان قیل ان قولہ وان یہلکون الا انفسہم یرجع الی قولہ وینئون عنہ لا الی قولہ
ینہون عنہ لان المراد بذلک انہم یبعدون عنہ بمفارقۃ دینہ وترک الموافقۃ لہ وذلک ذم فلا یصح ان
یحتم بہذا القول پس اگر اعتراض کیا جاوے کہ قول حق تعالی وان یہلکون الا انفسہم راجع ہے طرف
ینئون عنہ کے نہ ینہون عنہ کی طرف اسواسطے کہ تحقیق کہ مراد اس سے یہ ہے کہ وہ دوری کرتے تھے نبی سے
ساتھ مفارقت دین کے اور ترک کرنے موافقت کے اسی شی کی پس نہین صحیح ہے وہ چیز کہ ترجیح دی تم نے
اُسکے ساتھ اس قول کو قلنا ان ظاہر قولہ وان یہلکون الا انفسہم یرجع الی کل ما تقدم ذکرہ لانہ
بمنزلۃ ان یقال ان فلانا یبعد عن الشی الفلانی وینفر عنہ ولا یضر بذلک الا نفسہ فلا یکون ہذا
الضرر متعلقا باحد الامرین دون الاخر جواب دینگے ہم کہ ظاہر قول خدا کا وان یہلکون الا انفسہم
راجع ہوتا ہے طرف کل اس چیز کے کہ مقدم ہوا ذکر اسکا اسواسطے کہ وہ قول بمنزلہ اس قول کے ہے کہ کہا جائے
بہ تحقیق فلان شخص دوری کرتا ہے فلان شی سے اور تنفر کرتا ہے اُس شی سے اور نہین ضرر دیتا ہے وہ بہ سبب
اسکے مگر اپنے نفس کو پس نہ ہوگا یہ ضرر متعلق باحد الامرین دون الاخر یعنی یہ ضرر دو امرون مین سے ایک
کے متعلق ہو اور دوسرے کے ساتھ نہ ہو یہ نہین ہو سکتا المسئلۃ الثانیۃ اعلم ان اولئک الکفار
کانوا یعاملون رسول اللہ بنوعین من القبیح جان تو کہ تحقیق کہ وہی کفار تھے کہ عمل کرتے تھے رسول اللہ
کے ساتھ دو قسم کی بدی سے الاول انہم کانوا ینہون الناس عن قبول دینہ والاقرار بنبوتہ اول
تحقیق کہ وہ کفار منع کرتے تھے آدمیون کو قبول کرنے سے دین کے اور اقرار کرنے سے نبوت کے والثانی
کانوا ینئون عنہ اور دوسرے یہ کہ وہ خود دوری کرتے تھے اُسی سے والنائی البعید یقال نأی ینأی
اذا بعد اور نائی بعید کو کہتے ہین کہا جاتا ہے نأی ینأی جسوقت کہ دور ہو ثم قال وان یہلکون الا انفسہم
بسبب تمادیہم فی الکفر وغلوہم فیہ وما یشعرون انہم یہلکون الا انفسہم ویذہبونہا الی
النار بما یرتکبون من الکفر والمعصیۃ واللہ اعلم بعد اسکے کہا حق تعالی نے وان یہلکون الا انفسہم
وما یشعرون کہا ابن عباس نے اور نہین ہلاک کرتے تھے وہ مگر اپنے نفسون کو بہ سبب انتہا کے کفر اور
غلو کے اُسی کفر مین اور نہین سمجھتے ہین کہ تحقیق کہ وہ ہلاک کرتے ہین اپنے نفسون کو اور لیجاتے ہین وہ اپنے
نفسون کو نار مین بہ سبب ارتکاب کفر و معصیت کے واللہ اعلم لیجیے امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر مین
اسباب اختلاف مفسرین اور سبب نزول کو بدلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ کس شد و مد سے بیان فرمایا ہے کہ
اُسپر بھی کسی بے بصیرت کو نہ سوجھے تو مستحق ہوا اسی آیہ کا جو حق تعالی فرماتا ہے کہ وجعلنا علی قلوبہم اکنۃ
ان یفقہوہ لیکن ہم اتماما للحجہ وتوضیحا للمرام خلاصہ انکی تفسیر کا چند امر ضروریہ عرض کیے دیتے ہین شاید
وہ شخص جو بہ سبب غلبہ کفر ونفاق کے گرداب ضلالت وغوایت مین غوطہ زن ہے ہدایت پائے امر اول یہ
ہے کہ سابقا حق سبحانہ وتعالی نے ذکر فرمایا قرآن کا اور محمد کا اور کفار کے طعن کرنے کا کہ قرآن معجزہ نہین ہے بلکہ

جنس اساطیر الاولین اور اقاصیص قدیمین سے ہی اور ان کفار نے زمہ بھی روایت ابن عباس سے اور معالم مین کلبی سے
معلوم ہو چکا اور یہ بھی واضح ہو گیا کہ ان کفار مین ابوطالب شریک بھی نہ تھے اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ آیۂ وھم
ینہون مرتبط ہی آیۂ سابق کا تو یہ آیہ انھین کفار کی شان مین نازل ہوا نہ جناب ابوطالب کی شان مین امر
دوسرا یہ ہی کہ جب یہ آیہ وھم ینہون مرتبط ہی آیۂ سابق کا اور آیۂ سابق مین ذکر قرآن کا اور آنحضرت کا اور
کفار کے طعن کا ہی تو مفسرون کو بسبب سابق الذکر ہونے قرآن اور محمد کے ارجاع ضمائر مین احتمالات
پیدا ہو گئے اور یہ مشہور ہی کہ اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال پس بطلان ایمان ابوطالب پر استدلال
کرنا خود باطل ہو گیا امر ثالث احتمالات مفسرین یہ ہین کہ بعضون نے کہا ضمیر عنہ کی قرآن کی طرف عائد ہی
تو معنی یہ ہوے کہ وہ کفار منع کرتے تھے اور لوگون کو قرآن کے سننے سے اور خود بھی بھاگتے تھے اور بعض دیگر
نے کہا کہ ضمیر عنہ عائد ہی محمد کی طرف تو معنی یہ ہوے کہ منع کرتے تھے رسول سے اور نہی عن الرسول محال ہی تو
مراد نہی عن الرسول سے وہ فعل ہی کہ جو متعلق ہی رسول سے اور وہ فعل بھی مذکور نہین تھا تو اس مین بھی دو احتمال
پیدا ہوے ایک یہ کہ نہی کرتے تھے تصدیق نبوت اور اقرار رسالت سے آنحضرت کی دوسرا یہ کہ منع کرتے
تھے کفار کو ایذاے نبی سے اور اس احتمال ثانی کو [illegible] ابوطالب کی طرف بسبب مخفی ہونے انکے ایمان کے
اس بیان سے ظاہر ہو گیا کہ یہ وجوہات متعددہ احتمال مفسرین سے پیدا ہوے انکو اسباب نزول کہنا دلیل
بیوقوفی [illegible] امام فخر الدین رازی فرماتے ہین قول اول یعنی نہی کرنا تصدیق نبوت اور اقرار رسالت
سے [illegible] ہی دو وجہون سے وجہ اول تمام آیات متقدمہ دلالت کرتی ہین امر مذموم پر
[illegible] بھی [illegible] دلالت کرے امر مذموم پر اور مانع ہونا ایذاے نبی سے امر مذموم نہین ہی بلکہ احسن
[illegible] ثانی نہی کرنا ابوطالب کا ایذاے نبی سے موجب ہلاک نہین ہی جو آخر آیہ
[illegible] اگر کہا جاے کہ یہلکون متعلق ہی ینٔون سے کہ دوری کرنا امر
[illegible] ہی کہ جس سبب سے مخصوص کر دین یہلکون الا انفسہم کو ینٔون سے بلکہ
[illegible] جسکا ذکر متقدم ہوا یہ نہین ہو سکتا کہ یہ صرف ایک امر سے متعلق ہو اور دوسرے
امر سے متعلق نہ [illegible] آیت نازل ہوئی ہی انھین کفار کی شان مین کہ جو منع کرتے تھے آدمیون کو کہ
دین کو آنحضرت سے قبول نہ کرین اور اقرار رسالت نہ کرین اور خود بھی دوری کرتے تھے اسی سے اور وہ ہی
مستحق تھے وان یہلکون الا انفسہم کے نہ جناب ابوطالب کہ خود بھی آنحضرت کی حفظ و حمایت اور نصرت
مین اپنی جان و مال و اولاد سے مصروف تھے اور دوسرون کو بھی وعظ و پند و نصائح سے ترغیب دلواتے
تھے اور باعلان فرماتے تھے کہ دین محمد تمام دنیا کے دینون سے بہتر ہی اور محمد رسول ہین مثل موسی کے انکی
متابعت مین فلاح ہی امر خامس راجع ہونا ضمیر مرفوع بارز کا جناب ابوطالب کی طرف بغیر تقدم ذکر
ابوطالب صریحا یا ضمنا بوجود ذکر کفار صریحا باطل ہی پس ثابت ہوا کہ یہ ضمیر اور ضمیرین مستتر جو مرجع مین متحد ہین

اور مراد کفار مکہ ہین اور جب یہ امر ثابت ہوگیا تو معلوم ہوا کہ نہی اور نائی وہ لوگ ہین [illegible]
امرون کو نسبت دینا جناب ابوطالب کے ساتھ عقلاً اور نقلاً ممنوع ہوا اور یہ جو [illegible]
حق سبحانہ تعالیٰ نے وان یهلکون الا انفسهم بسبب تماديهم في الكفر وغلوهم فيه [illegible]
یهلکون انفسهم وينهون ها الا لنا ربما يرتكبون من الكفر والمعصية یعنی نہین ہلاک کرتے ہین وہ
لوگ مگر اپنے نفسون کو بسبب انتہا سے کفر کے اور غلو کرنے کے آپس کفر مین اور نہین [illegible]
لوگ ہلاک کرتے ہین اپنے نفسون کو اور لے جاتے ہین نار مین بسبب ارتکاب کفر اور معصیت کے انتہا سے
کفر اور غلو فی الکفر یہ نہین ہوسکتا کہ محمدؐ کو ایذا دینے سے بچائے اور دوسرون کو منع کرے بلکہ انتہا سے کفر
وہ ہی ہے کہ دوسرون کو بھی آمادہ کرے ایذا دینے پر اور خود بھی ایذا دے پس ان سب امرون سے ظاہر
ہوگیا کہ احتمالات مفسرین سے اختلاف پیدا ہوئے اور اُسنے اصلی سبب نزول کو مخفی کردیا پس ایسے اختلاف
مفسرین سبب نزول نہین ہوسکتے بلکہ ایسے اقوال متضادہ کو اگر تفسیر کہین تو ہوسکتا ہے اور سبب نزول
فی الحقیقت یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے سابقاً ذکر کفار اور قرآن اور محمدؐ کر کے اُسکا جواب اس آیہ مین اُن کفار کو دیا
معنی بھی درست ہوگئے اختلاف بھی برطرف ہوگیا نظم قرآن کے موافق بھی رہا سبب نزول بھی مثل آفتاب
نمایان ہوگیا وهم یعنی وہ مشرکین جنکا ذکر سابق مین گذرا ينهون عنه منع کرتے تھے وہ ہی مشرکین دوسرے
آدمیون کو ایمان لانے سے اور اقرار کرنے سے رسالت کے اور قرآن کو معجزہ سمجھنے سے اور کہتے تھے کہ یہ
قرآن قصہ ہے اولین کا وینأون عنه اور خود بھی دوری کرتے تھے ایمان لانے سے اور اقرار کرنے سے رسالت
کے اور قرآن کو معجزہ سمجھنے سے وان یهلکون الا انفسهم وما يشعرون اور نہین ہلاک کرتے ہین وہ لوگ مگر
اپنے نفسون کو بسبب انتہا سے کفر اور غلو کے اور وہ بے شعور ہین اور تفسیر مدارک التنزیل[1] مین بھی ایسا ہی فرمایا
ہے علامہ ابوالبرکات عبداللہ ابن احمد ابن محمود نسفی نے وهم ای المشركون ينهون عنه الناس عن القرآن
او عن الرسول واتباعه والايمان به وينأون بذلك یعنی مشرکین منع کرتے تھے آدمیون کو قرآن سے یا رسول
سے اور اتباع رسول سے اور ایمان لانے سے ساتھ اس رسولؐ کے اور دوری کرتے تھے [illegible] یهلکون
الا انفسهم وما يشعرون ای لا يتعداهم الضرر الى غيرهم وان كانوا يظنون انهم يضرون رسول
الله اور نہین ہلاک کرتے ہین وہ لوگ مگر اپنے نفسون کو اور نہین شعور رکھتے وہ لوگ اس بات پر کہ نہین
تجاوز کرتا اُن لوگون سے وہ ضرر اُنکے غیر کی طرف اگرچہ وہ گمان کرتے ہین [illegible] ضرر [illegible] پہنچاتے ہین
رسول کو یعنی وہ لوگ گمان کرتے ہین کہ ہم ضرر پہنچاتے ہین آنحضرت کو [illegible] ضرر اپنے نفسون کو پہنچاتے
ہین وقیل[2] عنی به ابوطالب لانه كان ينهى قريشا عن التعرض لرسول الله وينأى عنه فلا يؤمن
اور کہا گیا کہ مراد لی گئی ہے اس سے ابوطالب اسواسطے کہ ابوطالب منع کرتے تھے قریش کو تعرض رسول اللہ
سے اور دوری کرتے تھے اُن سے اور نہ ایمان لاتے تھے [illegible] والاول اشبه والاول اشبه صحیح ہے

[1] سله مدارک [illegible]

[2] سله عه تفسیر [illegible]

اول تو علامہ ممدوح نے قیل کر کے قول ضعیف بیان کیا اور پھر اول کو اشبہ بصحیح فرمایا جیسا کہ امام فخر الدین رازی نے بدلائل قویہ ثابت فرمایا ہے اور تفسیر در منثور میں ہے اخرج ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم و ابن مردویہ من طریق علی ابن ابی طلحۃ فی قولہ تعالی وھم ینھون عنہ قال ینھون الناس عن محمد ان یومنوا بہ و ینئون عنہ یتباعدون عنہ واخرج ابن ابی شیبۃ و عبد بن حمید و ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم و ابو الشیخ عن مجاھد فی قولہ وھم ینھون عنہ قال قریش عن الذکر و ینئون عنہ یقول یتباعدون واخرج عبد الرزاق و ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم و ابو الشیخ عن قتادۃ قولہ وھم ینھون عنہ قال ینھون عن القرآن و عن النبی و ینئون عنہ ای یتباعدون عنہ وعلی ھذا القیاس اقوال مفسرین بکثرت واقع ہوئے ہیں اور اسکے مخالف بھی واقع ہوئے ہیں پس یہ اقوال مفسرین میں نہ اسباب نزول و سبب نزول وہی ہے کہ یہ آیت مرتبط ہے آیت سابق سے اور شان میں اُن کفاروں کے نازل ہوئی ہے جو تکذیب کرتے تھے اور قرآن کو اساطیر اولین کہتے تھے اقرار رسالت و نبوت سے مانع ہوتے تھے اور خود بھی دوری کرتے تھے اور تفسیر علامہ ابو السعود میں بھی اسی طرح بیان کیا ہے کہ نزول آیہ شان میں اُن کفار کے ہے جو تکذیب کرتے تھے رسول کی اور قرآن کو اساطیر اولین کہتے تھے کہ یہ قرآن معجزہ نہیں ہے بلکہ قصہ ہے جیسا کہ ہم قصے اولین کے بیان کرتے ہیں غرض علامہ ابو السعود کی تفسیر کا خلاصہ یہ ہے وھم ینھون عنہ الضمیر المرفوع للمذکورین والمجرور للقرآن ای لا یقنعون بما ذکر من تکذیبہ وعدہ من قبیل الاساطیر بل ینھون الناس عن استماعہ لئلا یقفوا علی حقیقتہ فیومنوا بہ یعنی ضمیر مرفوع واسطے مذکورین کے ہے اور مجرور واسطے قرآن کے چونکہ علامہ ممدوح نے سابق میں بیان کر آئے ہیں کہ ابو سفیان اور ولید اور نضر اور عتبہ اور شیبہ اور ابو جہل اور اضراب انکے مجتمع ہو کر تلاوت قرآن آنحضرت سے سن کر کہتے تھے کہ یہ قرآن معجزہ نہیں ہے بلکہ قصہ ہے اولین کا اس سبب سے مفسر نے لفظ مذکورین پر اکتفا فرمائی پھر فرمایا ای لا یقنعوا یعنی نہ قناعت کرتے تھے تکذیب کرنے پر اور قرآن کو اساطیر اولین سے شمار کرنے پر بلکہ منع کرتے تھے لوگوں کو اُسکے سننے سے تاکہ اُسکی حقیقت پر واقف نہ ہوں ورنہ وہ سب ایمان لے آویں گے و ینئون عنہ ای یتباعدون عنہ بانفسہم اظہارا لغایۃ نفورھم و تاکیدا لنھیھم عنہ فان اجتناب الناھی عن المنھی عنہ من متممات النھی یعنی خود بھی دوری کرتے تھے اُس سے کہ نہایت تنفر انکا اُس قرآن سے اور اُسکی سماعت سے ظاہر ہوا اور تاکید پائی جائے اُنکے منع کرنے کی اُس سے اور اُسکی سماعت سے پس یہ تحقیق کہ اجتناب ناہی کا منہی عنہ سے متممات نہی سے ہے یعنی دوسروں کو منع کرنا اور آپ بھی دوری کرنا انتہا سے نہی ہے ولعل ذلک ھو السر فی تاخیر النای عن النہی اور شاید کہ یہی سر ہو موخر ہونے میں نائی کی نہی سے یعنی ینھون عنہ و ینئون عنہ سے وہی کفار سابق الذکر تکذیب کرنے والے اور قرآن کو اساطیر اولین کہنے والے ہوئے نہ جناب ابو طالب پھر علامہ ابو السعود فرماتے ہیں وقیل الضمیر المجرور للنبی

(حاشیہ: از تفسیر علامہ ابو السعود)

وقیل المرفوع لابی طالب اور کہا گیا کہ ضمیر مجرور واسطے نبی کے ہے اور کہا گیا مرفوع واسطے ابوطالب کے
ہے اور دونون مضامون پر قیل کر کے رقم فرمایا اسلیے کہ وہ ضعیف ہے اور وہ اسی طرح سے ہے کہ کچھ لوگ کفار جمع
ہو کر آئے ابوطالب کے پاس اور ارادہ کیا انھون نے بدی کا رسول اللہ سے اُسوقت جناب ابو طالب نے
متوجہ ہو کر آنحضرت کی طرف یہ اشعار پڑھے واللہ لن یصلوا الیک بجمعہم حتی اوسد فی التراب
دفینا + فاصدع بامرک ما علیک غضاضة + وابشر بذاک وقر منہ عیونا + ودعوتنی وزعمت
انک ناصحی + ولقد صدقت وکنت ثم امینا + وعرضت دینا لا محالة انہ من خیر ادیان
البریة دینا + لولا الملامة او حذار مسبة + لوجدتنی سمحا بذاک مبینا ان اشعار سے ابوطالب
کی جو بحث متعلق ہے اُسے پھر عرض کرینگے علامہ ابو سعود بعد اسکے فرماتے ہین وان یہلکون ای ما یہلکون
بما فعلوا من النہی والنای الا انفسہم بتعریضہا لاشد العذاب وافظعہ عاجلا واجلا وھو
عذاب الضلال والاضلال یعنی نہین ہلاک کرتے ہین ساتھ اُس چیز کے کہ کرتے ہین وہ لوگ نہی سے اور
نائی سے مگر اپنے نفسون کو ساتھ پیش کرتے اپنے نفسون کے واسطے شدید تر اور قبیح تر عذاب کے از روے
تعجیل کے اور تاخیر کے اور وہ عذاب گمراہ ہونے کا اور گمراہ کرنے کا وما یشعرون حال من ضمیر یہلکون
ای یقصرون الاھلاک علی انفسہم والحال انہم ما یشعرون یعنی وما یشعرون حال واقع ہوا ہے
ضمیر یہلکون سے یعنی کوتاہ کرتے ہین اہلاک کو اپنے نفسون پر اور حال یہ ہے کہ تحقیق وہ نہین جانتے ہین
کہ ہم اپنے نفسون کو ہلاک کرتے ہین اور نہ وہ یہ جانتے ہین کہ ضرر اس ہلاک کا ہمارے ہی نفسون پر ہے کہ
بسبب اسکے وہ لوگ ضرر نہین پہونچا سکتے قرآن کو اور پیغمبر کو اور مومنین کو پس جو ضال و مضل ہین وہ ہی اپنے
نفسون کو ہلاک کرتے ہین تنبیہ جو قول ضعیف نزول آیہ کا درباره جناب ابوطالب مذکور ہوا اُس مین چند مقام
لائق بحث ہین **مقام اول** امام فخر الدین رازی نے بتوضیح تمام بیان فرمایا کہ بعض ضمیر عنہ کو عائد کرتے
ہین آنحضرت کی طرف تو معنی یہ ہوے کہ نہی کرتے ہین آنحضرت سے اور نہی عن الرسول محال ہے تو اُس مین دو
احتمال ہوے ایک یہ کہ نہی کرتے تھے تصدیق نبوت اور اقرار رسالت سے دوسرے یہ کہ نہی کرتے تھے ایذاے
نبی سے پس یہ دونون احتمال ہوے مفسرین کے اسی طرف اشارہ کیا ہے علامہ ابو السعود نے اور فرمایا ہے
وقیل الضمیر المجرور للنبی یعنی ضمیر مجرور نبی کی طرف راجع ہے باین معنی کہ منع کرتے تھے کفار تصدیق نبوت
اور اقرار رسالت آنحضرت سے پھر فرمایا وقیل الضمیر المرفوع لابی طالب یہ دوسرا احتمال ہے کہ ضمیر مرفوع
ابی طالب کی طرف عائد ہے باین معنی کہ ابوطالب نہی کرتے تھے ایذاے نبی سے پس یہ اقوال ضعیفہ احتمالات
مفسرین کے ہین یہ اسباب نزول ہو سکتے ہی نہین اور نیز احتمال مبطل استدلال ہے پس کسی طرح ممکن نہین کہ
ثبوت نزول آیۂ مذکورہ کا شان ابوطالب مین ہو سکے **مقام دوم** علامۂ ممدوح نے روایت نقل فرمائی
ہے وہ یہ ہے انہم اجتمعوا الیہ وارادوا برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوءًا یعنی تحقیق کہ وہ کفار

جمع ہوئے ابوطالب کے پاس اور ارادہ کیا آنحضرت سے بدی کا اسوقت ابوطالب متوجہ ہوئے رسول خدا
کی طرف اور یہ اشعار فرمائے واللہ لن یصلوا الیک بجمعہم حتی اوسد فی التراب دفینا یعنی قسم
ہے خدا کی ہرگز نہ پہنچینگے وہ کفار تیری طرف اپنی جمعیت کے ساتھ یہانتک کہ مین زمین مین دفن کیا
جاؤن مطلب جناب ابوطالب کا یہ تھا کہ جب تک مین زندہ ہون کفار آپ کو اذیت نہین پہونچا سکتے
یہ کلام جناب ابوطالب کا اسقدر مؤثر ہوا اور ایسا رعب غالب ہوا اُن کفار پر کہ دست و پا گم کردہ ہوگئے
اور سب کو یقین ہو گیا کہ اکثر کشت و خون ہوگا جب ابوطالب قتل ہو جائینگے اور بعد اسکے بھی ہم محمد کو کچھ نہ پہونچا سکینگے
یا نہ پہونچا سکین مقتضا [illegible] کفار عرب جناب ابوطالب کے پاس جمع ہوئے تھے جناب ابوطالب کو
لازم تھا کہ اُن کفار کو جواب دیتے مگر جناب ابوطالب انکی طرف متوجہ نہ ہوئے اور ایسی حالت [illegible]
مین چند امور کا جواب دینا مطلوب ہوا ایک یہ کہ کفار عرب یہ نہ سمجھین کہ ہماری جمعیت سے ابوطالب [illegible]
دوسرے یہ کہ کفار عرب جو جمع ہوئے ہین سردار قوم ہین دو حال سے خالی نہین یا میرے رعب و داب
سے یہ لوگ خائف ہو جائینگے اور جو ارادہ انکے دلون مین ہے اسکو ترک کرینگے اور یا آمادہ جنگ ہو جائینگے
تو اسی وقت مین اپنی جان فدا کرونگا تیسرے یہ کہ جو شخص مستعد بجنگ ہوتا ہے خصوصاً اُن لوگون سے کہ
جو شجاعت اور حمیت مین مشہور ہون اور قتل ہون تو پہلے ہی اپنی حیات سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے [illegible]
اپنے اختیار سے باہر ہے بایں وجوہ جناب ابوطالب متوجہ ہوئے جناب ختمی مآب کی طرف اور جو تصدیق
قلبی ابوطالب کو حاصل تھی اور جیسا کہ والہ و فریفتہ تھے آنحضرت کے اور برادر جو اذعان و اعتقاد کہ آپ کا
آنحضرت کے ساتھ تھا اُسکا اظہار فرما دیا اور نیز یہ بھی منظور تھا کہ جو قدر و منزلت میری اُن کفار کے دلون
مین ہے وہ بھی قائم رہے کہ شاید اگر حیات باقی رہی تو سلسلہ حفاظت و حراست منقطع نہ ہو جائے چنانچہ
تمام کتب سیر وغیرہ مملو ہین کہ چند بار کفار مجتمع ہو کر جناب ابوطالب کے پاس آئے اور شکایت کی کہ محمد آپ کا
بھتیجا ہمارے خداؤن کی تکذیب کرتا ہے ہمارے دین کی تذلیل ہے نسبت کفر و ضلالت کی ہم کو اور ہمارے
آباء سلف کو دیتا ہے آپ اس امر سے اسکو منع فرمائیے جناب ابوطالب نے جواب اکمل دیکر واپس کیا بعد
پھر وہ لوگ جمع ہوئے اور اکابر جماعت کو مانند ابوجہل و عتبہ و شیبہ وغیرہ کو جناب ابوطالب کے پاس
بھیجا کہ ہم مین طاقت سماعت نہین ہے اور تحمل باقی نہین رہا یا محمد مکہ مین رہے یا ہم ہر چند جناب ابوطالب
نے سمجھایا کچھ مفید نہ ہوا اور وہ لوگ آزردہ ہو کر بخشم اُٹھ کر چلے گئے جناب ابوطالب نے آنحضرت کو
بلایا اور حقیقت حال سے آگاہ کیا کہ تمام قوم نے دشمنی پر کمر مضبوط باندھی ہے سب آمادہ بجنگ ہو رہے
ہین اب وہ اس امر پر راضی ہوئے ہین کہ تم انکے خداؤن کو اور انکے دین کو بد نہ کہو اور نسبت کفر و ضلالت
کی انکو نہ دو پیغمبر خدا نے جواب دیا کہ قریش اگر ایک ہاتھ مین آفتاب اور ایک مین ماہتاب دیدین تو بھی مین
اس امر سے باز نہ آؤنگا [illegible] بھی نہ مانونگا اور دین اسلام کو ظاہر کرونگا ملا معین کاشفی معارج النبوۃ مین رقم

فرماتے ہین کہ این بگفت و برخواست و آب در دیدہ بگردانید و برفت ابوطالب چون دید کہ پیغمبر از پیش وی دلتنگ بیرون رفت ابوطالب از آنچہ بآن حضرت گفتہ بود پشیمان شد و آن حضرت را بخواند و گفت کہ ہر نوع دلخواہ تست آنچنان معاملہ کن کہ تا جان دارم از حمایت و تعصب تو باز نہ ایستم و تا زندہ ام در طلب رضای تو می باشم انتہی اور ابن سعد نے طبقات مین اور امام اہل السیر محمد بن اسحٰق اور نہیرہ جوزی نے اور ایک جم غفیر نے مواہب مین اور ملا معین کاشفی نے معارج مین نقل کیا ہی اکابر کفار قریش جمع ہوکر پھر جناب ابوطالب کے پاس آئے اور کہا کہ آپکا بھتیجا ہمارے معبودون کی سب و شتم کرتا ہی اور ہمارے آبائے سلف کی توہین و تذلیل کرتا ہی یا آپ اُسکو باز رکھین کہ وہ ایسے اقوال سے اجتناب کرے والا آپ محمدؐ کو ہمارے سپرد کیجیے کہ ہم اُسے قتل کرین اور اُسکے عوض مین عمارہ ابن ولید کہ اجمل قریش اور حسین ترین مردم ہی ہم آپ کی خدمت مین حاضر کرتے ہین آپ اُسکی تربیت اور پرورش مین مصروف رہین ہم نہین چاہتے کہ ہماری طرف سے آپ کی خاطر اقدس غبار آلودہ ہو اس مقام پر عبارت معارج بلفظہٖ نقل کی جاتی ہی کہ جو رکن سوم باب اول فصل چہارم مین ہی ابوطالب ازین سخن ایشان بخشم در آمد و گفت ای قوم این نوع اندیشہ بسیار از خرد دور است و ہیچ عاقل تصور نہ کند کہ من فرزند شما بستانم و بپرورم و فرزند خود بشما دہم تا بکشید در عالم ہیچ کس این معاملہ کردہ است کہ شما مرا می فرمائید تا اکنون سخن نگاہ می داشتم اکنون آشکارا می گویم کہ ہر کہ خصم پیغمبرست من خصم اویم و ہر کہ خصم دین اوست من خصم دین اویم چون ابوطالبؑ این سخن بگفت ہمہ از پیش او برجستند و بدشمنی و کدورت میان بربستند ابوطالب چون دید کہ قوم بر سر جنگ اند قوم خود بنی ہاشم و بنی عبد المطلب را بخواند و احوال بایشان بگفت و ایشان را بنصرت و معاونت آنحضرت تحریص کرد ہمہ گفتند سمعًا و طاعةً ہر چہ فرمائی بجان ایستادہ و اطاعت و فرمان ترا آمادہ ایم انتہی الحاصل جناب ابوطالب نے تمام بنی ہاشم اور عشائر و اولاد کو اپنے آمادہ کرلیا اور یہ بھی قصد کرلیا کہ ان سب کو فدائے پائے آنحضرت کردونگا اور یہ بھی باعلان کہدیا کہ ابتک تو مین نے مخفی کہا تھا اب آشکارا کہتا ہون کہ جو محمدؐ کا دشمن ہی مین اُسکا دشمن ہون اور جو محمدؐ کے دین کا دشمن ہی مین اُسکے دین کا دشمن ہون اب انصاف فرمائیے کہ ابوطالب کس دین کے دشمن ٹھہرے اور کس دین کے دوست اگر محبت تھی ابوطالبؑ کو تو آنحضرتؐ سے بقول آپ کے جیسی محبت چچا کو بھتیجے سے ہوتی ہی ویسی محبت تھی پھر بھتیجے کے دین سے بھی تو ویسی ہی محبت کا اظہار فرمادیا اور یہ امر بھی ظاہر ہی کہ تمام کفار عرب آنحضرتؐ کے دین سے دشمنی رکھتے تھے تو تمام ادیان کفر کے ابوطالب بھی دشمن ٹھہرے اور باعلان اُس مجمع مین کہدیا کہ مین تمام ادیان کفر کا دشمن ہون اب دوستی کس دین سے جناب ابوطالب کو تھی وہ اپنے اس شعر مین جناب رسالتمآب کی طرف متوجہ ہوکر کس شد و مد سے ظاہر فرماتے ہین کہ مین نے تو باعلان ظاہر کردیا کہ فاصدع بامرك ما عليك غضاضة + وابشر بذاك وقر منه عيونا یعنی ظاہر بتا ہم اعلان کر تو اپنے امر کو اور نہین ہی اوپر تیرے منقصت اور ذلت اور خوشخبری ہو تجکو ساتھ اُسکے اور ٹھنڈی کر

آنکھیں اپنی مراد حضرت ابوطالب کی اس شعر سے ظاہر ہی کہ میں تو اعلان کر چکا اب تو بھی کوشش کر ابلاغ رسالت
میں کہ مخالفات میری کوئی منقصت اور ذلت تجھکو نہ پہونچیگی اور ٹھنڈی کر آنکھیں اپنی اور خوش ہو کہ میں ظاہر
بظاہر تیرا اور تیرے دین کا محب ہوں ودعوتنی وزعمت انک ناصحی ولقد صدقت وکنت ثم امینا
اور دعوت کی آپ نے مجکو اور گمان کیا آپ نے کہ تحقیق کہ آپ ناصح میرے ہیں اور تحقیق کہ سچ کہا آپ نے اور
ہیں آپ امین جناب ابوطالب کو اقرار اور اعتراف کرنا منظور تھا اس سبب سے دعوتنی وناصحی فرمایا ورنہ
یہ تخصیص جناب ابوطالب کیوں فرماتے سبحان اللہ کیا کامل العقل تھے جناب ابوطالب کہ پہلے تو تمام بنی ہاشم
اور بنی عبدالمطلب سے اقرار معاونت لے لیا اور بعدہ اُن سب پر واضح کر دیا کہ دیکھو میرا بھتیجا ہی میں نے
پرورش کیا ہی میرا فرزند ہی اور عرب میں چچا کو باپ کہتے تھے تو میں اسکا باپ ہوں باوجود ان سب امروں کے
اپنا ناصح ہونے کی تصدیق کرتا ہوں اور باعلان تصدیق کرتا ہوں کہ یہ صادق اور امین ہی اور جب یہ فرما چکے تو
ظاہر فرماتے ہیں وعرضت دینا لا محالة انہ من خیر ادیان البریة دینا اور ظاہر کیا آپ نے دین کو کہ لامحالہ
وہ دین بہترین ادیان خلائق سے ہی اس شعر میں صاف صاف فرما دیا پہلے تو ابلاغ رسالت کی خوشخبری دی
پھر ظاہر کیا کہ آپ نے مجھے دعوت کی پھر اپنا اذعان اور ایقان آشکارا کیا کہ بتحقیق کہ آپ تو ناصح وصادق
اور امین ہیں اور یہ سب بیان فرما کر کہہ دیا کہ ظاہر کیا آپ نے وہ دین کہ بیشک وہ دین بہترین ادیان خلق ہی
اب اس کلام کو ابوطالب کے اُس کلام سے ملا لیجیے کہ فرمایا کہ جو محمدؐ کے دین کا دشمن ہی اُسکے دین کا میں دشمن ہوں
اس کلام سے بوضاحت مطلوب جناب ابوطالبؑ کا ثابت ہوگیا کہ جو بہترین ادیان ہی وہ ہی میرا دین ہی کہ جس
دین کے جناب ابوطالب دشمن تھے وہ اُنکا دین کسی طرح قرار پا سکتا ہی نہیں اب رہا ایک شعر جسپر بڑا وثوق ہی
دشمنان خاندان نبوی وعلوی کو اور اسکو دلیل عدم اقرار اسلام قرار دیتے ہیں وہ شعر یہ ہی لولا الملامة او حذاری
سبة لوجدتنی سمحا بذاک مبینا حالانکہ یہ شعر تمام تر دلالت کر رہا ہی جناب ابوطالبؑ کے ایمان واسلام
پر [illegible] تکذیب پائی جاتی ہی نہ انکار بلکہ صاف اقرار موجود ہی مگر پردہ تعصب نے متعصبین کو مصداق
[illegible] بنا رکھا ہی وہ کیونکر دیکھیں اور آنکھیں کیونکر سجھائی دے یہ واقعہ اُسوقت کا ہی کہ جناب ابوطالبؑ
آنحضرت کو شعب میں نہیں لے گئے ہیں بعد اس قیل وقال اور ان اشعار کے فرمانے کے پھر بنی ہاشم کو اور بنی عبدالمطلب
کو جمع کیا اور سب کو ہمراہ لیکر داخل شعب ہوئے سوائے ابولہب کے کہ وہ تو نہیں گیا اور شعب میں جو جو ایذائیں
اٹھائیں وہ سب کتب سیر وتواریخ سے بالتصریح معلوم ہو سکتی ہیں فمن شاء فلیرجع الیہ اور یہ شعر جو جناب
ابوطالبؑ نے فرمایا سبب اسکا یہ تھا کہ تمام کفار قریش سے بلکہ تمام کفار عرب سے سوائے بنی ہاشم وعبدالمطلب
کے آشکارا دشمنی ہوگئی تھی پس ابوطالب نے اندیشہ کیا کہ ایسا نہ ہو کہ بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب بھی
مثل دیگر کفار کے دشمنی پر آمادہ ہو جائیں اور سلسلہ حفاظت اور حراست منقطع ہو جائے باین وجہ
فی الحقیقت خطاب تو بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب سے تھا مگر چونکہ ابوطالب مخاطب برسول برحق تھے

مخفیین کی طرف متوجہ رہے اور کافۂ بنی ہاشم و بنی عبد المطلب کو ہدایت فرمائی کہ میں یہ سب چاہتا ہوں کہ آپ نے
دین بہترین دین ہے اور آپ سچے رسول ہیں اور میں انکو بھی دوست رکھتا ہوں اور انکے دین کو بھی دوست
رکھتا ہوں اور تم لوگ بھی مجھکو ملامت کرنے لگوگے اور دشمن ہو جاؤ گے اگر یہ سب خوف نہ ہوتے تم سے
تو میں جو امر ذہنی کرتا اس امر کے آشکارا کرنے میں یا آشکارا ہونے میں اور نیز آنحضرت پر بھی اپنے مطلب
کو ظاہر فرمادیا کہ خوف ملامت اور دشنام جو میں ظاہر کر رہا ہوں فقط آپ کی حفاظت مطلوب ہے ورنہ جیسا
میں جو امر دل باطن میں ہوں اس امر میں ویسا ہی اب مجھکو آشکارا پاتے اور معنی خفی جو اس شعر میں ہیں وہ یہ ہیں
کہ جب میں بجمیع الوجوہ دین اسلام کو بہترین ادیان خلق کہونگا اور تصدیق آنحضرتؐ با این شد و مد کرونگا کہ یہ
میرے ناصح ہیں اور صادق ہیں اور امین ہیں تو شاید بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب بھی ہمزبان ہو جائیں
اور یہ سب آنحضرت کی امر نبوت و رسالت آنحضرتؐ کی تصدیق کرنے لگیں تو اسوقت میں ان سب سے
کہونگا کہ جب تم سب متفق ہو اس امر پر تو پھر امر حق سے کیوں کنارا کرتے ہو شاید یہ سب راہ راست پر
آجائیں اور شاید اگر میرے اس کہنے پر بھی اسلام کو قبول نہ کیا اور میری طرف متوجہ اس امر میں نہ ہوئے
تو میری اطاعت و فرمانبرداری سے منحرف نہ ہونگے اور میں بھی کہہ سکونگا کہ تم لوگوں کے خیال سے میں نے
بھی تم کو چھوڑا نہیں ورنہ کون سی ملامت و دشنام و ایذا اور ہی کفار نے اٹھا رکھی تھی یہاں تک تو عہد و میثاق
آپس میں کیا تھا کہ ان سب سے متابعت اور مخالطت اور مبایعت نہ کرینگے اور انقطاع سلام و کلام و صلہ
رحمی کرچکے تھے اب کون سی ملامت و دشنام و ایذا باقی تھی جسکا خوف جناب ابوطالب کو تھا پس اب اگر خوف
ابوطالب کو تھا تو یہی تھا کہ بنی ہاشم وغیرہ بھی ایذا رسانی پر آمادہ نہ ہو جائیں اور میری معیت اور آنحضرتؐ
کی معاونت ترک نہ کریں اور کیا فصیح و بلیغ کلام ہے جناب ابوطالب کا جس کلام سے مترشح ہو رہا ہے کہ دشنام
و ملامت کا ضرر دنیا میں ہے کہ عند الناس مذموم ہے نہ آخرت میں اور چونکہ یہ ضرر متعدی ہوتا تھا آنحضرتؐ کی
طرف تو دنیا کے اس ضرر کو بہ سبب منفعت آنحضرت کے گوارا نہ کیا اسی طرح اقرار و اسلام کا اظہار بھی واسطے
اجرائے احکام کے ہے دنیا میں اور نفع بھی اسکا دنیا میں ہے اور ممدوح بھی عند الناس ہے لیکن نفع اس
اظہار کا خاص جناب ابوطالب سے مخصوص تھا اور باوجود اس نفع خاص کے ضرر تھا آنحضرت کا پس بحبت
حضرت آنحضرتؐ اس نفع کو گوارا نہ کیا اور فرما دیا لولا الملامۃ او حذاری سبۃ + لوجدتنی سمحا بذاک مبینا
اور یہ لفظ مبینا جو جناب ابوطالبؑ نے فرمایا یہ لفظ خود دلالت کرتا ہے جناب ابوطالب کے ایمان باطنی پر کہ
بطور مخفی مومن کامل تھے اسواسطے کہ لفظ مبین لازمی بھی ہے متعدی بھی تو مراد یہ ہے کہ جو امر کہ میں نے ان اشعار میں
بیان کیا ان سب کو میں نے مخفی کیا ہے اگر خوف مذکور نہ ہوتا تو آپ مجھکو پاتے ان امور مخفی کا واضح اور آشکارا
کرنے والا یا ساتھ ان امور کے واضح اور آشکارا ہونے والا اور یہ امر تو بالکل ظاہر ہے کہ اقرار و قبول کو واضح اور
آشکارا نہیں کہتے اور یہاں تو دونوں معدوم سمجھے جاتے ہیں شئ معدوم کا واضح اور آشکارا ہونا کیسا بلکہ

چیز کو وجود رکھتی ہو اُسکے ظاہر کرنے کو واضح اور آشکار کہتے ہین اسواسطے کہ واضح اور آشکارا باطن اور مخفی
یہ صفتین ہین کہ بیان کرتی ہین حال شے کو تو وجود شے مقدم ہوگا صفت پر یعنی پہلے وجود شے پایا جائیگا فی الواقع
بعدہ متصف ہوگا ساتھ ان الفاظ مذکورہ کے مثلاً کہین کہ فلان شخص ایمان لایا بعدہ پھر جیسا حال ہوگا وہ صفت
لگائینگے اور کہین گے کہ فلان شخص نے ایمان کو مخفی کیا یا آشکارا کیا پس جناب ابوطالب نے بھی ایسا ہی فرمایا کہ
میرا ایمان کہ میرا ہی اُسکا آشکارا کرنے والا یا ساتھ اُسکے آشکارا ہونیوالا ہے جسکو آپ پاتے ہین شعر سے بالکل ثابت
ہو گیا کہ جناب ابوطالب ایمان کو قبول کر چکے تھے لیکن اُسی ایمان کو متصف بصفت سمجھا بذالک مبینا نہ کیا تھا
اگرچہ اظہار فرما چکے تھے مگر جس طرح بخوف اظہار کرتے تھے اس صفت سے اظہار نہ کیا تھا اگر اس صفت سے
اظہار فرماتے تو خوف تھا کہ بجز تنہائی کوئی یار و مددگار نہ رہیگا اور جناب رسالتمآب صلعم نرغۂ اعدا مین یکہ
و تنہا رہجائینگے حفاظت اور حراست و نیز ابلاغ رسالت کے ابواب مسدود ہو جائینگے اب آپکو اگر عقل
و بصیرت ہو اور انصاف کبھی ہاتھ سے نہ جانے دیجیے اور مذہب جو آپ ظاہر فرما رہے ہین کہ ہین سنت جماعت
ہون تو اُسمین فرق نہ کیجیے اور وہابیت و خارجیت کو دخل نہ دیجیے اور بتوجہ تمام ملاحظہ فرمائیے کہ جناب
ابوطالب باتفاق علماے حدیث و سیر و نیز بقول آپ کے تمام عمر آنحضرت صلعم کی حفاظت و حمایت و نصرت و کفالت
مین مصروف رہے اپنی اولاد سے زیادہ حضور کو عزیز رکھا اُس وقت مین ساتھ دیا کہ ایک زمانہ دشمن تھا تمام
قریش اور کل عزیز و اقربا کی مخالفت گوارا کی سب کو چھوڑنا گوارا کیا کوئی دقیقہ غمگساری جان نثاری کا فروگذاشت
نہین کیا اپنی جان و مال اولاد بلکہ کل قوم و قبیلہ کو فداے آنحضرت فرمایا شبانہ روز آپ کی حفاظت و حراست
مین مصروف رہے جس وقت مین آنحضرت کو مجنون ساحر شاعر کہتے تھے اُس وقت مین آپ کے دین کو
خیر الادیان کہا رسول کموسی آپ کو تعبیر فرمایا صداقت و امانت کو آنحضرت کے باعلان ظاہر فرمایا تمام قریش
بنی ہاشم کو وقت انتقال تک وصیت و نصیحت کی کہ محمد کی تصدیق کرو فلاح پاؤ گے شان آنحضرت مین
قصائد بے شمار انشا فرمائے اور با علی صوت مجمع کفار مین فرمایا کہ جو محمد کا دشمن ہے مین اُسکا دشمن ہون جو محمد
کے دین کا دشمن ہے مین اُسکے دین کا دشمن ہون انصاف فرمائیے کہ اذعان و گرویدن و باور کردن و راست
دانستن و صادق داشتن و راستگوی دانستن و حق گوی دانستن کس کا نام ہے چونکہ ہم ابتداءً مراتب تصدیق
و اذعان و قبول و تسلیم کو بیان کر آئے ہین یہان اسی قدر پر اکتفا کی جاتی ہے کہ اذعان کیفیات نفسانیہ سے
ہے اُسکا اظہار موقوف ہے زبان پر اور مشہور ہے کہ زبان ترجمان دل ہے اور نیز مولانا عبدالحق فرماتے ہین کہ زبان
معبر است از آنچہ در نفس انسان است پس جناب ابوطالب نے جو کچھ کہ آپ کے نفس مین تھا نثراً اور نظماً
لساناً و کنایۃً وصیۃً و نصیحۃً ظاہر فرمایا اسپر بھی آپ نہ سمجھین تو آپ سے خدا سمجھے کہ آپ نے کس چیز کا نام
دین و اسلام و ایمان و تسلیم و اذعان اور تصدیق جنان رکھا ہے اب مین یہان پر وہ امر عرض کرتا ہون کہ قبل
آتش دوزخ کے دنیا ہی مین حسد کی آگ سے جل بھن کر خاک ہو جائین سنیے یا حضرت ابوطالب احیار المهاجرین

سید الناصرین ہین جو مراتب ابوطالبؑ کو حاصل ہوئے مہاجرین ہین سے کسی کو وہ مرتبے نہین حاصل ہوئے
چنانچہ مشکوۃ شریف کتاب الایمان مین یہ حدیث منقول ہو عن عبد اللہ ابن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ والمہاجر من ہجر ما نہی اللہ عنہ ھذا
لفظ البخاری ولمسلم قال ان رجلا سئل النبی ای المسلمین خیر قال من سلم المسلمون من لسانہ
ویدہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ مین عبد الحق دہلوی رقم فرماتے ہین جسکا خلاصہ یہ ہو کہ عبد اللہ ابن عمرو ابن عاص
کہ یہ وہ بزرگ ہین کہ ابو ہریرہ جنکی شان مین کہتے تھے کہ مجھمین اور عبد اللہ ابن عمرو مین فرق اتنا ہی تھا کہ وہ
کاتب احادیث نبوی تھے اور مین نہ تھا اور وہ محب اہل بیت تھے فرماتے ہین کہ فرمایا رسول خدا نے کہ
مسلمان کامل وہ شخص ہو کہ مسلمان اسکی زبان اور ہاتھ سے سلامت رہین ایذا پانے مین زبان اور ہاتھ
کی تخصیص اسوجہ سے کی کہ انواع واقسام کی ایذائین انسان کو دونون سے پہونچتی ہین کہ زبان معبر ہو اس
چیز کی کہ نفس انسان مین ہو اسی طرح اکثر افعال ہاتھ سے سرزد ہوسکتے ہین اور تقدیم زبان کی ہاتھ پر اسوجہ سے
ہو کہ زبان سے ایذا پہونچتی ہو گذشتگان اور اہل زمان اور آیندگان کو اور ایذا ہاتھ کی بجز حاضرین کے دوسرے
کو نہین پہونچتی ہو اور کتابت زبان کے حکم مین ہو یا کتابت زبان اور ہاتھ دونون کے حکم مین ہو پس مطابق رقم فرمانے
مولانا عبد الحق کے یہ کتابت یعنی رسالہ شرح المطالب جو آپ نے رقم فرمایا یہ ایذا دہی ہو گذشتگان اور اہل زمان
اور آیندگان آنحضرت کی والمہاجر من ہجر ما نہی اللہ عنہ یعنی مہاجر وہ شخص ہو کہ منہیات حق تعالی کو ترک
کرے عبد الحق دہلوی اس حدیث کی شرح مین یہ عبارت رقم فرماتے ہین ہجرت در شرع بمعنی بیرون آمدن
از دار کفرست بدار اسلام و گریختن از فتنہ دین ست و این را ہجرت ظاہرہ گویند و ہجرت باطنہ آنکہ از مہوت نفسانی
برآید و آنچہ نفس و شیطان بدان داعی ست بگریزد و ترک دہد و حقیقت شریعت ہجرت برای این غرض ست و
ہرکہ از وی این غرض حاصل شد و معنی مہاجر است اگرچہ در وطن باشد مگر آنکہ صورت ہجرت وظاہر آن نیز در آمیب
گرد چنانچہ در زمان آنحضرت بود کہ مسلمانان را از مکہ بمدینہ واجب بود ہجرت کردن و مقصود ازین حدیث ہمت
ترغیب مہاجران بر ترک مناہی تا بمجرد اسم و صورت اکتفا نکنند و بدان مغرور نشوند یا تسلی خاطر آنہا ست
کہ صورت آنرا در نیافتند بحصول ثواب آن بترک منہیات اس حدیث کو یا یہ لفظ بخاری نے روایت کی ہو
اور مسلم مین اس طرح مروی ہو کہ کسی نے پوچھا آنحضرت سے کہ کونسا مسلمان مسلمانون مین بہتر ہو آپنے جواب مین
فرمایا کہ من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ اور مسلم مین والمہاجر من ہجر ما نہی اللہ عنہ نہین ہو مگر
ملا عبد الحق رقم فرماتے ہین و ظاہر عبارت مؤلف موہم است کہ باشد فافہم پس جناب ابوطالب مصداق
اس حدیث کے ہین بجمیع الوجوہ یعنی داخل ہوتے ہین دار اسلام کے اور اول وطن جاہلیت سے نکلنے مین
اور اکتساب کرنے مین امر حق کے اور تصدیق رسالت مین آنحضرت کی اور نصرت کرنے مین آنحضرت کی اور
اظہار رسالت و صداقت و امانت مین آنحضرت کی اور آپ کو رسول کموسی کہنے مین آپکے دین کو خیر الادیان

ستفید ہیں اور محمد اکرم نے بھی اپنی جان اور مال اور اولاد کے اور ان سب اوصاف میں اسبق ہیں سابقین پر پس
جناب ابوطالب کے خیر المہاجرین اور سید الناصرین ہونے میں بجز خوارج کے کسی مومن کو شک اور شبہ نہیں
ہوسکتا اور دلیل اس پر یہ حدیث متفق علیہ ہے عن انس بن مالک ابن النضر الانصاری الخزرجی خادم رسول
اللہ یہ وہ بزرگ ہیں کہ آٹھ یا نو برس کے سن سے خدمت جناب رسول خدا میں رہے اور دس برس تک خدمت
میں مصروف رہے مناقب انکے بکثرت ہیں جناب رسول مقبول نے انکے واسطے دعا کی تھی اور انکی والدہ کی
خواہش سے عمر شریف انکی سو برس کی ہوئی اور اولاد انکی سو سے متجاوز ہو گئی تھی نخلستان انکا سال میں دو مرتبہ
میوہ دیتا تھا جو تاثیر دعاے آنحضرت کا ثمرہ دنیا میں تھا اور ثمر اخروی کا کیا بیان کیا جائے قال قال رسول
اللہ لا یؤمن احد کم حتی اکون احب الیہ من والدہ و ولدہ والناس اجمعین کہا انس نے فرمایا رسول خدا
نے فرمایا نہیں لاتا ایمان تم میں سے کوئی اور مومن نہیں ہوتا جب تک کہ ہوں میں محبوب تر طرف اسکے والد سے اسکے
اور اولاد سے اسکی اور تمام آدمیوں سے چنانچہ مولانا عبدالحق اسی حدیث کی شرح میں رقم فرماتے ہیں کہ محبت
دو قسم است یکی جبلی است کہ از اختیار بندہ بیرون ست وبحکم طبیعت وجبلت بی اختیار بآنہا انجذابی دارد و این
قسم خارج از تکلیف است چہ دشمن درا بیان ست کہ تکلیف شرع در تحصیل و تکمیل آن میرود پس مراد درینجا محبتی خواہد بود
کہ اختیار را دران مدخلی باشد و تکلیف دران جای گیرد پس مراد باحبیت درینجا ترجیح جانب آنحضرت ست صلی اللہ
علیہ وسلم در ادای حق بالتزام دین و اتباع سنت و رعایت ادب و ایثار رضای وی صلعم بر ہرکہ و ہرچہ غیر اوست
از نفس و ولد و والد و اہل و مال و منال چنانکہ راضی شود بہلاک نفس خود و فقدان ہر محبوب نہ فوات حق وی
صلی اللہ علیہ وسلم چنانچہ حال کمل اصحاب بود و در ضمن میں انہی کے دوسری حدیث یا ابن عباس سے نقل فرماتے ہیں
چنانکہ در حدیث دیگر آمدہ است کہ آنحضرت از عمر پرسید کہ حال چیست مرا دوست میداری و بس یا غیر مرا شریک
میگردانی گفت محبت مشترک ست شمارا دوست میدارم و نفس را و فرزندان و مال و منال را نیز دوست میدارم
پس آنحضرت دست بر سینہ عمر زد و تصرفی کرد و پرسید الکنون حال چیست و چہ گونہ می دریابی گفت ساقط شد محبت
اہل و مال اما محبت نفس ہنوز باقی ست بار دیگر دست بر سینہ عمر زد و پرسید اکنون چہ گونہ گفت ہمہ ساقط شد
فدا ندالا محبت تو یا رسول اللہ ہم اس حدیث میں زیادہ بحث نہیں کرتے مگر اتنا امر تو ثابت ہو گیا کہ جناب
ابوطالب ع کو فقط محبت جبلی آنحضرت سے نہ تھی جو چچا کو بھتیجے سے ہوتی ہے اگر ویسی محبت ہوتی تو مثل دیگر
تمام کے اپنی اولاد اور مال و منال ور اپنے اقربا اور اپنے نفس سے زیادہ آنحضرت کو دوست نہ رکھتے بلکہ یہ
محبت جناب ابوطالب کی وہ محبت تھی کہ اختیار کو اس میں مدخلت تامہ تھی جیسا کہ بحث محبت میں تصریحا بیان
ہو چکا ہے اور نیز تمام محدثین و مورخین و اہل سیر اس امر پر متفق ہیں چنانچہ ابو نعیم نے ابن عباس سے روایت کی ہے
وکان ابو طالب یحب النبی شدیدا لا یحب اولادہ مثلہ ولن الا بیتا الا جنبیۃ معہ ویخرج معہ حتی یخرج
یعنی ابوطالب نہایت دوست رکھتے تھے آنحضرت کو نہ دوست رکھتے تھے اپنی اولاد کو مثل آنحضرت کے یعنی جناب

ابو طالب کو جو محبت کہ آنحضرتؐ سے تھی ہرگز اُسی قدر محبت اپنی اولاد سے نہ رکھتے تھے یہی سبب تھا کہ جناب رسولؐ کو اپنے پہلو مین اپنے پاس سلاتے تھے اور باہر جاتے تھے تو آنحضرت کے ہاتھ اپنے ہاتھ مین رکھتے تھے اور جب آنحضرت کو شعب مین لے گئے تو جس مقام پر فرش آنحضرت کا ہوتا تھا شب کو اُس مقام پر اپنے فرزندون مین سے کسی کو سلاتے تھے اور آنحضرت کو دوسرے مقام پر لیجاتے تھے خود پہلو مین آنحضرت کے لیٹتے تھے تمام شب بیدار رہتے تھے کہ کفار اگر شب خون کرین تو میرے فرزندون سے مقتول ہون مگر آنحضرتؐ کو گزند نہ پہونچے پس انس ابن مالک کی روایت سے جو مشکوۃ شریف سے نقل کی گئی کہ جو صحیحین مین موجود ہی اور اس حدیث کو کہ جسکو مولانا عبد الحق نے ضمن مین اس حدیث کے نقل کیا ہی چند امر لائق توضیح ہین اول یہ کہ فرمانا جناب رسالت مآبؐ کا کہ مومن کامل وہ شخص ہی جو آنحضرت کو اپنی جان و مال و اولاد اور تمام دنیا و ما فیہا سے زیادہ دوست رکھے پس جناب ابو طالب ان اوصاف سے ایسے متصف تھے کہ کوئی انکار نہین کر سکتا **دوم** مولانا عبد الحق دہلوی نے اسی حدیث کی شرح مین جو دو قسمین محبت کی لکھی ہین اور دوسری قسم جو اختیاری اور اکتسابی ہی اور وہی درباب ایمان معتبر ہی اسکی تمام صفتون سے جناب ابو طالب ایسے متصف تھے کہ مستغنی عن البیان ہی کوئی صفت ایسی اُس قسم دوم مین نہین ہی کہ جسکے مصداق بالاتفاق جناب ابو طالب نہ ہون **سوم** مولانا عبد الحق نے جو حدیث دیگر شرح مین اسکی درباره حضرت عمر رقم فرمائی وہ بھی لائق غور ہی اولاً تو پوچھنا آنحضرتؐ کا کہ مرا دوست میداری و بس یا غیر مارا شریک میگردانی اور نہ پوچھنا آنحضرت کا جناب ابو طالب سے اُنکے انتقال کے وقت تک ثانیاً جواب حضرت عمر کا محبت مشترک ست شما را دوست میدارم و نفس را فرزندان و مال و منال را نیز دوست میدارم اور جناب ابو طالب نے وقت وفات عبد المطلب سے اپنی وفات تک کبھی یہ کلمات اپنی زبان پر جاری نہین فرمائے بلکہ ہمیشہ آنحضرت کو اپنی جان و مال و اولاد و اپنے نفس سے زیادہ عزیز رکھا جسکے تمام اہل سیر و حدیث اور نیز آپ بھی قائل ہین ثالثاً ضرب لگانا آنحضرت کا سینۂ حضرت عمر پر اور تصرف کرنا اور پوچھنا اکنون حال چیست اور جواب دینا عمر کا کہ ساقط شد محبت اہل و مال اما محبت نفس باقی ست بار دیگر پھر ضرب دوم لگانا دست مبارک سے سینۂ عمر پر اور پوچھنا اکنون چہ گونہ اُسکے جواب مین کہنا عمر کا ہمہ ساقط شد و نماند الا محبت تو یا رسول اللہؐ پس اس حدیث نے واضح کر دیا کہ محبت اہل و مال و منال و نفس کس درجہ کی محبت ہی کہ جو حضرت عمر سے باوجود اسلام قبول کرنے کے یہ محبت ترک نہ ہوئی تھی اور محبت اکتسابی اور اختیاری کو کہ ایمان اسی پر موقوف ہی باختیار خود کسب نہ فرمایا تھا بلکہ بضرب و تصرف اول محبت اہل و مال دفع کی آنحضرت نے اور جناب ابو طالبؑ نے بغیر ٹھوکا لگانے کے اور بغیر تصرف فرمانے آنحضرت کے بالذات محبت آنحضرت کو اکتساب فرمایا تھا اور محبت اہل و عیال اور مال و منال کو اپنے قلب سے دفع فرما دیا تھا چہارم محبت نفس وہ محبت ہی کہ غالب ہی محبت اہل و مال و منال پر کہ جو ضرب اول آنحضرتؐ سے بھی زوال پذیر نہ ہوئی اُسکو آنحضرت نے ضرب ثانی

قلب عمر سے دفع فرمایا اور جناب ابو طالب نے بالذات باختیار خود اس مرتبہ کو اکتساب فرمایا اور باعلان فرمادیا
مجمع کفار میں واللہ لن یصلوا الیک بجمعہم حتی اوسد فی التراب دفینا اور اپنی اولاد کو فرش آنحضرت پر سلاتا
اور آنحضرت کو اس مقام معروف سے مقام دیگر پر لیجاتا اور تمام شب حفاظت کرتا بیدار رہتا اور کسی وقت
تنہا نہ چھوڑتا اور ما ورا اسکے جو جو افعال و اقوال کہ جناب ابو طالب کے ہین اُنسے کتب مملو ہین بانیوجہ اسیقدر
پر اکتفا کی گئی اور نیز ثابت ہو گیا کہ جناب ابو طالب آنحضرت کو اپنے مال و منال و اہل و عیال اور اپنے
نفس سے بہت زیادہ محبوب رکھتے تھے اور ان تمام امرون کو کہ تکمیل ایمان پر دلالت کرتے ہین خود جناب ابو طالب
نے اکتساب فرمایا تھا پس ان تمام دلائل قطعیہ و براہین عقلیہ و نقلیہ سے ثابت ہو گیا کہ جناب ابو طالب خیر
المہاجرین اور سید الناصرین اور اسبق السابقین تھے اب بھی آپ انکار فرمائین تو مصداق جحدوا بہا و
استیقنتہا انفسہم کے قرار پاتے ہین اور وان یہلکون الا انفسہم کے مستحق ہوئے جاتے ہین **قولہ**
حدیث سوم فریابی اور عبد الرزاق اپنی مصنف مین اور سعید بن منصور سنن مین اور عبد بن حمید و ابن جریر و
ابن منذر و ابن ابی حاتم و طبرانی و ابو الشیخ و ابن مردویہ اور حاکم مستدرک مین بافادہ تصحیح اور بیہقی دلائل النبوۃ
مین حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر مین راوی قال نزلت فی ابی طالب کان ینہی
عن اذی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و ینأی عما جاء بہ یعنی یہ آیت ابو طالب کے بارہ مین اُتری اور کافرونکو
حضور سید عالم کی ایذا سے منع کرتے باز رکھتے اور خود حضور اقدس پر ایمان لانے سے دور رہتے **اقول** اس
حدیث سوم کو بڑے زور و شور سے بحوالہائے کثیرہ و عدیدہ و بذکر اسمائے کتب قدیمہ و جدیدہ رقم فرمایا
آپ اتنا بھی نہین جانتے کہ اصطلاح محدثین مین حدیث کس کو کہتے ہین پہلے اصطلاح محدثین سے واقفیت
حاصل فرمائیے پھر حدیث نقل فرمائیے حدیث اصطلاح محدثین مین قول و فعل و تقریر آنحضرت کو کہتے ہین اور
تقریر سے مراد یہ ہے کہ کسی شخص نے کوئی فعل کیا یا کوئی بات آنحضرت کے سامنے کی اور آنحضرت اُسپر مطلع
بھی ہوئے اور سکوت فرمایا اور منع نہ کیا اور انکار نہ کیا اور اُسکو مقرر رکھا اُسکو تقریر کہتے ہین اور بعض نے
قول و فعل و تقریر صحابہ و تابعین کو بھی حدیث کہا ہے پس جو منتہی ہو آنحضرت پر اُسکو مرفوع کہتے ہین مثلا کہا
یا تقریر کی آنحضرت نے اور جو منتہی بصحابہ ہو اُسکو موقوف کہتے ہین اور جو منتہی ہو تابعین پر اُسکو مقطوع
کہتے ہین اور موقوف و مقطوع کو آثار کہتے ہین پس اثر ابن عباس کو آپ نے حدیث سوم رقم فرمایا حالانکہ
نہ قول رسول ہے نہ فعل رسول ہے نہ تقریر رسول ہے نہ آنحضرت کی طرف منتہی ہے پس اب آپ کا حدیث سوم
رقم فرمانا ناواقفیت اور عدم ممارست کی دلیل ہے اصطلاح شائع سے **قولہ** قال فی مفاتیح الغیب فیہ
قولان منہم من قال المراد انہم ینہون عن التصدیق بنبوتہ والاقرار برسالتہ وقال عطاء و مقاتل
نزلت فی ابی طالب کان ینہی قریشا عن ایذاء النبی ثم یتباعد عنہ ولا یتبعہ علی دینہ والقول
الاول اشبہ لوجہین الاول ان جمیع الآیات المتقدمۃ علی ہذہ الآیۃ یقتضی ذم طریقہم فلذلک

قلب عمر سے دفع فرمایا اور جناب ابو طالب نے بالذات باختیار خود اس مرتبہ کو اکتساب فرمایا اور باعلان فرمادیا
مجمع کفار میں واللہ لن یصلوا الیک بجمعہم حتی اوسد فی التراب دفینا اور اپنی اولاد کو فرش آنحضرت پر سلانا
اور آنحضرت کو اس مقام معروف سے مقام دیگر پر لیجانا اور تمام شب حفاظت کرتا بیدار رہنا اور کسی وقت
تنہا نہ چھوڑنا اور مادوا اسکے جو جو افعال و اقوال کہ جناب ابو طالب کے ہیں انسے کتب مملو ہیں بانیوجہ بسیقدر
پر اکتفا کی گئی اور نیز ثابت ہو گیا کہ جناب ابو طالب آنحضرت کو اپنے مال و منال و اہل و عیال اور اپنے
نفس سے بہت زیادہ محبوب رکھتے تھے اور ان تمام امروں کو کہ تکمیل ایمان پر دلالت کرتے ہیں خود جناب ابو طالب
نے اکتساب فرمایا تھا پس ان تمام دلائل قطعیہ و براہین عقلیہ و نقلیہ سے ثابت ہو گیا کہ جناب ابو طالب خیر
المہاجرین اور سید الناصرین اور اسبق السابقین تھے اب بھی آپ انکار فرمائیں تو مصداق جحدوا بہا و
استیقنتہا انفسہم کے قرار پاتے ہیں اور رعات یہلکون الا انفسہم کے مستحق ہوئے جاتے ہیں **قولہ**
حدیث سوم فریابی اور عبد الرزاق اپنی مصنف میں اور سعید بن منصور سنن میں اور عبد بن حمید و ابن جریر و
ابن منذر و ابن ابی حاتم و طبرانی و ابو الشیخ و ابن مردویہ اور حاکم مستدرک میں بافادہ تصحیح اور بیہقی دلائل النبوۃ
میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں راوی قال نزلت فی ابی طالب کان ینہی
عن اذی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و ینأی عما جاء بہ یعنی یہ آیت ابو طالب کے بارہ میں اتری اور کافرونکو
حضور سید عالم کی ایذا سے منع کرتے باز رکھتے اور خود حضور اقدس پر ایمان لانے سے دور رہتے **اقول** اس
حدیث سوم کو بڑے زور و شور سے بحوالہائے کثیرہ و عدیدہ و بذکر اسماے کتب قدیمہ و جدیدہ رقم فرمایا
آپ اتنا بھی نہیں جانتے کہ اصطلاح محدثین میں حدیث کس کو کہتے ہیں پہلے اصطلاح محدثین سے واقفیت
حاصل فرمائیے پھر حدیث نقل فرمائیے حدیث اصطلاح محدثین میں قول و فعل و تقریر آنحضرت کو کہتے ہیں اور
تقریر سے مراد یہ ہے کہ کسی شخص نے کوئی فعل کیا یا کوئی بات آنحضرت کے سامنے کی اور آنحضرت اسپر مطلع
بھی ہوئے اور سکوت فرمایا اور منع نہ کیا اور انکار نہ کیا اور اسکو مقرر رکھا اسکو تقریر کہتے ہیں اور بعض نے
قول و فعل و تقریر صحابہ و تابعین کو بھی حدیث کہا ہے پس جو منتہی ہو آنحضرت پر اسکو مرفوع کہتے ہیں مثلاً کہا
یا تقریر کی آنحضرت نے اور جو منتہی بصحابیہ ہو اسکو موقوف کہتے ہیں اور جو منتہی ہو تابعین پر اسکو مقطوع
کہتے ہیں اور موقوف و مقطوع کو آثار کہتے ہیں پس اثر ابن عباس کو آپ نے حدیث سوم رقم فرمایا حالانکہ
نہ قول رسول ہے نہ فعل رسول ہے نہ تقریر رسول ہے نہ آنحضرت کی طرف منتہی ہے پس اب آپ کا حدیث سوم
رقم فرمانا ناواقفیت اور عدم مہارت کی دلیل ہے اصطلاح شائع سے **قولہ** قال فی مفاتیح الغیب فیہ
قولان منہم من قال المراد انہم ینہون عن التصدیق بنبوتہ والاقرار برسالتہ وقال عطاء ومقاتل
نزلت فی ابی طالب کان ینہی قریشا عن ایذاء النبی ثم یتباعد عنہ ولا یتبعہ علی دینہ والقول
الاول اشبہ لوجہین الاول ان جمیع الآیات المتقدمۃ علی ہذہ الآیۃ یقتضی ذم طریقہم فلذلک

اور دوری کرتے تھے اس سے یعنی قرآن سے اور ان کے سمجھنے سے اور اسکے استماع سے یہ قول ایک احتمال ہوا وقال الاخرون بل المراد ینہون عن الرسول اور دوسرون نے کہا بلکہ مراد نہی ہے عن الرسول یہ قول آخرون کا دوسرا احتمال ہوا پھر امام فخر الدین فرماتے ہین اعلم ان النہی عن الرسول محال لانہ لا یجوز ان تو کہ نہی عن الرسول محال ہے لاید ان یکون المراد عن النہی عن فعل یتعلق بہ علیہ الصلوۃ والسلام وہو غیر مذکور یعنی بلکہ ضرور ہے کہ ہو مراد نہی سے نہی ایک فعل سے کہ متعلق ہو ساتھ ان کے علیہ الصلوۃ والسلام اور وہ فعل بھی مذکور نہین تھا فلاجرم حصل فیہ قولان پس بالضرور حاصل ہوے اس مین دو قول یعنی جو احتمال آخرون نے کیا کہ ضمیر عنہ عائد ہے آنحضرت کی طرف اور مراد ینہون سے ینہون عن الرسول ہے اور نہی عن الرسول محال تھی تو نہی کو متعلق کیا اس فعل سے کہ جو متعلق ہو آنحضرت سے اور وہ فعل مذکور نہ تھا اس وجہ سے اسمین دو احتمال ہوے ان دو احتمالون کو مفسرین کے امام فخر الدین رازی نے رقم فرمایا کہ لاجرم حصل فیہ قولان اب آپ نے اپنی دیانت داری سے تمام مضمون مرقومہ تفسیر کبیر کو ہضم فرمایا اور رقم فرمایا قال فی مفاتیح الغیب فیہ قولان اور قبل اسکے آپ اقوال مفسرین اور محدثین نقل فرما چکے تھے سبب نزول آیۂ مذکورہ مین تو آپ کی تحریر کا منشا یہ ہوا کہ ضمیر فیہ قول امام مین راجع ہے سبب نزول کی طرف یعنی مفاتیح الغیب مین کہا کہ سبب نزول مین دو قول ہین حالانکہ فیہ کا مرجع قول آخرون ہے کہ ینہون سے مراد ینہون عن الرسول لیتے ہین کہ جو محال ہے اور اس لحوق محال نے انکو لاچار کر دیا کہ نہی سے مراد لین نہی عن الفعل کہ متعلق بہ رسول ہو پس اب ہم آپ سے پوچھتے ہین کہ تحریف لفظی و معنوی کے آپ مرتکب ہوے یا نہین اور یہ صفت یہود کی ہے یا نہین حاصل یہ ہے کہ احتمال ثانی مین جو دو احتمال پیدا ہوے اس مین سے ایک احتمال یہ ہے جو آپ نے رقم فرمایا منہم من قال المراد انہم ینہون عن التصدیق بنبوتہ والاقرار برسالتہ اور دوسرا احتمال یہ ہے وقال عطا ومقاتل نزلت فی ابی طالب الخ پس اس احتمال ثانی کے دو احتمالون مین سے احتمال اول کو امام فخر الدین رازی اور علامہ ابو البرکات عبد اللہ ابن احمد ابن محمود نسفی صاحب تفسیر مدارک اشبہ تصحیح فرماتے ہین اور آپ قول ثانی کے قائل ہو کر قول اول کی رد فرماتے ہین حالانکہ یہ قیل وقال مردود ایک چشم زدن مین مردود ہوئی جاتی ہے خاطر مطمئن رکھے اولاً تو ہم آپ کے قول کو بفرض محال تسلیم کر لیتے ہین اچھا آپ ثانی ہی کی صحت کے قائل رہیے زیادہ برین نیست کہ جہان عطا و مقاتل کہا گیا وہان پر قال عطا و مقاتل واحمد رضا کہا جائیگا لیکن یہ تو فرمائیے کہ یہ سب احتمالات مفسرین کے ہین یا نہین اگر نہین ہین تو یہ اختلاف کیسا اور کیون ہوا اور اگر احتمالات مفسرین کے ہین تو یہ تفسیر ہے سبب نزول نہین اور مکرر عرض کر چکا ہون کہ ایسا احتمال قابل استدلال نہین ہے اور آپ کا خیال متعلق نزول آیہ خیال محال ہے ثانیاً تمام مفسرین محققین نے ضمیر مرفوع کا مرجع کفار مذکورین آیۂ سابقہ کو قرار دیا آپ تعصب و عناد کو برطرف فرما کر ملاحظہ تو فرمائیے چند تفسیرون کی عبارتین بلفظہ نقل کی جاتی ہین تفسیر روفی مین ہے وہم ینہون عنہ وینئون عنہ

اورکا فرمنع کرتے تھے لوگون کوایمان لانے سے پیغمبرؐ پر اور دور رہتے تھے اپنے آپ بھی یعنی نہ ایمان لاتے تھے نہ اورون کوایمان لانے دیتے تھے مواہب علیہ المعروف بہ تفسیر حسینی وھم ایشان یعنی کافران ینھون عنہ باز میدارند مردمان را از ایمان برسول وینئون عنہ و دور میشوند بہ نفس خود ازو یعنی نہ خود ایمان می آورند ونہ دیگری را میگذارند معالم التنزیل وھم ینھون عنہ ای ینھون الناس عن اتباع محمد وینئون عنہ ای یتباعدون عنہ بانفسھم مفاتیح الغیب المعروف بہ تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی اسکی عبارت کو مکرر نقل کرچکے ہین تفسیر کبیر علامۂ ابو السعود وھم ینھون عنہ الضمیر المرفوع للمذکورین والمجرور للقران ای لاینتفعون بما ذکر من تکذیبہ وعدہ من قبیل الاساطیر بل ینھون الناس عن استماعہ لئلایقفوا علی حقیقتہ فیومنوا بہ وینئون عنہ ای یتباعدون عنہ بانفسھم اظہارا لغایۃ نفورھم وتاکیدا لنھیھم عنہ فان اجتناب الناھی عن المنھی عنہ من متممات النھی درمنثور اخرج ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابن مردویہ من طریق علی بن ابی طلحۃ فی قولہ تعالی وھم ینھون عنہ قال ینھون الناس عن محمد ان یومنوا بہ وینئون عنہ یتباعدون عنہ واخرج ابن ابی شیبۃ وعبد ابن حمید وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابوالشیخ عن مجاھد فی قولہ وھم ینھون عنہ قال قریش عن الذکر وینئون عنہ یقول یتباعدون واخرج عبدالرزاق وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابوالشیخ عن قتادۃ قولہ وھم ینھون عنہ قال ینھون عن القران وعن النبی وینئون عنہ یتباعدون عنہ تفسیر جلالین وھم ینھون الناس ای عن اتباع النبی وینئون یتباعدون عنہ فلا یومنون بہ تفسیر بیضاوی صفحہ ۲۵۲ مطبوعۂ نول کشور وھم ینھون عنہ ای ینھون الناس عن القران اوالرسول والایمان بہ وینئون عنہ بانفسھم تفسیر جامع البیان قلمی ینھون الناس عنہ عن استماع القران اوعن ایمان وینئون عنہ یتباعدون عنہ بانفسھم تفسیر علامۂ ابوالبرکات عبداللہ بن احمد ابن محمود نسفی مسمی بہ مدارک التنزیل وھم ای المشرکون ینھون عنہ الناس عن القران اوعن الرسول واتباعہ والایمان بہ وینئون عنہ بذلک وان یھلکون الا انفسھم وما یشعرون ای لایتعداھم الضرر الی غیرھم وان کانوا یظنون انھم یضرون رسول اللہ ان تفسیرون کی عبارتین جوہم نے نقل کین فقط اسواسطے کہ اکثر مفسرین نے ضمائر مرفوعہ کا مرجع انھین کفار کو قرار دیا ہی اور یہی مذہب مختار انکا ہی ہماری یہ مراد نہین ہی کہ اقوال ضعیفہ ان مفسرین نے ذکر نہین کیے بلکہ اقوال ضعیفہ کو بھی بیان کیا ہو لیکن صاف طرز تحریر سے واضح ہوتا ہی کہ یہ قول مختار اس مفسر کا نہین ہی اب آپ ہی انصاف فرمائیے کہ اقوال مفسرین محققین مذکورۂ بالا مین ضمائر مرفوع کا مرجع وہی کفار سابق الذکر ہین یا نہین پس جو قول ضعیف کہ کشان کشان جناب ابوطالب کی طرف نسبت دیا گیا ہی کیا وہ کچھ حقیقت رکھتا ہی اور جب وہ قول خود لاشی ہی تو اس سے حجت لانا اور اسکو دلیل کفر ابی طالب ٹھہرانا دلیل حماقت ہی ثالثًا آپ نے یہ بھی تمیز فرمایا ہی یا نہین کہ امام فخر الدین رازی

له سورۂ انعام رکوع ۳

عه جزء رابع تفسیر کبیر صفحہ ۳۳ سطر ۱۵

سه برحاشیہ صفحہ ۸۷ سطر ۱۲

نے بھی مطابق قاعدۂ مقررہ کے اولاً سبب نزول کو جو فی الواقع اور مجمع علیہ مفسرین اور علماے محققین کا ہو رقم
فرمایا ہو پھر سبب اختلافات کو اور وجوہ اقوال کو کہ اس اختلاف سے پیدا ہوئے بہ ترتیب اسی نہج سے رقم فرمائے
کہ قول قوی کو اول اور ضعیف کو بعد قوی کے اور اضعف کو بعد ضعیف کے علی سبیل التنزل پس اس قول اضعف
کو اگر کسی قول ضعیف سے کسی وجہ معقول یا نامعقول سے آپ نے ترجیح بھی دی تو بھی کسی طرح اس قول کو
لیاقت قوی ہونے کی حاصل نہ ہوگی ہاں اضعف سے ضعیف میں شمار کیا جائیگا چہ جائیکہ سبب نزول
میں آپ نے امام فخرالدین رازی اور علامۂ ابوالبرکات کی رد فرمائی ہو یہ بھی آپکا زعم باطل ہو ان صاحبوں
کی رد تو جب شمار کی جاتی کہ سبب نزول وراسباب اختلاف مفسرین اور احتمالات انکے اور وہ قول کہ احتمالات
سے پیدا ہوئے ہیں ان سب کی رد فرماتے اور یہ امر اشد محالات سے ہو کہاں امام فخرالدین رازی کہاں
علامۂ ابوالبرکات اور کجا آپ انکے کلام کے سمجھنے کی لیاقت پہلے پیدا فرمائیے پھر میدان میں معرکۂ کلام محققین کے
قدم رنجہ فرمائیے اگر آپ کلام امام فخرالدین رازی کو سمجھے ہوتے تو قال فی مفاتیح الغیب فیہ قولان رقم نہ فرماتے
اور ہمارا عرض کرنا آپ قبول نہ فرمائینگے کہ امام فخرالدین رازی نے پہلے سبب نزول کو جو فی الواقع اور مجمع علیہ
کثیر من محققین کا ہو بیان فرمایا ہو بعد اسکے سبب اختلاف مفسرین اور احتمالات اور اقوال انکے علی سبیل التنزل
بہ ترتیب تمام رقم فرمایا ہو اسوجہ سے ہم اسکی توضیح کیے دیتے ہیں کہ کسی کو مقام حرف باقی نہ رہے امام فخرالدین
رازی نے اتمام تفسیر آیۂ ما قبل وھم ینہون میں یہ عبارت بلفظہ رقم فرمائی ہو واعلم ان الجواب عن ھذا السوال
سیاق فی الآیۃ المذکورۃ بعد ذالک اور اس سے ظاہر ہو کہ جو آیت کہ ما قبل وھم ینہون ہو جس میں مذکور ہو کہ
کفار قرآن کو اساطیر الاولین کہتے تھے اسی سے آیت وھم ینہون عنہ وان یھلکون الا انفسھم وما یشعرون
مرتبط ہو اور یہ امر کاشف سبب نزول ہو کہ اس میں احتمال کو دخل نہیں اور مجمع علیہ ہی مفسرین محققین کا اور سابق
میں ذکر قرآن کا اور ذکر محمدؐ کا ہو چکا تھا ضمیر عنہ میں احتمال پیدا ہوا بعضوں کو احتمال ہوا کہ ضمیر عنہ عائد ہو قرآن کیطرف
مگر ضمیر مرفوع یعنی وھم ینہون میں کوئی احتمال نہ ہوا وہی کفار سابق الذکر آیت سابقہ کے قائم رہے یہ احتمال
مطابق مضمون آیۂ ما قبل کے ہو اور سبب نزول سے مخالفت نہیں رکھتا مگر چونکہ یہ قول ایک احتمال سے پیدا ہوا
فی الجملہ ضعیف ہو و قال الاخرون اور دوسروں کو احتمال ہوا کہ ضمیر مجرور عنہ کی عائد ہو محمدؐ کی طرف اب معنی آیت
کے یہ ہوئے کہ کفار نہی عن الرسول کرتے تھے یہ احتمال بنسبت احتمال اول کے بھی ضعیف ہو کئی وجہوں سے ایک
وجہ یہ ہو کہ نہی عن الرسول محال ہے دوسری وجہ یہ ہو کہ تاویل کی ضرورت ہوئی کہ معنی درست نہیں ہوتے لاچار ہو کر
نہی عن الرسول سے مراد ایک فعل کی کہ اس فعل سے آنحضرتؐ کو علاقہ ہو تیسری وجہ یہ ہوئی کہ وہ فعل بھی مذکور نہیں تھا
اس میں بھی دو احتمال ہوئے چوتھی وجہ یہ کہ ایک فعل مقرر کیا یعنی ان دو احتمالوں میں سے ایک احتمال بعض نے
تصدیق نبوت اور اقرار رسالت کا کیا اور کہا ینہون عن التصدیق بنبوتہ والاقرار برسالتہ ان بعض نے بھی
ضمیر وھم ینہون میں تغیر اور تبدیل نہیں کیا وہی کفار مذکورہ آیت سابقہ کے قائم رہے پانچویں وجہ ان دو احتمالوں

بعض دیگر نے ایک دوسرا ہی فعل مقرر کیا یعنی بعض دیگر نے فعل متعلق بالرسول سے ایذاے نبی مراد لی احتمال ثانی کے دو احتمالون مین سے دوسرا احتمال ہو کہ ضعیف ترین احتمالات ہو کر جامع ہو احتمالات کا اس مین تمام اسباب ضعف مجتمع ہین اب ہم اس احتمال اضعف کے ضعف کو اور جو جو نقصان و خرابیان کہ اس قول کے قائلین کو حاصل ہوئی ہین اور جن جن خرابیون سے یہ قول حاصل ہوا ہی اُسکی بھی تصریح کیے دیتے ہین پہلا احتمال ضمیر عنہ سے مراد رسول کی لی اور اس مین یہ خرابی لاحق ہوئی کہ نہی عن الرسول محال ہی دوسرا احتمال جب نہی عن الرسول کو محال پایا تو فعل متعلق بالرسول مراد لینا پڑا تیسرا احتمال فعل متعلق برسول سے مراد ایذاے نبی لے لی اس مین یہ خرابی لاحق ہوئی کہ دوسری ضمیر عنہ مین چسپیدگی حاصل نہ ہوئی چوتھا احتمال ایذاے نبی نے دوسرے ضمیر عنہ مین کام نہ دیا کہ مطلب بھی خبط ہوا جاتا تھا وان یہلکون الا انفسہم صادق نہ آتا تھا لاچار ہو کر لا یتبعہ یعنی دینہ مراد لی پانچوان احتمال معنی تو آیت کے درست ہوے مگر ضمائر مرفوع نے سب مشقت برباد کر دی کہ کفار تو ایذا دینے پر تلے ہوے تھے اُنھین تو مانع ایذا کہنا نہ سکے ضمائر مرفوع وھم ینہون اور ینئون کا مرجع جناب ابوطالب کو قرار دیا چھٹا احتمال ضمائر مرفوع سب جمع کے ہین جناب ابوطالب واحد ہین اور تہین اُنکی منظور رہی نہ تعظیم کھینچ تان کے جبراً قہراً ابوطالب سے مراد مع اتباع ابوطالب کے قرار دی باین کشمکش و خرابی نزلت فی ابی طالب صادق آیا لیجیے جناب بندہ مبارک ہو معنی آیت بھی درست ہو گئے دونون ضمیرین مجرور بھی عائد ہو گئین ضمائر مرفوع بھی ٹھیک ٹھاک سبب نزول بھی جوں کا تون ہی تو فرمائیے کہ آیات متقدمہ مین تو جناب ابوطالب کا ذکر پایا نہین جاتا نہ جناب ابوطالب شریک اُن لوگون کے تھے کہ جو تکذیب آنحضرت کی کرتے تھے نہ شرکت ابوطالب کی اُن کفار مین پائی جاتی تھی جو قرآن کو اساطیر اولین کہتے تھے کہ ابن عباس نے تصریح فرما دی ہے نہ اُن کفار مین صریحاً کہین ذکر ابوطالب کا پایا جاتا ہی نہ ضمناً یہ ضمائر مرفوع کیونکر راجع ہونگے ابوطالب کی طرف اور اتباع ابوطالب مین باتفاق علما بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب باقی تھے اور تو سب منحرف ہو گئے تھے جنکی وجہ سے ابوطالب نے شعب مین پناہ لی تھی وہ بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب کہ اُن مین اکثر مشرف باسلام بھی ہوے ہین وہ سب اُسوقت تک اتباع ابوطالب مین محسوب تھے وہ سب کے سب مستحق وان یہلکون الا انفسہم کے ہوے اور سب سے بڑھکر احسان آپ کا اُن کفار پر ہوا کہ جو ما قبل آیہ وھم ینہون مین مذکور ہین جنکی شان مین حق تعالی فرماتا ہی ومنہم من یستمع الیک وجعلنا علی قلوبہم اکنۃ ان یفقہوہ وفی اذانہم وقرا وان یروا کل آیۃ لا یؤمنوا بہا حتی اذا جاؤک یجادلونک یقول الذین کفروا ان ھذا الا اساطیر الاولین اس آیہ کی تفسیر مین ابن عباس نے نام بھی اُن کفار کے بتلا دیے ہین تفسیر کبیر مین بھی موجود ہی قال ابن عباس حضروا عند رسول اللہ ابو سفیان والولید بن مغیرہ والنضر بن الحرث وعقبہ وعتبہ وشیبہ ابنا ربیعۃ وامیہ وابی ابنا خلف والحرث بن عامر وابو جہل بعفا رسعوہ اُن سب کفار گذشتگان کو اور جتنے اضراب موجود ہین اور آیندگان کو کہ جناب احمد رضا خان صاحب نے بڑی عرق ریزی اور جانفشانی سے وان یہلکون الا انفسہم وما یشعرون کے

مصداق ہونے سے بچا لیا خداوند عالم نے تو تم کو مصداق اس آیہ کا بنا ہی دیا تھا مگر جناب ممدوح احمد رضا خان نے وان یہلکون الا انفسہم کی بلا تمام بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب پر الٹ دی کہ تمام قوم و قبیلۂ محمد ہی اس میں گرفتار رہیں اور تم سب نے عنایت ممدوح الصدر کی بدولت نجات پائی تم کو تو شکریہ لازم و واجب ہے اور ہزار ہزار آفرین ہے آپ کی عقل و دانائی پر ای احمد رضا خان صاحب کیا سچے مسلمان اور پکے سنت جماعت ہیں آپ کہ محبت اور مودت خاندان رسالت کی آپ کے کلام سے ٹپک رہی ہے افسوس ہے اسی روز بد کی خبر حق تعالی نے اپنے حبیب کو دی تھی کہ سب کچھ امت آپ کی قبول کریگی مگر محبت امر دشوار ہے قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی ای محمد تو ان سب سے سوال کر کہ میں کچھ اجرت اپنے حق کی نہیں مانگتا مگر مودت کرنا میرے اقربا سے پس جو سوال کہ رسول نے بحکم خدا کیا تھا کیا خوب اُسکو آپ ادا فرمارہے ہیں جزاکم اللہ فی الدارین اب رہا وما یشعرون اور وہ شعور نہیں رکھتے یعنی وہ لوگ اپنے نزدیک ضرر پہونچا تے تھے حضرت رسالت مآب صلعم کو اور قرآن کو کہ لوگ ایمان نہ لائیں اور معجزہ نہ سمجھیں مگر وہ ضرر انھیں کو پہونچتا تھا اور وہ سمجھتے نہ تھے کہ یہ ضرر انھیں پر عائد ہے اور جناب ابوطالبؑ نے تو کوئی فعل ضرر رسانی کا نہ کیا تھا پھر وما یشعرون اُنپر کیونکر صادق آیا الحاصل باین تکلیفات کثیرہ اور رضائے نامربوطہ اور خیالات فاسدہ اس قول کا وجود ہوا ہے پس تا قیام قیامت آپ سے اور امثال سے آپ کے ثبوت اس قول اضعف کا بھی دربارۂ جناب ابوطالب نہ ہوسکیگا سبب نزول قرار پانا تو امر محال ہے **قولہ** اصل لذم للناۓ وقد تشتد بالنہی فان الذنب بعد العلم اشد منہ حین الجہل فذکر النہی لا بانہ شدۃ ما یلحقہ من الضرر فی ذلک وعظمۃ ما یعتریہ من الوزر فیما ھنالک فان العلم بحجۃ اللہ اما لک واما علیک **اقول** یا احمد رضا خان لا تغتر بتسویلات نفسک الامارۃ ودع التکلفات التی ھی ابعد من الثلج ما ھذہ الخرافات التی سودت بہا الکتاب واردت ان تخادع المومنین وتذل بہا عم رسول رب العالمین مع انہ کان مومنا بربّ الارباب واما م الاطیاب و ان ھی الا کسراب بقیعۃ یحسبہ الظمآن ماء حتی اذا جاءہ لم یجدہ شیئا فانتبہ واعلم ان ھذہ الایۃ ای ینہون عنہ وینئون عنہ نزلت فی شان المشرکین لا فی شان ابی طالب لان نہی ابی طالب عن ایذاء النبی صلعم فعل حسن وتأیہ عنہ لو فرض فعل مذموم ولا ان المترتب المذکور بعد النہی والنای فی الایۃ اھلاک انفسہم ولا یمکن ان یکون متعلقا بالنہی فیکون متعلقا بالنای فقط ولا یلیق ان یکون الاھلاک متعلقا باحد الفعلین المذکورین قبلہ کما ثبت من کلام الامام فخر الدین الرازی فثبت ان ھذہ الایۃ لیست بنازلۃ فی شان ابی طالب وان سلمنا ان ھذہ الایۃ نزلت فی شان ابی طالب لان ابا طالب کان ینہی قریشا عن ایذاء النبی فیکون نہی ابی طالب عن اذیۃ النبی فعلا ناشیا عن محبۃ طبعیۃ جبلیۃ ینجذب الیہا بالطبع وھذہ المحبۃ توجد فی کل الحیوانات کما اوضحت فی ھذہ الرسالۃ فکیف یصح استدلالک بالنہی علی علمہ بل یکون ھذا النہی ناشیا عن محبۃ

جبلية لمحبة الوالد للولد او العم لابن اخيه لا لتصديق بنبوة النبي فقولك فان الذنب بعد العلم اشد منه حين الجهل لا يصدق عليه ايضا وهو غفلة النظر عن ذلك فان الدلالة في الآية على ما ادعيت من شدة الذم للناهي بسبب النهي للنازع الى العلم لانه انما يصح ذلك اذا كان الفعل مع النهي عنه فانه اشد ذما لمفهومية العلم بالنهي وليس الامر في شان الآية المتنازع فيها لكن الشأن في شان الآية على قولك ظهر تولد النهي الناهي عنه والفعل ههنا ايذاء النبي وهو مذموم والنهي عنه مع تركه ليس بمذموم بل هو حسن واما الناهي عنه فهو امر اخر فلا يصح ما زعمت وثانيا ذكرت ههنا دليل قوي على الجهل وعدم الممارسة في العلوم العقلية والنقلية لانه اذا قيل ان زيدا ينهى عن سب عمرو وبناى عن اكرام عمرو فلا ادري اي لومة في ذلك لانه ترك السب مع النهي عنه وهو ليس بمذموم بل هو حسن نعم اذا نهى عن سب عمرو وسبه هو بنفسه فقد استحق اشد العذاب والملامة بالضرورة واذ ليس فليس فافهم **قوله** الا ترى الى قوله صلى الله تعالى عليه وسلم في ابي طالب ولولا انا لكان في الدرك الاسفل من النار كما سياتي **اقول** في الحديث دلالة واضحة على مذاق العامة على ان ابا طالب كان من المومنين كما سياتي تفصيله فلكن من المنتظرين لكن ليس لك ادراك لان الله قد القى على قلبك اغطية الا ترى قوله تعالى وجعلنا على قلوبهم اكنة ان يفقهوه فذكر هذا الحديث ههنا دليل قوي على عدم التفقه **قوله** مع ما علم من حمايته وكفالته ونصرته ومحبته للنبي صلى الله عليه وسلم طول عمره فانما كان يكون في الدرك الاسفل لولا شفاعة رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم لما ابى الايمان مع كمال العرفان **اقول** هذه الشفاعة لا تخلو من ان تكون مع علم النبي بان ابا طالب كان عالما عارفا بانه نبي ومع هذا ابى الايمان واختار الشرك فيكون الشفاعة الصادرة عن النبي مخالفا لوعد الله فكيف يكون مقبولة لان العلم حينئذ كان حجة الله عليه صلى الله عليه واله وسلم فيكون شفاعته عبثا او معصية وكلاهما غير جائز على اكابر الانبياء فضلا من ان يكون مثل هذا صادرا عن سيد المرسلين تكون مع علم ابي طالب بان محمدا نبي حق ومع هذا ابى الايمان واختار الشرك فبالضرورة صار مستحقا لاشد العذاب فكيف حصل له استحقاق شفاعة النبي لان العلم كان حجة الله عليه فيكون طلب الشفاعة لابي طالب ايضا عبثا او معصية لوجهين الاول قوله تعالى ان الله لا يغفر ان يشرك به ويغفر ما دون ذلك وقال جل وعلا لا تنفعهم شفاعة الشافعين فطلب الشفاعة يكون جاريا مجرى ان يخلف الله وعده ووعيده في حق الكفار وهو غير جائز والثاني كما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اني اختبأت شفاعتي وجعلتها لمن مات من امتي لا يشرك بالله شيئا رواه احمد والطبراني وابن ابي شيبة عن ابي موسى الاشعري وورد عن انس في رواية طويلة قال رسول الله ثم اشفع فيحد لي حدا

فاخرجهم فاخرجهم من النار وادخلهم الجنة حتى ما يبقى في النار الا من قد حبسه القران اى وجب عليه الخلود فثبت شفاعة النبي مختصة لامة النبي لا تشرك بالله شيئا وهي لا تكون لمشرك فحينئذ طلب الشفاعة بقوم مقام لم تقولون ما تفعلون فهذه الشفاعة يوجب الخلف لهذين المنصين وهو لا يجوز **قوله** فالاية على وزان قوله تعالى اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسكم وانتم تتلون الكتاب افلا تعقلون فذكر في سياق الذم امرهم بالبر وتلاوتهم الكتاب وانما القصد الى نسيانهم انفسهم وذكر هذين للتسجيل بل قال جل ذكره يا ايها الذين امنوا لم تقولون ما لا تفعلون كبر مقتا عند الله ان تقولون ما لا تفعلون فشدد النكير على القول من دون عمل وان كان القول خيرا في نفسه قال في معالم التنزيل قال المفسرون ان المومنين قالوا لو علمنا احب الاعمال الى الله عز وجل لعملناه ولبذلنا فيه اموالنا وانفسنا فانزل الله عز وجل ان الله يحب الذين يقاتلون في سبيله صفا فابتلوا بذلك يوم احد فولوا مدبرين فانزل الله تعالى لم تقولون ما لا تفعلون الخ **اقول** الاية المذكورة المتنازع فيها ليست بوزان قوله تعالى اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسكم لان الامرين لا يفعلون ما يامرون اى يامرون بالبر وهم يفعلون خلاف ذلك البر وذلك مذموم بخلاف اية وهم ينهون عنه وينئون عنه لان البر مامور به ومتروك وترك المامور به اشد ذما لحصول علم الامر به وايذاء النبي فيها منهي عنه ومتروك ايضا وترك المنهي عنه حسن لا مذموم فكيف يكون اشد ذما ونأى ابي طالب وبعده عن النهي جاز ان يكون لمصلحة اخرى فلا موازنة بين الايتين وانما يكون الموازنة بينهما اذا كان المنهي عنه معمولا لان عمل المنهي عنه اشد ذما لحصول علم الناهي به ومن اين حكمت بان الاية على وزان قوله تعالى اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسكم لانه حينئذ يكون المعنى وهم ينهون الناس عن ايذاء النبي ولا ينئون عن المنهي عنه اى يوذونه بانفسهم وليس كذلك فكيف تكون احدى الايتين على وزان الاخرى ولما ثبت ان النهي عن ايذاء النبي صلعم حسن فكيف يكون ذكر هذا النهي في سياق الذم فظهر انه لا مناسبة بين الاية المتنازعة فيها وبين اية لم تقولون ما لا تفعلون **قوله** وبه يتحل الوجهان لما انصفت **اقول** اولا وان فرضنا صحة قولك وبه يتحل الوجهان فيكون القول الثاني مساويا للقول الاول في الاشهرية مع ضعفه فيقوم مقام التفسير ولا يكون سبب النزول لانه احتمال من احتمالات المفسرين وثانيا هو مهمل فاسد ليس يجري للتوجه لانه مردود من البراهين القاطعة المذكورة **قوله** دينا لجهات تغطاه **اقول** ليس فيه غطاء بل ختم الله على قلبك وسمعك وجعل على بصرك غشاوة لا تدرك فلا تبصر ولا تسمع **قوله** اعلوصنا ومنكرا باساليب القران ونظمه فضلا عن هذا الحبر العظيم الذي قد فاق اكثر الامة في علم القران وفهمه والله تعالى اعلم

اقول مثل الخفاجی فی علم تفسیر القرآن یشهد و صفحۃ نفسہ لما قال العلامۃ محمد المحلی ملقب
بالحنفی فی شرح رسالۃ السید الشریف الجرجانی فی اصول الحدیث وقد اخطأ المفسرون و رواۃ
وقعوا فی خطاء کالواقدی والثعلبی ... بین المفسرین ذکر ایرادها ای ایراد الاحادیث الموضوعۃ
و درجها فی تفاسیرهم ... اعاذنا الله تعالی ... العلامۃ النسفی والامام فخر الدین
الرازی فکیف یکون قول الخفاجی ... حجۃ و قول العلامۃ النسفی مرجوحا بل هما فائقان
علی الکثیر من المفسرین المحققین ... فی علم القرآن واسالیبہ ونظمہ و اداء اعلم تشیعہم
اعلم ان القلوب ... تعالی لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور
فمن ابصر ... فالبصر بالمعرفۃ ان هداک الله تعالی
ثم ان الامر بالمعروف والنهی عن المنکر واجبان باجماع الامۃ والکتاب والسنۃ بهما ناطقان لا یشترط
فی الامر بالمعروف ان یکون الامر ... لان امر الامر بہ لنفسہ واجب ولغیرہ واجب اخر فان
الاخلال باحد الواجبین لا یوجب الاخلال بالاخر بل لا یجوز ترک احدهما بترک الاخر وکذلک فی
النهی وانما فی القرآن العظیم ثلث ایات ... اتأمرون الناس بالبر وتنسون انفسکم وثانیها
لم تقولون ما لا تفعلون وثالثها ... عنہ قیل لکل واحد منها دلالۃ ظاهرۃ علی ذم
قول بلا عمل وهو التشدید والتنکیر علی الامر والوعظ کما ظننت لکن لیس کذلک بل المراد بہا
حث الواعظ علی تزکیۃ النفس والاقبال علیها بالتکمیل لیعمل عملا بنفسہ ویحث علیہ ویتعظ
بنفسہ ویعظ غیرہ لا منع الامر غیر العامل عن الوعظ لان من فات منہ واجب واحد لا یجوز
لہ ترک الواجب الاخر وان سلمنا ان ورود الایات الثلث المذکورۃ فی الامر بالمعروف والنهی عن
المنکر فالمراد منها الزجر والتوبیخ علی الامر لترک الفعل الواجب وعلی الناهی لفعل المنکر لا الامر
للامر وعلی الناهی لانهما کانا واجبین علیهما فکیف یکون التشدید والتنکیر علی الفعل الحسن و
اداء الواجب فالنهی عن المنکر مثل الامر بالمعروف لکن لا یشترط فی النهی عن المنکر الا ان یکون
الناهی تارکا لہ ولان فی الاسرار ... وهی انہ اذا کان الانکار یتوجہ الی مجموع
الشیئین ففهم الانکار لکل واحد واحد منهما خطاء ففی هذہ الایات الثلث بناء علی القاعدۃ
المقررۃ فی الاصول انکار علی المجموع هکذا افسر شیخ عبد العزیز الدهلوی فی تفسیر العزیزی و
القاضی البیضاوی فی انوار التنزیل وشیخ عبد الحق الدهلوی فی شرح المشکوۃ المسمی باشعۃ
اللمعات فافهم وتبصر **قولہ** فصل دوم ہمارے بیشتر **اقول** فصل اول میں جو آپ نے آیات قرآنیہ یوسوسہ یوسوس
فی صدور الناس ثبوت کفر جناب ابوطالب میں رقم فرمائے اور اقوال مفسرین اور محدثین میں جو جو تحریفیں
اور خیانتیں فرمائیں خدا کے فضل و کرم سے وہ سب طشت از بام افتادہ ہوگئیں اور انھیں آیات

الواحدی

اور انھین مفسرین کی تفسیرون سے اور انھین محدثین کی حدیثون سے مومن کامل ہونا جناب ابوطالبؑ کا ثابت ہوگیا اور نتیجہ مسئلہ یہ ہوا کہ بقول امام احمد بن حسین حنیفی اور علی اجہوری اور تلمسانی وغیرہم آپ موذی نبی کہلا کر خسر الدنیا والاخرۃ قرار پائے جب آیات و اقوال مفسرین سے آپ کی یہ حالت ہوئی تو فضل احادیث آپ کی کس قطار مین ہی کہ انکی رد کے لیے وہ ہی احادیث مرقومہ آپ کی ہماری دلیلین مین لیکن ہمکو تو منظور یہ ہی کہ جس امر کا آپ کتمان فرما رہے ہین اور بپردۂ امنا باللہ و رسولہ مین عوام فریبی کر رہے ہین اُسکا اظہار کر دین کہ آپ کیا ہین اور کیسے ہین اور آپ کے ظاہر اور باطن مین کیا فرق ہی لہذا مناسب ہی کہ اس فصل مین ہم مجملاً کچھ فضائل اہل بیت اور مناقب آل طہ و یسین اور سبب اختلاف بین الاصحاب اور کیفیت اقوال علماء کو لکھے جائین تاکہ ناظرین جب ان سب امرون پر بنظر انصاف نظر فرمائین تو امر حق اُنپر واضح اور ثابت ہوجائے اور بے کم و کاست پہچان لین کہ مذہب حق کیا ہی روایت کی ہی مسلم نے عن عائشۃ قالت خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم غداۃ وعلیہ مرط مرحل من شعر اسود فجاء الحسن ابن علی فادخلہ ثم جاء الحسین فدخل معہ ثم جاءت فاطمۃ فادخلہا ثم جاء علی فادخلہ ثم قال انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا کہا عائشہ نے کہ ایک روز صبح کے وقت نکلے نبی کہ ایک گلیم سیاہ منقش اوڑھے ہوے تھے پس آئے حسن بن علیؑ اور داخل گلیم کیا آنحضرتؐ نے اُنکو پھر آئے حسینؑ پس داخل ہوے وہ ساتھ اُنکے پھر آئین فاطمہ پس لے لیا اُنکو آنحضرتؐ نے اندر پھر آئے علیؑ اور داخل گلیم کیا اُنکو بعد اسکے پڑھی آنحضرتؐ نے یہ آیت انما یرید اللہ الخ یعنی جز این نیست کہ چاہتا ہی اللہ کہ دور کرے تم سے رجس کو ای اہل بیت نبوت اور طاہر کرے تم کو طاہر کرنا ترمذی کتاب التفسیر سورۂ احزاب مین عمر ابن ابی سلمہ سے مروی ہی لما نزلت ھذہ الایۃ علی النبی انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا فی بیت ام سلمۃ فدعی النبی فاطمۃ وحسنا وحسینا فجللھم بکساء وعلی خلف ظھرہ ثم قال اللھم ھؤلاء اھل بیتی فاذھب عنھم الرجس وطھرھم تطھیرا قالت ام سلمۃ وانا معھم یا رسول اللہ قال انت علی مکانک وانت علی خیر یعنی آیۂ تطہیر ام سلمہ کے مکان مین نازل ہوئی پس بلایا پیغمبر خداؐ نے فاطمہ اور حسنؑ اور حسینؑ اور علی علیہم السلام کو اور اپنی ردا مین اُنکو لے لیا پھر فرمایا خدایا یہ میرے اہل بیت ہین پاک کر انکو پاک کرنا ام سلمہ نے عرض کیا کہ مین ان مین سے ہون فرمایا تو اپنے مقام پر ہی اور عاقبت تیری بخیر ہی اور صحیح ترمذی کتاب المناقب مین خود ام سلمہ سے مروی ہی اور ترمذی کتاب تفسیر سورۂ احزاب مین انس بن مالک سے مروی ہی ان رسول اللہ کان یمر بباب فاطمۃ ستۃ اشھر اذا خرج الصلوۃ الفجر یقول الصلوۃ یا اھل البیت انما یرید اللہ الخ یعنی بتحقیق رسول اللہ صلعم بعد نزول آیہ ہذا چھ ماہ تک دروازۂ فاطمہ پر وقت نماز صبح تشریف لے جاتے تھے اور بآواز بلند فرماتے تھے الصلوۃ یا اھل البیت انما یرید اللہ الخ مشکوۃ شریف مین سعد ابن ابی وقاص سے منقول ہی لما نزلت ھذہ الایۃ ندع ابناءنا وابناءکم دعا رسول اللہ علیا

اشعۃ اللمعات باب مناقب اہلبیت ص ۳۲۹ سطر ۲ جلد ۴

ینابیع المودۃ ترجمہ ترمذی ص ۱۰۸ سطر ۳

ینابیع المودۃ ترجمہ ترمذی ص ۱۰۸ سطر ۱۲

اشعۃ اللمعات باب مناقب اہلبیت ص ۳۷۸ جلد ۴ سطر ۲۷

وفاطمۃ وحسنا وحسینا فقال اللھم ھؤلاء اھل بیتی یعنی جب آیہ مباہلہ نازل ہوئے تو بلایا رسول خدانے علی و فاطمہ حسن وحسین علیہم السلام کو اور فرمایا کہ اے اللہ یہہ اہلبیت میرے ہین ایسی حدیث کی شرح ہین کہ جو اشعۃ اللمعات مشہور ہی مولانا عبد الحق دہلوی رقم فرماتے ہین کہ جب مباہلہ مقرر ہوا پس برآمد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درحالیکہ درکنار خود گرفت حسن وحسین را کہ خورد بودند دران زمان و فاطمہ از پس آنحضرت وعلی از پس فاطمہ سبحان اللہ این چہ وقت وچہ کسانند ارباب این وقت وامر کرد آنحضرت بایشان کہ چون من دعا کنم شما آمین گوئید وچون پیشوائے ترسایان ایشان را دید گفت با قوم خود وائے برشما من می بینم این روئے ہا را کہ اگر از خدا درخواست کنند کہ کوہ را از جائے برکنند برمی کند تا چہ انوار تجلی دران وقت برروئے ایشان تافتہ بودکہ کافر بیگانہ آنرا دریافت وازجائے رفت مومن محب بیگانہ را کہ با آن نور آشنا است چہ حال باشد عرفہ من ذاق اب ایک لطیفہ اور سنیئے کہ قبل ان روایات و آیات کے رقم فرمانی کی مولانا ممدوح نے معنے اہلبیت رقم فرمائے ہین جسکا خلاصہ یہہ ہی کہ اہلبیت کے کئی معنی ہین ایک یہ کہ جنکو زکوٰۃ لینا حرام ہی وہ بنی ہاشم ہین کہ شامل ہین انہین آل عباس اور آل علی اور آل جعفر اور آل عقیل اور آل حارث اس معنے سے یہہ سب اہلبیت ہین دوسرے اہلبیت یعنے اہل وعیال ہی کہ جس روسے ازواج نبی بھی داخل ہین پھر فرماتے ہین کہ ازواج کو اہلبیت سے نکالڈالنا مکابرہ ہی اور مخالف سیاق آیت ہی کہ امام فخر الدین رازی کہتے ہین کہ سیاق آیت ندا کرتی ہی کہ نسائے آنحضرت شامل ہین پس نکالڈالنا انکا اور مخصوص کرنا انکی غیر کا اس آیہ مین صحیح نہ ہوگا اور روایت صحیح مسلم و ترمذی ومشکوٰۃ جو ام سلمہ سے منقول ہی کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو فاطمہ اور علی اور حسن اور حسین علیہم السلام کو جناب رسول برحق نے اپنی عبا مین لے لیا اور فرمایا ھولاء اھل بیتی اور جب ام سلمہ نے بھی داخل عبا ہونا چاہا تو فرمایا آنحضرت نے انت علی مکانک یعنے تو مقام زوجیت پر ہی وانت علی خیر یعنے عاقبت تیری بخیر ہی پس مولانا عبد الحق صاحب نے یہ خیال نہ فرمایا کہ نسبت مکابرہ کی کسکو دی اور خلاف سیاق آیت کسنے کیا اور کسکا فعل ہوا یا مولا صاحب ام سلمہ کو زوجہ آنحضرت نہین جانتے اور اگر جانتے ہین تو ظاہر ہی کہ پیغمبر خدا نے نہ ندائے آیت کو سنا نہ سیاق آیت کو دیکھا اور ازواج کو آیت سے خارج کردیا اور انکے غیر یعنے فاطمہ وعلی وحسن وحسین کو اپنی عبا مین لے لیا اور پکار پکار کر فرمایا اللھم ھولاء اھل بیتی کہ خدا وندا یہہ اہلبیت میرے ہین پس مکابرہ اور خلاف سیاق آیت فعل آنحضرت ہوا نہ کسی غیر کا فافہم پھر تیسرے معنے فرماتے ہین کہ کبھی اطلاق اہلبیت کا اسطرح آیا ہی کہ جسکا مفہوم مخصوص ہی فاطمہ وعلی وحسن وحسین پھر بعد اسکے روایت ام سلمہ بھی رقم فرماتے ہین کہ فرمایا پیغمبر خدا نے کہ یہہ مسجد میری حرام ہی ہر حیض والی عورت پر اور ہر جنب والے

اشعۃ اللمعات باب مناقب اہلبیت ص ۳۷۸ جلد

مر دپر مگر خود آنحضرت اور اہلبیت اُنکے یعنے فاطمہؑ و علیؑ و حسنؑ اور حسینؑ مستثنی ہین کہ حالت حیض و جنب
مین وہ مسجد اُنپر حرام نہین اس مقام پر ہمکو بحث کرنا مطلوب نہین ہی مگر اتنا ضرور عرض کرینگے کہ طہارت
صوری و معنوی کا استحقاق انھین پانچ فردون پر منحصر ہوجاتا ہی پھر مولانا عبد الحق صاحب فرماتے
ہین کہ بیت تین قسم کا ہوتا ہی ایک بیت نسب دوسرے بیت سکنی تیسرے بیت ولادت بالجملہ
بنی ہاشم اور اولاد عبد المطلب اہلبیت از روئے نسب کے ہین اور ازواج آنحضرت اہلبیت سکنی
ہین اور اولاد آپکے اہلبیت ولادت ہین اس مقام پر مولانائے ممدوح نے توریہ اور ابہام فرمایا
اور یہ نہ فرمایا کہ اہلبیت کے تمام معنی ان چار ہی شخصون مین پائے جاتے ہین اسلیے کہ صدقہ یعنے
زکوٰۃ انپر حرام ہی اس وجہ سے بھی یہ اہلبیت ہین بیت نسب بھی انپر صادق آتا ہی کہ بنی ہاشم
اور بنی عبد المطلب بھی ہین بلکہ ان چار شخصون کو خصوصیت ہی کہ اولاد جد قریب کو اہلبیت کہتے ہین
اور اولاد قریب آنحضرت کو اہلبیت کہتے ہین انہین بھی یہی اشرف ہین بیت سکنی مین بھی
یہہ شامل ہین اور مطابق اس حدیث کے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ یہ مسجد سب حیض والی عورتونپر
اور سب جنب لوگونپر حرام ہی مگر مجھپر اور میرے اہلبیت پر کہ علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ
علیہم السلام ہین اس حدیث سے تو اہلبیت مثل پیغمبر برحق سب سے ممتاز ہین کہ جنکا مثل انھین پانچ
مین منحصر ہی کہ تطہیر بالذات انھین مین پائی گئی نہ انکے غیر مین پس با وجود کثیر المعنی ہونے اہل اور
بیت و عترت اور آل اور ذریت اور ذوی القربی کے یہہ چار شخص سب معنے مین شامل اور
جناب رسول خدا نے جو جو معنے قرار دئے اُسکے مصداق اور سب سے ممیز اور ممتاز ہین پھر ان دونو
آیتون مین اور حدیث مین استفادہ معنے بیان کرنا کسی وجہ خاص سے ہی ترمذی اور مشکوٰۃ مین
عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ لعلی لا یحل لاحد یجنب فی ہذا المسجد
غیری وغیرک یعنے فرمایا رسول خدا نے واسطے علیؑ کہ نہین حلال ہی کسی کو جنب ہو بیچ اس مسجد کے
سوا میرے اور سوا تیرے خصائص امام نسائی مین ان یجنب ہی عبد الحق دہلوی اس حدیث کی
شرح مین فرماتے ہین جسکا خلاصہ یہہ ہی کہ علی مرتضے اور خود رسول خدا کا گھر مسجد نبی واقع ہوئی تھی
اور یہ جائز ہی کہ اگر کسیکا خاص گھر مسجد واقع ہو تو اُسمین سے گذر جائے اگرچہ جنب ہو اسی واسطے
فی ہذا المسجد کہا کہ یہہ مسجد کہ گھر واقع ہوئی اور مرور اُسمین سے ضروری ہی بخلاف سائر مساجد
کے اولاً حاصل یہ ہی کہ یہ حدیث کیسی ہی صحیح ہو کوئی منقبت اور فضیلت نہین ہی مگر ہم اسیقدر
عرض کرینگے کہ ترمذی اور مشکوٰۃ باب مناقب علیؑ مین اس حدیث کا رقم فرمانا دلیل نافہمی قرار پائیگا
ثانیاً۔ شاہ عبد الحق صاحب نے اتنا بھی خیال نہ فرمایا کہ باب مناقب ابو بکر مین جو حدیث
صحیحین سے منقول ہوئی جسکا آخری کلمہ یہہ ہی کہ لا یبقین المسجد خوخۃ الا خوخۃ ابی بکر

ـــــــ

لہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد ۴ باب مناقب علی صفحہ ۳۴۹ سطر ۳

لہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ صفحہ ۳۵۰ جلد ۴ سطر ۳

یعنے مسجد مین کوئی روزن نہ چھوڑا جائے مگر روزن ابوبکرؓ تکریماً وتعظیماً اور اس استثناء خوخہ کو تعریض
قرار دیا ہے یعنے کنایہ ہے خلافت صدیق اکبرؓ پر پس ایک روزن دیوار جو مسجد نبی کی طرف رکھنے کو اجازت
ملی تو اسکو کنایہ خلافت ٹھرایا اور حدیث لایحل لاحد الخ کی شرح ایسی فرماتے ہیں کہ باعث منقبت بھی
نہ قرار پائے حالانکہ مسجد کا ممر ہونا اسی وقت ثابت ہوگا کہ پہلے سد ابواب جمیع صحابہ اور افتتاح
باب علیؑ اسی مسجد مین منظور کر لیا جائے پس دروازہ علیؑ بمقابلہ خوخہ ابوبکرؓ تکریماً وتعظیماً رکھا نہ
بلکہ صراحۃً استحقاق خلافت قرار پائیگا اور یہ باجماع اہل سنت وجماعت باطل ہے بہرحال اس حدیث
سے ممیز اور ممتاز ہونا کلیۃً جمیع صحابہ سے حضرت علیؑ کا ثابت پھر رقم فرماتے ہین کہ بعد سد ورحکم
حضرت رسولؐ باستثنائے خوخہ دیوار ابوبکرؓ وعمرؓ نے درخواست کی کہ انکی دیوار مین بھی ایک خوخہ
رکھا جائے جسکے جواب مین پیغمبر خدا نے فرمایا کہ سر سوزن کے برابر بھی نہ رکھا جائے یہ مقام انصاف ہے کہ اگر
خوخہ کنایہ خلافت رکھا ودے تھا تو خلافت درجہ ثانوی انکا حق ہوا جنکو سر سوزن کے برابر بھی سوراخ
جانب مسجد رکھنے کا حکم نہ ہوا اور جس علیؑ کا باب مثل باب نبی اسی مسجد مین مفتوح رہا جسکا ممر مثل ممر رسولؐ
وہی مسجد ہوئی جنکا مرور وسکون مثل پیغمبرؐ متحقق ہوا وہ نہ مستحق خلافت قرار پائے نہ لائق تعظیم وتکریم
ٹھہرے نہ امور مذکورہ کوئی منقبت قرار پائی سبحان اللہ شیخ اسکو کہتے ہین تحقیق اسکا نام ہے محبت اہلبیت
کے یہ معنے ہین ثم التانیؑ ابن منذر نے ضرار ابن صرد سے جو معنے اس حدیث کے سنے تھے کہ یستطرقہ
جنباً ہین وہی معنے شارح صاحب نے بھی رقم فرمائے لیکن فی الحقیقت اس حدیث کو اگر تعریض بسبب
سد ابواب جمیع صحابہ اور افتتاح باب علیؑ بجانب مسجد قرار دین تو ہو سکتا ہے کہ سکون ومرور مسجد نبوی
مین علیؑ کا ہر حال مین مثل نبیؐ تھا کیونکہ ان یجنب باب فعال سے ہے اور اجناب کے معنے جنب کردن
خود را باختیار ہے پس وہ جنب کرنا فی المسجد شامل ہے سکون مرور در خواب وبیداری در روز وشب
اختیاراً کو علی جمیع الاحوال پس مراد یہ ہوئی کہ کوئی شخص مجاز نہین کہ جنب کرے خود کو اس مسجد
مین سوا میرے اور سوا تیرے یعنے جماع اور خواب وبیداری ومرور وسکون ہر حال مین علیؑ ونبیؐ
کو اس مسجد مین جائز ہے اور انکی غیر پر حرام اور آیہ مباہلہ اور آیہ تطہیر اور فرمانا جناب رسول خدا کا
اللھم ھولاء اھلبیتی اور مباہلہ غرض جو آیہ تطہیر مین ہے دلیل قاطع ہے کہ علیؑ الواث وانجاس صوریہ اور
معنویہ سے طاہر تھے پس بالضرور ایسے خصائص ممتازہ ممتاز ہوئے اور جب طہارت ایسی مبالغہ ثابت ہوئے
تو ہر وقت ور ہر حال مین اور ہر مکان محترم اور ہر مسجد معظم مین سکون ومرور وغیرہ کی ماذون اور مجاز
ہوئی رابعاً فردوس تاریخ الخلفاء وصواعق مین ہے قال عمر ابن الخطاب لقد اعطی علی
ثلثا لئن یکون لی خصلۃ منہا احب الی من اعطی حمر النعم فسئلہ وماھی قال عمر
البتہ این کہ بود برائے من یک خصلت ازان دوست تر است برائے من از نیکہ دادہ شود مرا شتران سرخ ہوئے
تزوجہ بنتہ فاطمۃ وسکناہ المسجد لایحل فیہ لاحد مایحل لہ والرایۃ یوم خیبر

اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۳۰۳ سطر ۵

حقائق لدنی شرح خصائص علوی مطبوعہ لاہور صفحہ ۵۹ مصنفہ سید ابو القاسم لاہوری

یعنے کہا عمر ابن خطاب نے کہ علیؑ کو تین چیزین دیگئین کہ اُسمین سے ایک چیز ہونا واسطے میرے زیادہ دوست
ہی واسطے میرے اس بات سے کہ دیے جاوین مجکو شتر سرخ بال والے پس پوچھا کسی سائل نے عمرؓ سے کہ وہ کیا
چیزین ہین کہا کہ ایک زوجہ اُسکی فاطمہ بنت رسول ہین دوسرے سکونت اُس علی کی بجمیع احوال مسجد نبوی
مین ہی اور اصحاب واقربا مین سے کسیکو حلال نہ تھا جو کچھ کہ حلال تھا علیؑ کو اُس مسجد مین تیسرے عطائے علم اسلام
بروز خیبر اس بیان سے بھی عبور اور سکون بہر حال مین علیؑ لدوام واسطے علیؑ کے مسجد نبوی مین ثابت
ہوا اور جو شی کہ بنفسہ مطہر ہو تو وہ نجس اور متنجس بنجاست صوری و معنوی نہین ہو سکتی یہ سبب تھا
کہ علیؑ لدوام سکون اور مرور علیؑ کا مسجد نبوی مین کہ بعد کعبہ اشرف مساجد دنیا ہی حلال تھا اور یہی
سبب تھا کہ باب علیؑ مسدود نکیا گیا اور فرمانا حضرتؐ کا لا یحل لاحد ما یحل لہ یعنے جو کچھ علیؑ کو حلال
تھا وہ کسی کو حلال نہ تھا صاف دلالت کرتا ہی کہ سونا جاگنا رہنا آمد و رفت جنب ہونا سب علیؑ کو اُس
مسجد مین حلال تھا اور حدیث ابو سعید جو ترمذی و مشکواۃ سے منقول ہوئی کہ حضرت رسول نے فی
ھذا المسجد فرمایا پس فائدہ اس تخصیص کا یہ ہی کہ مسجد نبوی تمام مساجد دنیا سے بعد کعبہ کے اعلی اور
اشرف ہی جب حلت اُسکی بجمیع احوال ثابت ہوئی تو مساجد دیگر بدرجہ اولی حلال و مباح ہونگی اور ابن مغازلی
نے یہ روایت کی ہی ان نفرا دسول اللہ الی المسجد فقال ان اللہ عزوجل اوحی الی نبیہ
موسی ان ابن لی مسجدا طاھرا لا یسکنہ الا موسی وھارون وابنا ھارون وان اللہ
اوحی الی ان ابنی مسجدا طاھرا لا یسکنہ الا انا وعلی وابنا علی۔ بیان کرتا ہی کہ نکلے رسول خداؐ
طرف مسجد کے پس ارشاد فرمایا آنحضرت نے کہ اللہ تعالے نے وحی کی اپنے نبی جناب موسیؑ کیطرف امر کی
کہ بنا مین وہ ایک مسجد پاک اور پاکیزہ کہ نہ سکونت کرے اُسمین کوئی شخص مگر موسیٰؑ اور ہارون اور دونون
فرزند ہارون کے اور بہ تحقیق کہ وحی نازل کی خداوند عالم نے میری جانب کہ مین بھی ایک مسجد پاک و پاکیزہ
بناؤن کہ نہ سکونت کرے اُسین کوئی مگر مین اور علیؑ اور دونون فرزند علیؑ کے انتہی۔ یہی ابن مغازلی
سند خود خدیفہ بن اسید غفاری سے روایت کرتے ہین قال قال النبی واللہ ما اخرجتہم ولا
اسکنتہ ان اللہ عزوجل اوحی الی موسیٰ واخیہ ان تبوا لقومکما بمصر بیوتا
واجعلوا بیوتکم قبلۃ واقیموا الصلوٰۃ وامر موسی ان لا یسکن مسجدہ ولا ینکح
فیہ ـ لا یدخل الا ھارون وذریتہ وان علیا منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ
فرمایا پیغمبر خداؐ نے کہ قسم ہی خدا کی کہ مسجد سے صحابہ کو مین نے نہین نکالا اور نہ ساکن کیا مین نے علیؑ کو اُس
مسجد مین بہ تحقیق حق تعالے نے وحی کی موسے کیطرف اور اُنکے بھائی کیطرف کہ اپنی قوم کو اپنے
شہر مین گھر دو آگے اپنے گھر کے اور برپا رکھو صلوٰۃ کو حکم کیا موسیٰؑ کو کہ ساکن مسجد حق تعالیٰ کوئی
شخص نہ ہو اور وطی اُسمین کوئی نہ کرے اور داخل اُسمین کوئی نہو یعنے ہر حال مین داخل اُسمین نہو

سوائے ہارون اور انکی ذریت کے اور تحقیق علیؑ میرے نزدیک مرتبہ ہارون کا رکھتے ہین کہ جو ہارون
نزدیک موسیٰ کے رکھتے تھے حاصل یہہ ہی کہ ان سب حدیثوں سے بجمیع الوجوہ ممیز اور ممتاز ہونا حضرت علیؑ
کا ثابت ہی پھر مولانا عبدالحق صاحب لا تبقین فی المسجد خوخۃ الا خوخۃ ابی بکر کی شرح کے
بعد رقم فرماتے ہین و ہذا عبارتہ بدانکہ حافظ ابن حجر عسقلانی در شرح صحیح بخاری گفتہ کہ بتحقیق آمدہ است
در این باب احادیث بطرق متعددہ کہ بظاہر مخالفت مینماید این حدیث مذکور را کہ در باب ابی بکر آمدہ
است از آن جملہ حدیث سعد ابن ابی وقاصؓ است کہ گفت امر کرد رسول خدا بسد ابوابے کہ بجانب مسجد
بود مگر باب علیؑ را و روایت کرد این حدیث را احمد و نسائی و اسناد او قوی است و روایت کرد
طبرانی در اوسط منقول ثقات کہ ایشان مجتمع شدند و گفتند یا رسول اللہ امر کردی بسد ابواب اصحاب و فتح
کردی باب علیؑ را آنگاہ گفت من نبستہ ام و نکشادہ ام بلکہ خدا بست و کشاد و من امر کردہ شدہ ام
بسد ابواب جز باب علیؑ و نیز روایت کردہ احمد و نسائی از ابن عباس و ابن عمر و گفت شیخ ابن حجر
و ہر یکے ازین احادیث صالح است مر حجت را لا سیما کہ متعاضد شدہ اند بعضی از آنہا بہ بعضی و قوت گرفتہ
بدان و گفت کہ ابن جوزی حکم کردہ است برا این حدیث کہ وارد شدہ است در شان علیؑ بوضع و تکلم کردہ
بر بعضی طرق وی بجہت مخالفت وی با احادیث صحیحہ را کہ وارد شدہ اند در شان ابوبکرؓ و گفت شیخ کردہ آن
این را روافض در معارضہ آن و رد کردہ است شیخ ابن حجر ابن جوزی در حکم کردن وی بوضع
این حدیث بمجرد توہم معارضہ وی بحدیث ابی بکر و گفتہ است کہ حدیث علیؑ را طرق کثیرہ است بعضے
ازان بحد صحت رسیدہ است و بعضی بمرتبہ حسن و معارضت میان این حدیث و حدیثے کہ وارد شدہ
است در شان ابی بکرؓ نیست و وجہ توفیق آن است کہ امر بسد ابواب و فتح باب علیؑ در اول امر بود
نزد بنائے مسجد و بود مر علیؑ را دری جانب مسجد کہ می در آمد و می بر آمد ازان و بتحقیق بصحت رسیدہ
است از آن حضرت کہ فرمود مر علیؑ را کہ روا نباید این مسجد را جنب ہیچ یکے مگر من و تو و امر بسد خوخات مگر
خوخہ ابی بکرؓ در آخر امر بود در مرض آنحضرت کہ باقی ماندہ بود از عمر شریف وے دو سہ روز بعد اس
عبارت کے پھر شاہ عبدالحق صاحب نے یہہ عبارت رقم فرمائی ہی و دلیل برین سخن اینست کہ وارد
شدہ است کہ چون امر کرد آنحضرت بسد ابواب جز باب علیؑ مد حمزہ ابن عبد المطلب بعجاز آنکہ ظاہر
شد از وے در امتثال امر او نے توقفی و پر دو چشم وے پر داشت و آب میرفت ازان ہا و گفت
یا رسول اللہ بیرون کردی عم خود را و در آوردی ابن عم را گفت پیغمبر خدا اے عم من امر کردہ شدہ ام
باین و مرا در این اختیاری نیست پس بذکر حمزہ در قصہ دانستہ شد کہ این مقدم بود زیرا کہ حمزہ
در غزوہ احد شہید شد۔ اس دلیل سے ہمکو کوئی نقصان نہین کیونکہ اگر سد ابواب کا حکم مقدم ہی تو
ہو مگر سد خوخات کا حکم جو آخر مین بیان کیا جاتا ہی وہ کب ثابت ہوا جو یہ دلیل بسبب جمع و توفیق ہوسکے

اشعۃ اللمعات باب مناقب ابی بکرؓ صفحہ ۵۳۱ جلد ۴

اور عدم ثبوت کی حالت خود آئندہ ظاہر ہوگی با این ہمہ خود اہل سنت کی احادیث سے ثابت ہی کہ سد ابواب کے متعلق حضرت عباسؓ نے بھی گفتگو کی تھی اور اسلام عباس و سکونت اُنکی مدینہ مین بعد فتح مکہ ہوئی ہو تو پھر آپکو چاہیے کہ اس حدیث حمزہؓ کو حدیث عباس سے جمع کیجیے اور کہیے کہ ایک مرتبہ اول مین سد ابواب ہوا اور ایک مرتبہ آخر مین اور ایک مرتبہ حمزہ نے عذر کیا اور ایک مرتبہ عباسؓ نے اور اگر آپنے بطریق ان دونون حدیثون کو جمع کیا تو فضیلت امیرالمومنین علیہ السلام کی دوبالا ہوجائیگی اور دو مرتبہ سد ابواب سے اُنکی فضیلت ثابت ہوگی و رستہ خوخات کی حدیث بفرض ثبوت بھی اسکے مقابل نہو سکیگی اب وہ حدیث جس سے حضرت عباسؓ کا گفتگو کرنا سد ابواب مین ثابت ہوتا ہی سنیے امام نسائی خصائص مین فرماتے ہین قال فطر عن عبداللہ ابن شریک عن عبداللہ ابن ارقم عن سعد ان العباس اتی النبیؐ فقال سددت ابوابنا الا باب علیؑ فقال ما انا فتحتہا ولا انا سددتہا یعنی روایت کی فطر نے عبداللہ ابن شریک سے اور اُسنے عبداللہ ابن ارقم سے اور اُسنے سعد ابن ابی وقاص سے کہ آئے عباسؓ پیغمبر خدا کے پاس اور عرض کی کہ ہمارے دروازے بند کروا دیئے آپنے سوائے باب علیؑ کے فرمایا آنحضرت نے کہ نہ مین نے کھولے نہ بند کیے یہ ساتھ ہی پس حدیث حمزہؓ کی دوسری روایت فرماتے ہین کہ در روایتے آمدہ است کہ خطبہ خواند آنحضرت و گفت وحی فرستاد حضرت رب العزت جل شانہ بسوئے موسیٰ علیہ السلام تا مسجدی بنا کند مطہر کہ ساکن نگردد در وے مگر وے و ہارون و پسران ہارون شبر و شبیر و ہمچنین وحی فرستاد بسوئے من تا بنا کنم مسجد را مطہر کہ ساکن نگردد در وے مگر من و علی و پسران وے حسن و حسین علیہم السلام عنہم اجمعین لیکن امیر حمزہؓ ماہ شوال سنہ ۳ ہجری غزوہ احد مین شہید ہوئے کہ حضرت حسنؑ تو ماہ رمضان سنہ ۳ ہجری مین پیدا ہوچکے تھے ولادت حضرت امام حسنؑ اور شہادت امیر حمزہؓ مین ایک ماہ سے بھی کم کا فاصلہ تھا اور امام حسینؑ تو پیدا ابھی نہوئے تھے پس تعارض ان دونون روایتونکا ظاہری ہی پھر ایسی متضاد اور معارض روایتیں حد ثبوت سے توافق اور تعاضد کیونکر پہونچ سکتا ہی اگر یہہ ہی دونون روایتین علامہ ابن حجر نے اپنی دلیل مین پیش کی ہین تو یہ ہی دونون حدیثین علامہ ممدوح کی تردید کے لیے کافی ہین پس قرائن سے تو یہہ معلوم ہوتا ہی کہ مولانا عبدالحق صاحب نے ان دونون روایتون کو دلیل گردانا ہی اور تعریضًا علامہ ابن حجر عسقلانی کی تردید فرمائی ہی کہ شاہ صاحب کی عادت ہی جہان کہین مناقب و فضائل اہلبیتؑ اور آل رسولؐ پاتے ہین ضرور معنی بناتے ہین اور تضعیف مین اُنکی کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین فرماتے اور طرہ یہہ ہی کہ جذب القلوب مین خود ہی یہہ روایت رقم فرماتے ہین کہ در رسالہ و یحی بسندیکہ دارند از یکے از اصحاب رسول اللہ روایت آوردہ اند کہ اصحاب ہمہ در مسجد نشستہ بودند ناگاہ منادی

سنن طبع مصر

جذب القلوب چھاپہ کلکتہ ص ۱۶۴
ذوالفقار حیدری ص ۷۵

ندا در داد ایہا الناس سدوا ابواب اَبْلُغوا انتہاہی در مردم پیدا آمد ولیکن ہیچکس بر نخاستند بار دیگر ندا آمد
ایہا الناس سدوا ابوابکم قبل ان ینزل العذاب مردم ہمہ برآمدند و پیغامبر صلعم نیز بیرون آمد
کردند علی مرتضیٰ نیز آمد و بر سر آنحضرت بایستاد و فرمود تو چہ ایستادی برو و بخانہ خود بنشین در خانہ خود
بحال خود بگذار در میان مردم ازین معنی گفتگوئے افتاد و زلیخی در دلہا راہ یافت آنحضرت در غضب
شد و بمنبر رفت و حمد و ثنائے الٰہی گفت و گفت حق تعالے وحی فرستاد بر موسیٰ کہ مسجدے بنا کن موصوف
بصفت طہارت و ساکن نشود در وی جز تو و ہارون و پسران وی شبر و شبیر ہمچنین وحی کرد بر من کہ
مسجدی سازم طاہر ساکن نشود در وے جز من و علیؓ و پسران وی حسنؑ و حسینؑ پس من بمدینہ آمدم و مسجدے
گرفتم و مراد را آمدن مدینہ و گرفتن مسجد اصلا اختیاری نبود و من نمی کنم مگر آنچہ بکنانند و نمی دانم مگر آنکہ بدانانند
پس بر ناقہ سوار شدم و بیرون آمدم و قبائل انصار پیش آمدند تا بر ایشان فرود آیم و منزل گیرم و من بگفتہ
ایشان فرو دنیامدم و گفتم راہ بر ناقہ من تنگ نکنید او مامور است ہر جا کہ بنشیند منزل من ہمان است
واللہ من در ہائے راز بستہ ام و نکشادہ ام و علیؓ را من نہ درآوردہ ام اورا خدا درآورد من چہ کنم
انتہیٰ اس روایت میں چند امور لائق اظہار ہیں انشاء اللہ انکا اظہار عنقریب کیا جائیگا قسطلانی
نے حدیث لا یبقین فی المسجد باب الا باب ابی بکر کی شرح باین عبارت فرمائی ہے قیل وفیہ
تعریض بالخلافۃ لہ لان ذلک شرطان اریدبہ الحقیقۃ لان اصحاب المنازل
الملاصقۃ بالمسجد کان لہم الاستطراق منہا الی المسجد فامر بسدہا سوی خوخۃ
ابی بکر تنبیہا للناس علی الخلافۃ لانہ یخرج منہا الی المسجد للصلوٰۃ وان ارید
بہ المجاز فہو کنایۃ عن الخلافۃ وسد ابواب المقالۃ دون التطرق والتطلع الیہا
کہا گیا ہے کہ اس حدیث میں تعریض خلافت ہے اسواسطے کہ اگر معنی حقیقی مراد لیں کہ جن اصحابوں کے
مکانات ملتصق و متصل تھے مسجد سے اور اُن مکانوں کے دروازے اُسی مسجد میں تھے کہ آمد و رفت
کرتے تھے اُسی سے پس حکم ہوا اُنکے بند کرنیکا سوائے خوخۂ ابی بکر کے تنبیہا للناس علی الخلافۃ
اسواسطے کہ نکلتے تھے وہ اُس خوخہ سے نماز کیواسطے اور اگر مجازی معنی لیں تو وہ کنایہ ہے خلافت
سے اور سد ابواب مقالات سے سوائے تطرق و تطلع کے اس مقام پر جسکو ابن حجر نے قیل سے بیان کیا
ہے نہیں لکن ابن خطیب قسطلانی نے تعریض کو بلفظ قیل بیان کیا ہے اور ابن حجر مصنف صواعق نے بھی لفظ قیل
فرمایا ہے پس یہ قول خود ہی ضعیف ہے احتیاج تردید کی نہیں پھر قسطلانی فرماتے ہیں قال التورپشتی
واری المجاز اقوی اذ لم یصح عندنا ان ابا بکر کان لہ منزل بجنب المسجد وانما
کان منزلہ بالسنح من عوالی المدینۃ انتہیٰ تورپشتی کہتے ہیں کہ میرے نزدیک معنی
مجازی قوی معلوم ہوتے ہیں کہ بہ تحقیق میرے نزدیک ابی بکر کا کوئی مکان قریب مسجد ہونا ثابت نہیں

قسطلانی مطبع نولکشور جلد ۲ صفحہ ۲۷۹

کہ انکا مکان تھا سنح مین کہ عوالی مدینہ ہو انتہی یعنی معنی حقیقی تو حقیقۃً ثابت ہو سکتے ہی نہین معنی مجازی
خود قول ضعیف ہو پھر اس استدلال کی تضعیف بھی کی ہی اور یہہ بھی کہا ہی کہ ابی بکر کا ایک مکان مسجد سے
ملحق تھا جسکے خوخہ کا استثنا ہوا پھر وہ مکان بضرورت ابو بکرؓ نے بیچ کیا اور ام المومنین حفصہ نے چار ہزار
درہم کو خرید اغرض بعد تضعیف استدلال تو ریشتی احتمال معنی حقیقی کا حاصل ہوا غرض بعد اس قیل و قال
کے رقم فرماتے ہین وقد وقع فی حدیث سعد ابن ابی وقاص عند احمد والنسائی باسناد
قوی امر رسول اللہ بسد الابواب الشارعۃ فی المسجد وترک باب علی اور تحقیق کہ احمد نسائی
کے نزدیک حدیث سعد ابن وقاص مین جو کہ قوی الاسناد ہو واقع ہوا ہی کہ حکم کیا رسول اللہ نے سد ابواب
کا سوائے باب علیؑ کے والطبرانی فی الاوسط برجال ثقاۃ من الزیادۃ فقالوا یا رسول اللہ
سددت ابوابنا فقال ما انا سددتہا ولکن اللہ سدہا اور طبرانی نے اوسط مین باسناد
ورجال ثقاۃ یہہ عبارت زیادہ کی ہی کہ پس کہا اصحاب نے رسول اللہ بند کیے آپنے دروازہ اصحاب
کے پس جوابدیا آنحضرت نے کہ مین نے بند نہین کیا دروازونکو لکن اللہ نے بند کیا اُنکے دروازونکو
ونحوہ عند احمد والنسائی والحاکم ورجالہ ثقاۃ عن زید ابن ارقم وابن عباس
اور اسیطرح نزدیک احمد ونسائی وحاکم کے باسناد رجال ثقات زید ابن ارقم سے اور ابن عباس سے
مروی ہی وزاد فکان یدخل المسجد وہو جنب ولیس لہ طریق غیرہ رواہ احمد
والنسائی ورجالہ ثقاۃ اور زیادہ کیا ہی کہ علیؑ مسجد مین بحالت جنب داخل ہوتے تھے اور کوئی
راستہ انکا نہ تھا روایت کیا اسکو احمد اور نسائی نے اسکے رجال بھی ثقات ہین ونحوہ من حدیث
جابر ابن سمرہ عند الطبرانی اور اسیطرح حدیث جابر ابن سمرہ سے ہی طبرانی کے نزدیک
وہی تما قال الحافظ ابن حجر احادیث یقوی بعضہا بعضا وکل طریق منہا صالح
للاحتجاج فضلا عن مجموعہا لکن ظاہرہا یعارض حدیث الباب اور یہ احادیث جیسا
کہ حافظ ابن حجر نے کہا ہی بعض انکے مقوی بعض کے ہین اور ہر طریق انکا صالح ہی حجت کے لیے فضلا
عن المجموع لکن بظاہر انکا حدیث بخاری سے تعارض پایا جاتا ہی والجمع بینہما بما دل علیہ
حدیث ابی سعید عند الترمذی ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لعلی لا یحل لاحد
ان یطرق ہذا المسجد غیری وغیرک والمعنی ان باب علی کان الی جہۃ المسجد
ولم یکن لبیتہ باب غیرہ فلذالک لم یامر بسدہ اور اجتماع بینہما بسطرح سے ہی کہ
حدیث ترمذی جو ابو سعید سے منقول ہی کہ واسطے علیؑ کے فرمایا حضرت نے کہ حلال نہین کسیکو کہ طریق
کرے اس مسجد کو سوا میرے اور سوا تیرے اس حدیث مین ابو سعید کے ان یجنب ہی اور ضرار ابن
صرد نے اسکے معنے ان یطرق کیے تھے اُسکو متن حدیث کر دیا اور اُسپر بھی اکتفا نہین کی گئی اور

اور مصنف بیان کرتا ہے کہ تشہیر یہ ہین کہ دروازہ علیؑ مسجد کی طرف تھا اور کوئی دروازہ سوا اُس دروازہ
جو طرف مسجد کے نہ تھا اسیواسطے استثنا کیا گیا حکم نہوا حالانکہ اکثر اصحاب آنحضرت کے دروازہ مسجد
مین تھے خصوصًا دروازہ صدیق اکبر اور عمر فاروق اور عثمان ذوالنورین اُسی مسجد مین تھا مثل
دروازہ علیؑ اور سب دروازہ بند کیے گئے سواے دروازہ علیؑ اور تحقیق اس کی
آتی ہی پھر صاحب ارشاد الساری شرح بخاری قسطلانی رحمہ فرماتے ہین ومحصل الجمع ان الامر بسد
الابواب وقع مرتین فی الاولی استثنی علیا وفی الاخری استثنی ابا بکر ولکن لا
یتم ذلک الا بان یحمل ما فی قصۃ علی علی الباب الحقیقی وما فی قصۃ ابی بکر علی
الباب المجازی والمراد بہ الخوخۃ کما صرح بہ فی بعض طرقہ وکانہم لما امروا
بسد الابواب سدوھا محصل جمع یہ ہی کہ حکم سد ابواب کا دو مرتبہ واقع ہوا مرتبہ اول مین استثنا کیا
علیؑ کو مرتبہ آخر مین استثنا کیا ابوبکر کو لکن اس کہنے سے بھی مطلوب حاصل نہین ہوتا جب تک کہ قصہ
علیؑ مین احتمال باب حقیقی کا اور قصہ ابی بکر مین احتمال باب مجازی کا نکرین اور اس باب سے خوخہ
مراد لین جیسا کہ تصریح کی گئی ہی بعض طرق مین اُسکی اور گویا کہ اُن لوگون کو جس وقت حکم ہوا سد ابواب
کا بند کر لیے اُنھون نے ابواب وقد صرح ابوبکر الکلاباذی فی معانی الاخبار بان بیت
ابی بکر کان لہ باب من خارج المسجد وخوخۃ الی داخل المسجد وبیت علی لم یکن
لہ باب الا من داخل المسجد انتہی ملخصا من فتح الباری ابوبکر کلاباذی نے معانی
الاخبار مین تصریح کی ہی کہ ابوبکرؓ کا دروازہ خارج مسجد تھا اور خوخہ داخل مسجد اور علیؑ کے مکان کا
کوئی دروازہ نہ تھا مگر داخل مسجد انتہی ملخصًا من فتح الباری اس شرح قسطلانی سے بھی یہہ بات ثابت
نہین ہوتا کہ حدیث امیر حمزہؓ اور حدیث خطبہ کو علامہ ابن حجر عسقلانی نے رد ابن جوزی مین اپنی دلیل
قرار دی ہو پس فہم فرمانا مولانا عبد الحق صاحب کا دلیل بر این سخن این است کنایۃً رد ابن حجر کی قرار
پاتی ہی اور بسبب تعارض و تضاد کے مردود بھی ہوئی جاتی ہی اب یہ معلوم ہونا چاہیے کہ حکم
سد ابواب مین خلفاء ثلثہ بھی شامل ہین یا نہین مناقب فقیہ ابو الحسن مغازلی مین ہی عن حذیفۃ
ابن اُسید الغفاری قال لما قدم اصحاب النبیؐ المدینۃ لم یکن لہم بیوت
یبیتون فیہا فکانوا یبیتون فی المسجد فقال لہم النبیؐ لا تبیتوا فی المسجد فتحتلموا ثم
ان القوم بنوا بیوتا حول المسجد وجعلوا ابوابہا الی المسجد وان النبی بعث الیہم
معاذ بن جبل فنادی ابابکر فقال ان رسول اللہ یامرک ان تخرج من المسجد
فقال سمعا وطاعۃ وسد بابہ وخرج من المسجد ثم ارسل الی عمر فقال ان
رسول اللہؐ یامرک ان تسد بابک الذی فی المسجد وتخرج منہ فقال سمعا وطاعۃ

ذوالفقار حیدری جلد ۲ صفحہ ۱۰

تسد بابہ وخرج من مسجد اللہ و رسولہ غیران رغب الی رسول اللہ
فی خوخۃ فی المسجد فابلغہ معاذ ما قال ثم ارسل الی عثمان وعندہ رقیہ فقال
سمعا وطاعۃ فسد بابہ وخرج من المسجد حذیفہ ابن اسید غفاری سے منقول ہی کہ جب اصحاب
مدینہ مین وارد ہوئے تو اُنکے مکان نہ تھے کہ اُسمین سوتے پس سوتے تھے مسجد مین پیغمبر خدا نے منع فرمایا کہ مسجد
مین نہ سویا کرو شاید احتلام ہو جائے بعد اسکے اُن لوگون نے گرد مسجد کے مکانات بنائے اور دروازے
جانب مسجد قرار دیئے پس رسول اللہ نے معاذ ابن جبل کو اُنکے پاس بھیجا اُنھون نے ابوبکر کو آواز دی
کہ حکم رسول ہی کہ مسجد سے نکل جاؤ اور دروازے بند کر لو پس کہا ابوبکر نے سمعاً وطاعۃً اور دروازہ بند
کیا اور مسجد سے نکل آئے بعد اُسکے بھیجا عمر کے پاس پس کہا معاذ نے کہ حکم رسول ہی کہ دروازہ جو مسجد مین
واقع ہی اُسکو بند کر لو اور نکل جاؤ وہان سے اُنھون نے بھی کہا سمعاً وطاعۃً اور دروازہ بند کر لیا اور
نکل آئے مسجد اللہ و رسول سے اور ایک روزن رکھنے کی خواہش کی معاذ نے یہہ خواہش خدمت رسول
مین ظاہر کی پھر بھیجا عثمان کے پاس اور یہی حکم اُنکو بھی سنایا حالانکہ اُسوقت رقیہ اُنکے پاس تھین اُنھون نے
بھی سمعاً وطاعۃً کہا اور دروازہ بند کر لیا او مسجد سے نکل گئے شہاب الدین احمد نے توضیح الدلائل مین
اسکو روایت کیا ہی مگر یہہ جملہ اُسمین زیادہ ہی و روی ان بعض الصحابۃ قال یا رسول اللہ
یا رسول اللہ دع کوۃ حتی نظر الیک منہا حین تغدو وحین تروح فقال رسول اللہ
لا واللہ ولا مثل ثقب الابرہ یعنے بعض صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ایک روزن کھلا رہے
کہ جب آپ صبح وشام تشریف لاوین تو ہم دیکھ لیا کرین حضرت نے فرمایا کہ نہ واللہ سوئی کے ناکے کے
برابر بھی نہ کھلا رہیگا مولانا عبد الحق صاحب اشعۃ اللمعات مین رقم فرماتے ہین خوخہ بفتح ہر دو خاء معجمہ
دوا و درمیان آن روزنے کہ گذاشتہ میشود در دیوار تا روشنائی در خانہ درآید پھر جذب القلوب
اور اشعۃ اللمعات مین رقم فرماتے ہین کہ در روایتے آمدہ کہ عمر ابن خطاب التماس کرد کہ در دیوار خانہ
خود سوراخ بگذارد کہ در وقت برآمدن رسول اللہ برائے نماز نظر بر جمال وے افتد فرمود رواندارم اگرچہ
مقدار سر سوزن بود ان احادیث سے سد ابواب صحابہ علی الخصوص ابواب خلفاء ثلثہ و اخراج مسجد نبوی
سے بعلت وقوع احتلام باستثناء علی بوضاحت ثابت ہو گیا اور تا ویلات بے سر و پا سے علما کے
رازہائے مخفی کا انکشاف اور محبت و مودت اہلبیت سے انحراف اور زیغ و بغض و حسد کا اعتراف
ہو گیا بفرض محال اگر مکان علی کا کوئی دروازہ نہ تھا سوا اُس دروازہ کے جو داخل مسجد تھا اور
دروازہ مکان ابوبکر کا خارج مسجد تھا اور خوخہ داخل مسجد اور اسی وجہہ سے دروازہ مکان علی اور
خوخہ دیوار ابوبکر مفتوح رہا تو نہ کوئی منقبت علی ثابت ہوئی نہ فضیلت ابوبکر ٹھہری اور لطف تو یہہ ہوا
کہ حدیث خوخہ جو تعریض منصب خلافت تھا وہ ایک چھوٹی سی منقبت بھی نہ رہی مگر بڑی خوشی کی

بات تو یہہ ہوئی کہ فتح باب علیؑ کی عظمت اور فضیلت ہی بزعم خود باطل فرما دیگئی غافل ہے کہ الحلق یعلو ولا یعلی ہی آیہ تطہیر آیہ مباہلہ حدیث اللہم ہولاء اہلبیتی حدیث ام سلمہ کہ یہہ مسجد ہر حائض اور جنب پر حرام ہی مگر علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ پر اور حدیث لا یحل لاحد ان یجنب کے مصداق اور طہارت صوری و معنوی کا استحقاق منحصر ہی آنحضرتؐ اور اہلبیتؑ پر اُنکے اور اخص و اکمل افراد اہلبیتؑ علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ ہین نہ غیر اُنکے اسی وجہ سے ہر مکان معظم اور مساجد محترم کے ماذون و مجاز تھے اور جو کچھ کہ اُنکو حلال تھا کسیکو حلال نہ تھا یہہ ہی سبب تھا کہ ابواب اصحاب مسدود کئے گئے اور فرمایا لا تبیتوا فی المسجد فتحتلموا اور استثنا کیا باب علیؑ کو اب ناظرین اہل انصاف خود ہی انصاف فرمالین کہ بعلل مذکورہ بالا حکم نبوی لا یحل لاحد اور الا باب علی واقع ہوا یا اس سبب سے کہ مکان علیؑ کا کوئی دروازہ نتھا سوائے اُس دروازے کے جو داخل مسجد تھا اور خوخہ دیوار ابو بکر تعریض خلافت تھا یا نہین پس اگر سد ابواب اصحاب و فتح باب علیؑ کوئی فضیلت و منقبت نتھی تو بعد صدور حکم آنحضرت کے اصحاب نے قیل و قال کیون کی تعمیل حکم آنحضرت مین اصحاب سے تاخیر کیون واقع ہوئی زیغ نے دلو نین کیون راہ پائی نزول عذاب سے پیغمبر برحق نے کیون ڈرایا پیغمبر خدا نے غصہ کیون کیا غضبناک کیون ہوئے خطبہ مین بوحی الٰہی حضرت موسیٰؑ مسجد کا طاہر بنانا اور اُسمین مثل حضرت ہارون و ذریت ہارون علیؑ اور ذریت علیؑ کا ساکن ہونا اور اُنکے غیر پر حرام ہونا کیون بیان فرمایا پیغمبرؐ خدا کو کیون ظاہر کرنا پڑا کہ مین نے سد ابواب کسیکا نہین کیا بلکہ خدا نے کیا اور مین نے علیؑ کو داخل نہین کیا بلکہ خدا نے اُسے داخل کیا مین بے اختیار ہون ترمذی و نسائی و ابو نعیم و احمد و ابن مغازلی و طبرانی و حاکم و صاحب جامع الاصول و جمع بین الصحاح الستہ و ابن خطیب قسطلانی در فتح الباری و علامہ ابن حجر عسقلانی و شاہ عبد الحق صاحب وغیرہم نے ان احادیث متعددہ متواترہ صحیحہ کو بہ تعدد طرق و باسانید رجال ثقات بالاتفاق نقل فرمایا ہی پھر اسقدر تاویلین کرنا معنے بنانا اور بعض علما کا موضوعات روافض سے قرار دینا زیغ و بغض حسد نہین ہی تو کیا ہی مناقب و فضائل اہلبیتؑ و علیؑ مین تو یہہ عرق ریزیان یہہ تاویلین کہ کسیطرح منقبت منقبت اور فضیلت فضیلت نر ہے اور مناقب صدیق اکبر مین حدیث لا یبقین فی المسجد خوخۃ ابی بکر کہ جو تعریض خلافت تھی نہ اصحاب نے قیل و قال کی نہ تعمیل حکم مین تاخیر کی نہ دلون مین زیغ و بغض حسد نے راہ پائی بلکہ حکم سد ابواب سنتے ہی بطیب خاطر ابواب موصوفہ کو بند کر لیا نہ پیغمبر خدا کو نزول عذاب سے ڈرانا پڑا نہ غضبناک ہوئے نہ خطبہ پڑھنے کی ضرورت ہوئی نہ کہنا پڑا کہ یہہ حکم میرا ہی یا امیر المؤمنین من جانب اللہ ہی معلوم نہین کہ اس تعریض کو اصحاب سمجھے بھی تھے یا نہین اور اگر سمجھے تھے تو امیر منکم و امیر منا کیون کہنا پڑا یا یہہ علم اصحاب پر مخفی رہا اور انکشاف اُسکا بعض علما ہی پر ہوا اور وہ بھی باین کشاکش کہ خوخہ سے کنایہ باب کا اور باب سے کبھی معنی حقیقی اور کبھی معنی مجازی یعنے تعریض خلافت

کبھی خوخہ کے معنے روزن دیوار کے پیغمبر خدا کو صبح و شام آتے دیکھیں کبھی خوخہ کی یہ عظمت کہ صدیق اکبر اُسمین
سے نکلکر نماز کیواسطے مسجد مین جاتے تھے بعض علما کی تحقیق کہ کوئی مکان متصل مسجد تھا ہی نہین بعض کا فرمانا
کہ مکان تو متصل مسجد تھا مگر دروازہ اُسکا خارج مسجد تھا اور خوخہ داخل مسجد کبھی حکم سد ابواب کو دو مرتبہ
ثابت کرنا کہ ایک مرتبہ استثنا ہوا باب علیؑ کا ایک مرتبہ باب ابو بکر کا پھر باب علیؑ سے معنے حقیقی اور باب
ابو بکر سے معنی مجازی مراد لینا اور اُسکو تعریض خلافت قرار دینا نعوذ باللہ اقوال مضطربہ مختلفہ متعارضہ
علما دلیل قطعی ہی عدم تصدیق کی انکی اسواسطے کہ کوئی مصداق اقوال مختلفہ کا ہو نہین سکتا اگر مصداق ہوگا
تو ایک ہی قول کا ہوگا حاصل یہہ ہی کہ جہانتک ممکن ہوتا ہی بااتباع اصحاب ثلثہ بعض علما فضائل اہلبیتؑ کی
تنقیص مین کوشش فرماتے ہین گویا کہ اُسکو ایمان فرض کر لیا ہی اور آنکھین بند کرکے جو چاہتے ہین لکھی
چلے جاتے ہین یہہ نہین خیال فرماتے کہ اگر خوخہ کو دروازہ بنایا اور اُسکو باب خلافت ٹھرایا تو علیؑ اس
باب خلافت سے کیون محروم کیے گئے اور باب خلافت حضرت فاروق اور ذی النورین کیونکر مفتوح ہوا
کہ انکو تو بالاتفاق سر سوزن کے برابر بھی خوخہ رکھنے کی اجازت نہ ملی تھی اور فی الحقیقت وہ خوخہ جو تعریض
خلافت قرار دیا جاتا ہی اُسکی قدر و منزلت و عظمت صدیق اکبر کے آگے اتنی تھی کہ چار ہزار دینا ر پر
بیع فرمایا فافہم ولا تغفل اے مسلمانون نام اسلام کو برباد نکرو آل نبی گوشت و خون و روح و جگر ہین
پیغمبر خدا کے اُنکے فضائل و مناقب کی تنقیص ورد سے روح آنحضرت کو ایذا پہونچتی ہی اور موذی نبی
موذی خدا آپکے اصول کے موافق ہی فضائل و مناقب کو منصب خلافت سے کیا نسبت خلافت کیلیے
کیا یہہ دلیل کافی نہین ہی کہ خلافت اجماع اُمت پر منحصر ہی اور اجماع اُمت ضلالت پر محال اور حدیث
لن یجتمع امتی علی الضلالۃ اُسپر دال کہ حل و عقد دین و ملت اُنپر منحصر تھا اور احتمال خطا
اُنسے محال پھر فضائل و مناقب کے اہلبیتؑ تنقیص اور خلاف اجماع خلافت نے تنقیص و تو بالتعریض ضلالت
بالتحقیق قرار پائیگی تصدیق حدیث لن یجتمع امتی مین رخنہ پڑ جائیگا نعوذ باللہ من الجہالۃ والضلالۃ
والغبا صحیح مسلم مین زید ابن ارقم سے روایت کی ہی کہ بروز غدیر پیغمبر خدا نے خطبہ فرمایا او فرمایا انا تارک
فیکم الثقلین اولہما کتاب اللہ فیہ الہدی والنور فخذوا بکتاب اللہ واستمسکوا بہ
فحث علی کتاب اللہ ورغب فیہ ثم قال واہل بیتی اذکرکم اللہ فی اہل بیتی اذکرکم
اللہ فی اہلبیتی اذکرکم اللہ فی اہلبیتی وفی روایۃ کتاب اللہ حبل اللہ من اتبعہ کان علی الہدی ومن ترکہ
کان علی الضلالۃ یعنے چھوڑنے والا ہون تم مین دو متاع نفیس اول کی کتاب اللہ ہی کہ جسمین نور و
ہدایت ہی پس لو تم کتاب خدا کو یعنے عمل کرو تم کتاب خدا پر اور محکم پکڑو تم اُسکو اور اہلبیتؑ میرے یاد دلاتا ہون
مین تمکو خدا اپنے اہلبیتؑ کے حق مین یاد دلاتا ہون مین تمکو خدا اپنے اہلبیتؑ کے حق مین یاد دلاتا ہون
مین تمکو خدا اپنے اہلبیتؑ کے حق مین ، ور مکرر فرمانا اس کلمہ کا مبالغہ اور تاکید کے واسطے ہی اسکی شرح

ہین بھی مولانا عبد الحق نے داد محبت اہلبیت دی ہی رقم فرماتے ہین کہ یاد میدہم شما را خدا و میترسانم از عقاب وے بر تقصیر کردن شما در حق آنہا اور یہ بھی رقم فرماتے ہین و معنی اہلبیت عام شد و حمل این بر جمیع آن معانی درست است خصوصاً بر معنی اخیر کہ محبت و تعظیم ایشان در رعایت حقوق و آداب ایشان اقدم و اہم واتم است و ظاہر چنان مے نماید کہ این اشارت باخذ سنت است الخ ملاحظہ فرمایئے شارح ممدوح نے یہان بھی حکم لگا دیا کہ حمل این بر جمیع معانی درست است حالآنکہ ہم ثابت کر چکے ہین کہ معنی متعددہ جو متعدد افراد پر صادق آتے ہین وہ من بعض المعنی اہلبیت قرار پاتے ہین اور بعض معنی سے خارج از اہلبیت ہوتے ہین اور جو معنی کہ پیغمبر خدا نے فرمائے اور خدا کو اُن معنی پر شاہد کر دیا ہی کہ خواہ اہلبیت کے کچھ ہی معنے ہون مگر میرے یہہ ہی چار شخص اہلبیت ہین اور نیز جتنے معنی لغوی و اصطلاحی بیان فرمائے گئے اُن سب کے مصداق بھی یہہ ہی چار شخص ہین کہ کسی معنی سے یہہ خارج از اہلبیت ہو نہین سکتے پس حمل اس حدیث کا اُنھین پر ہو سکتا ہی جو بجمیع معنی اہلبیت ہین نہ من بعض المعنی کہ بعض معنی دیگر سے وہ اہلبیت اہلبیت ہی نہین رہتے پھر حمل اس حدیث کا اُنپر کیونکر ہو سکتا ہی اور یہہ جو رقم ہوا کہ این اشارت باخذ سنت است یہہ ہماری سمجھ مین نہین آتا اس لیے کہ اگر مراد اخذ سنت اہل بیت ہی تو یہہ عین اہل بیت کے واجب الاطاعۃ و لازم الاطاعۃ ہونیکی دلیل ہی اور اگر یہ مراد ہی کہ رسول کی سنت اُنسے اُسطرح حاصل کرو کہ جسطرح اصحاب سے حاصل کرتے ہو تو تخصیص اہل بیت بیکار ہوئی جاتی ہی اور یہہ سب تاکید بے محل ہوتی ہی معاذ اللہ من ذلک روایت ہی عن جابر قال رایت رسول اللہ فی حجتہ یوم عرفۃ وھو علی ناقتہ القصوی یخطب ویقول یا ایھا الناس انی ترکت فیکم ما ان تمسکتم او قال اخذتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ وعترتی اھل بیتی یعنے دیکھا مین نے رسول خدا کو حجۃ الوداع یوم عرفہ کو ناقہ قصوی پر سوار تھے خطبہ فرمایا اور کہا کہ اے گروہ مردم مین تم مین وہ چیز چھوڑتا ہون کہ اگر تم لوگ اُسکو اور تمسک کروگے اور عمل کروگے اُس سے تو ہرگز گمراہ نہو گی ایک کتاب خدا ہی کہ اُسمین نور ہدایت ہی اور عترت میری اہلبیت میرے ہین یہان بھی شارح صاحب فرماتے ہین کہ مراد اینجا از عترت اخص از قوم و اقربا است کہ اولاد جد قریب باشند یعنے اولاد و ذریت وے صلعم و سابقاً گذشت کہ این اشارت باخذ سنت است فافہم ہم بھی قبل ازین عرض کر آئے ہین اور پھر گذارش ہی کہ عترت کے کچھ ہی معنے آپ لین خواہ اولاد خواہ ذریت خواہ اولاد جد قریب خواہ اخص قوم مگر فاطمہؑ اور علیؑ اور حسنؑ اور حسینؑ مصداق ان کل معنی کے ہین بخلاف دیگر جو اُنکے غیر ہین اور یہ اشارہ آپکا کہ این اشارت باخذ سنت است یہہ انکی سنت ہی پیغمبر برحق نے تو صاف صاف تمسک کا حکم دیا جس سے اُنکا ہر قول و فعل حجت قرار پاتا ہی اور عصمت ثابت ہوتی ہی دوسری روایت ترمذی کی زید ابن ارقم سے یہہ ہی قال رسول اللہ انی تارک فیکم ما ان

اشعۃ اللمعات مناقب اہلبیت صفحہ ۷۳۷ جلد ۴ سطر ۱۶

اشعۃ اللمعات صفحہ ۷۳۷ جلد ۴ سطر ۲۱

تمسکتم بہ لن تضلوا بعدی احدھما اعظم من الاخر کتاب اللہ حبل ممدود من السماء الی الارض وعترتی اھل بیتی ولن یفترقا حتی یردا علی الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیھما یعنی کہ مین تم مین چھوڑتا ہون وہ چیز کہ اگر متمسک ہوگے تم ساتھ اُسکے تو ہرگز گمراہ نہوگے ایک اُن دونونکا اعظم ہی دوسرے سے کتاب خدا مانند ریسمان ممدود کے ہی آسمان سے زمین تک کہ اُسکو پکڑین اور آسمان قدس تک پہنچین اور عہد وامان حقتعالے کا ہی بندون کے واسطے اور چھوڑتا ہون مین عترت اپنی کو کہ اہلبیتؑ میرے ہین اور ہرگز جدا دونون نہوینگے یہانتک کہ پہنچین میرے پاس حوض کوثر پر پس نظر کرو تم اور تامل وتفکر کرو تم کہ کیونکر چلتے ہو تم اور معاملہ وسلوک کرتے ہو تم بعد میرے درمیان قرآن اور اہلبیتؑ کے مشکوۃ باب مناقب اہلبیتؑ عن ابی ذر قال وھو اخذ بباب الکعبۃ سمعت النبی یقول الا ان مثل اھلبیتی فیکم مثل سفینۃ نوح من رکبھا نجاء ومن تخلف عنھا ھلک رواہ احمد منقول ہی ابوذر سے کہ کہا اُنھون نے دروازہ کعبہ کو پکڑ کر سنا مین نے پیغمبر خدا کو کہ فرماتے تھے کہ خبردار ہو کہ تحقیق مثل میرے اہلبیتؑ کے تم مین مثل کشتی نوح کے ہی کہ جو شخص راکب کشتی نوح ہوا نجات پائی اُسنے اور جسنے تخلف کیا اُس سے ہلاک ہوا ترمذی مین زید ابن ارقم سے روایت ہی کہ فرمایا پیغمبر خدا نے لعلیؑ وفاطمۃ والحسنؑ والحسینؑ انا حرب لمن حاربھم وسلم لمن سالمھم واسطے علیؑ وفاطمہؑ وحسنؑ وحسینؑ کی کہ ہم جنگ کرنیوالے ہین اُس سے جو جنگ کرے ان سے اور صلح کرنے والے ہین اُس سے جو صلح رکھے ان سے حاصل یہہ ہی کہ یہانتک جتنی حدیثین مناقب اہلبیتؑ مین لکھی گئین مولانا عبدالحق صاحب نے شرح مین اُنکی کوشش بلیغ فرمائی اور حق محبت اہلبیتؑ ادا فرمایا اور معنی کثیر رقم فرمائے اور علی جمیع التقدیر یہہ ہی چار شخص علی واکمل ور اخص ور مصداق اہلبیتؑ قرار پائے پس جو بعض معنی سے داخل اہلبیتؑ ہوگا تو بعض معنی آخر سے خارج از اہلبیتؑ بھی قرار پائیگا اور بایں معنی مستحق خروج وعدم مصداقیت آیات واحادیث مرقومہ بالا بھی ہوگا پھر دوسرونکو داخل کرنا لغو و عبث ہوا علامہ فخر الدین رازی فرماتے ہین تفسیر آیہ مودت مین المسئلۃ الثالثۃ نقل صاحب الکشاف عن النبی انہ قال من مات علی حب آل محمد مات شھیدا الا ومن مات علی حب آل محمد مات مغفورا لہ الا ومن مات علی حب آل محمد مات تائبا الا ومن مات علی حب آل محمد مات مومنا مستکمل الایمان الا ومن مات علی حب آل محمد بشرہ ملک الموت بالجنۃ ثم منکر ونکیر الا ومن مات علی حب آل محمد یزف الی الجنۃ کما تزف العروس الی بیت زوجھا الا ومن مات علی حب آل محمد فتح لہ فی قبرہ بابان الی الجنۃ الا ومن مات علی حب آل محمد جعل اللہ قبرہ مزار ملائکۃ الرحمۃ الا ومن مات علی حب آل محمد مات علی السنۃ والجماعۃ الا ومن مات علی بغض آل محمد جاء یوم القیمۃ

اشعۃ اللمعات باب مناقب اہلبیت صفحہ ۷۴۲ سطر ۲۴ جلد ۴

تفسیر کبیر ... مسئلہ ثالثہ ...

مکتوبا بین عینیہ آیس من رحمۃ اللہ الا و من مات علی بغض آل محمد مات کافرا
الا و من مات علی بغض آل محمد لم یشم رائحۃ الجنۃ ھذا ھو الذی رواہ صاحب الکشاف
مسئلہ ثالث نقل کیا صاحب الکشاف نے نبی صلعم سے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ جو شخص مرے او پر محبت آل محمد صلعم کے
مرا شہید آگاہ ہو کہ جو شخص کہ مرے محبت آل پر وہ مرا در آنحالیکہ مغفرت کیگئی واسطے اُسکے آگاہ ہو کہ جو شخص
مرا محبت آل محمد صلعم پر تو مرا تائب ہو کر آگاہ ہو کہ جو شخص مرے محبت آل محمد پر وہ مرا مومن مستکمل الایمان آگاہ ہو
کہ جو شخص موا محبت آل محمد صلعم پر خوشخبری دیتا ہی ملک الموت اُسکو جنت کی پھر نکیر و منکر خوش خبری جنت دیتے
ہین آگاہ ہو کہ جو شخص مرا محبت آل محمد صلعم پر بھیجا جائیگا طرف جنت کے جسطرح عروس اپنے شوہر کے گھر بھیجی جاتی
ہی آگاہ ہو کہ جو شخص مرا محبت آل محمد صلعم پر کھولے جاتے ہین اُسکے لیے دو دروازہ جنت کیطرف آگاہ ہو
کہ جو مرا محبت آل محمد صلعم پر گردانتا ہی اللہ اُسکی قبر کو مزار ملائکہ رحمت کا آگاہ ہو کہ جو شخص مرا محبت آل محمد صلعم
مرا او پر سنت و رجماعت کے آگاہ ہو کہ جو شخص مرا بغض آل محمد صلعم پر یوم القیامت اسطرح آئیگا کہ درمیان
دونون آنکھون کے لکھا ہوگا مایوس ہی رحمت خدا سے آگاہ ہو کہ جو شخص مرا بغض آل محمد پر مرا کافر آگاہ ہو
کہ جو شخص مرا بغض آل محمد صلعم پر نہ سونگھے گا بوئی جنت کو یہہ وہ ہی کہ جسکو صاحب کشاف نے بیان کیا ہی
امام فخر الدین رازی کہتے ہین انا اقول مین کہتا ہون آل محمد ھم الذین یؤل امرھم الیہ
فکل من کان امرھم الیہ اشد واکمل کانوا ھم الال ولا شک ان فاطمۃ و علیا
والحسن والحسین کان التعلق بینھم و بین رسول اللہ صلعم اشد التعلقات وھذا کالمعلوم
بالنقل المتواتر فوجب ان یکونوا ھم الآل وایضا اختلف الناس فی الال فقیل ھم
الاقارب و قیل ھم امتہ فان حملناہ علی القرابۃ فہم الال وان حملناہ علی الامۃ
الذین قبلوا دعوتہ فہم ایضا ال فثبت ان علی جمیع التقدیرات ھم الال واما
غیرھم فہل یدخلون تحت لفظ الال فمختلف فیہ وروی صاحب الکشاف انہ
لما نزلت ھذہ الایۃ قیل یا رسول اللہ من قرابتک من ھولاء الذین وجبت علینا
مودتھم فقال علی و فاطمۃ و ابناھما فثبت ان ھولاء الاربعۃ اقارب النبی و
اذا ثبت ھذا وجب ان یکونوا مخصوصین بمزید التعظیم و یدل علیہ وجوہ
آل محمد وہ ہین کہ رجوع امر اُنکا طرف رسول صلعم کے ہو پس کل وہ لوگ کہ ہو رجوع امر اُنکا طرف رسول صلعم
کے اشد اور اکمل ہونگے وہ ہی لوگ آل رسول صلعم اور کوئی شک نہین ہی کہ تحقیق فاطمہ اور علی اور
حسن اور حسین علیہم السلام تھے کہ تعلق اُنمین اور رسول خدا مین اشد تعلقات سے تھا اور یہ امر کالمعلوم
او رمتواترات سے ہی پس واجب ہی کہ ہون وہ ہی آل اور نیز اختلاف کیا ہی آدمیون نے معنی آل مین
بعض نے کہا کہ وہ اقارب ہین آنحضرت کے بعض نے کہا کہ اُمت رسول صلعم ہی پس اگر حمل کرین ہم اُسکو قرابت پر

پس جب بھی وہ آل ہین اور اگر حمل کرین ہم اُسکو اُمت پر ایسی اُمت کہ قبول کیا اُسنے دعوت آنحضرت
کو پس جب بھی وہ آل ہین پس ثابت ہوا کہ علیٰ جمیع التقدیرات وہ ہی آل ہین اور داخل ہونے مین
اُنکے غیر کے تحت لفظ آل اختلاف ہی اور روایت کی ہی صاحب کشاف نے کہ جسوقت یہہ آیت مودت
نازل ہوئی تو پوچھا گیا آنحضرت سے کہ یا رسول اللہ وہ کون لوگ ذوالقربےٰ ہین کہ جنکی مودت ہمپر واجب
ہوئی پس کہا پیغمبر خدا نے کہ وہ علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ ہین پس ثابت ہوا کہ یہہ چار شخص اقارب نبیؐ ہین
اور جب یہ ثابت ہو گیا تو واجب ہوا کہ ہون وہ لوگ مخصوص بین ساتھ مزید تعظیم کے اور دلالت
کرتے ہین اس امر پر کئی وجوہ الاول قولہ تعالیٰ الا المودۃ فی القربیٰ و وجہ الاستدلال بہ ما
سبق وجہ اول قول حقتعالےٰ الا المودۃ فی القربےٰ ہی اور وجہ استدلال مذکور ہو چکی الثانی لاشک
ان النبی کان یحب فاطمۃ قال صلعم فاطمۃ بضعۃ منی یوذینی ما یوذیہا وثبت
بالنقل المتواتر عن محمد انہ کان یحب علیا والحسن والحسین اذا ثبت ذلک
وجب علی کل منہ مثلہ لقولہ تعالیٰ واتبعوہ لعلکم تہتدون ولقولہ تعالیٰ
فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ ولقولہ تعالیٰ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی
یحببکم اللہ ولقولہ سبحانہ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ وجہ ثانی یہہ ہی کہ شک نہین کہ تحقیق
رسول اللہ دوست رکھتے تھے فاطمہؑ کو فرماتے تھے پیغمبر خدا صلعم فاطمہ پارہ جگر میری ہی ایذا دی اُسنے مجکو جسنے ایذا دی
فاطمہ کو اور ثابت ہوا ہی منقولات متواترہ سے کہ آنحضرت صلعم دوست رکھتے تھے علیؑ و حسنؑ و حسینؑ کو اور جب ثابت ہو گیا
تو واجب ہو کل اُمت پر مثل اسکا یعنی دوست رکھنا فاطمہ اور علی و حسن و حسین کا اور دلیل اُسپر قول خُو سبحانہ تعالیٰ ہی واتبعوہ لعلکم
تہتدون اور اتباع اور پیروی کرو تم اُسکی تاکہ ہدایت پاؤ تم دوسرے مقام پر حقتعالیٰ فرماتا ہی
فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ پس چاہیے کہ پرہیز کرین وہ لوگ جو مخالفت کرتے ہین حکم
پیغمبر سے تیسری دلیل قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ یعنے کہہ تو کہ اگر تم دوست
رکھتے ہو اللہ کو تو پیروی کرو تم میری دوست رکھیگا تم کو اللہ چوتھے لقد کان لکم فی رسول اللہ
اسوۃ حسنۃ الثالث ان الدعاء للآل منصب عظیم ولذلک جعل ہذا الدعاء
خاتمۃ التشہد فی الصلوۃ وہو قولہ اللہم صل علی محمد وآل محمد وارحم
محمدا وآل محمد وہذا التعظیم لم یوجد فی حق غیر الآل فکل ذلک یدل علی
ان حب آل محمد واجب وقال الشافعی ان کان الرفض حب آل محمد فلیشہد
الثقلان انی رافضی تیسری وجہ تحقیق کہ دعا کرنا واسطے آل کے منصب عظیم ہی اسی واسطے
خاتمہ تشہد صلوۃ مین اس دعا کو رکھا ہی وہ یہہ ہی کہ خداوندا درود بھیج تو محمدؐ اور آل محمدؐ پر اور رحم کر
تو محمدؐ و آل محمدؐ پر اور یہہ تعظیم غیر آل کے حق مین پائی نہین جاتی اور یہ کل دلالتین ہین اثبات پر

کہ محبت آل محمدؐ واجب ہی کہا امام شافعی نے کہ اگر رفض حب آل محمدؐ ہی پس گواہ رہین ثقلان کہ مین رافضی ہون
اور علامہ ابی السعودؒ نے بھی تحت آیہ ہذا رقم فرمایا ہی کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو پوچھا رسولؐ خدا سے کہ یا رسول اللہ
من قرابتك من هولاء الذین وجبت علینا مودتهم قال علیؑ وفاطمةؑ وابناهما
کون ہین وہ قرابتدار کہ جنکی محبت اور مودت ہمپر واجب ہوئی فرمایا علیؑ اور فاطمہؑ اور دونون بیٹے انکے
وعن النبیؐ حرمت الجنة علی من ظلم اهل بیتی واذانی فی عترتی فرمایا نبیؐ نے کہ حرام
کی گئی جنت اُسپر جو ظلم کرے میرے اہلبیتؑ پر اور ایذا دے مجکو میری عترت مین یعنے جسنے میری عترت
کو ایذا دی اُسنے مجکو ایذا دی امام فخرالدین رازی فرماتے ہین فیه منصب عظیم للصحابة
یعنے اس آیت مین منصب عظیم ہی صحابہ کے واسطے کہ حقتعالے نے السابقون السابقون اولئك
المقربون فرمایا ہی فكل من اطاع الله كان مقربا عند الله پس کل لوگون نے کہ اطاعت کی
اُنھون نے اللہ کی ہوئے مقرب عنداللہ تعالے اور داخل ہوئے تحت قولہ تعالی الا المودة
فی القربی والحاصل ان هذه الاية تدل علی وجوب حب آل رسول الله وحب الصحابة
اور حاصل یہہ ہی کہ آیت دلالت کرتی ہی وجوب حب آل رسول اللہؐ پر اور حب اصحاب پر تمام ہوا قول
امام فخرالدین رازی کا انا اقول اب مین بھی عرض کرتا ہون کہ آیہ تطہیر اور آیہ مباہلہ اور آیہ مودت اور
احادیث مناقب اہلبیتؑ کی شرح جو مولانا عبدالحق صاحب نے فرمائی اُسکا حاصل یہ ہی کہ اہلبیتؑ اور آل
اور عترت اور قربی وغیرہ ان آیات واحادیث مین جمیع معنی پر شامل ہین اور ظاہرًا اور اخذ سنت ہی کوئی
خصوصیت ومنقبت فاطمہؑ اور علیؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کو نہین ہی اور صاحب کشاف اور امام فخرالدین
رازی نے محبت آل رسول کو واجب اور الفاظ مذکورہ کو مخصوص فاطمہؑ اور علیؑ اور حسنؑ اور حسینؑ سے
ثابت کرکے فرمادیا کہ غیر آل کے حق مین یہہ تعظیم پائی نہین جاتی اور امام شافعی نے تو محبت آل مین رافضی
ہونیکا اقرار کرلیا امام فخرالدین نے یہ بھی رقم فرمایا ہی کہ جو شخص طاعت اللہ کرے وہ مقرب عنداللہ ہی
اور تحت آیہ مودت داخل ہی اور اصحاب کو بھی اس آیہ مین منصب عظیم ہی اصحاب کا لفظ عام ہی شامل ہی
جمیع صحابہ کو تخصیص کسی کی نہین اور کل اُمت جو مطیع خدا ہو تحت آیہ ہذا داخل ہے مگر وجوب محبت مخصوص
ہی علیؑ و فاطمہؑ وحسنؑ وحسینؑ سے پس ناظر منصف پر موازنہ کرنے سے ان اقوال کے مثل آفتاب نمایان
ہوجائیگا کہ کون انمین سے محب اہلبیتؑ وآل رسول ہی اور کون مبغض اہلبیتؑ وآل رسولؐ ہی اور کون
مداح اہلبیتؑ ہی اور کون مدح بالذم کررہا ہی وما علینا الا البلاغ اور تفسیر نیشاپوری مین تحت
آیہ قل لا اسئلکم لکھتے ہین کفی شرفا لآل رسول الله وفخرا ختم التشهد بذکرهم والصلوٰة
علیهم فی کل صلوٰة لہ یعنے آل رسولؐ کے لیے یہ شرف وفخر کافی ہی کہ تشہد اُنکے ذکر پر تمام ہوتا ہی
اور ہر نماز مین اُنپر صلوٰة بھیجی جاتی ہی صحیح بخاری اور صحیح مسلم مین اور مشکوٰةؑ مین مروی ہی کہ اصحاب نے

عرض کی یا رسول اللہؐ خدا نے جو ہمکو حکم کیا کہ صلوٰۃ اور سلام بھیجین ہم اوپر اہلبیتؑ کے فکیف الصلوٰۃ علیکم اهل البیت فان الله قد علمنا کیف نسلم علیك پس کیونکر صلوٰۃ بھیجین ہم اہلبیتؑ پر پس بہ تحقیق سکھایا ہمکو خدا نے کسطرح سلام بھیجین ہم آپ پر فرمایا پیغمبرؐ خدا نے قولوا اللهم صل علی محمد وال محمد وعلی ال محمد کما صلیت علی ابراهیم وعلی ال ابراهیم انك حمید مجید اللهم بارك علی محمد وال محمد کما بارکت علی ابراهیم وال ابراهیم انك حمید مجید متفق علیه الا ان مسلما لم یذکر علی ابراهیم فی موضعین یعنے کہو تم کہ خدایا درود اور رحمت بھیج محمدؐ اور آل محمدؐ پر جیسا کہ درود بھیجا تو نے ابراہیمؑ پر اور آل ابراہیمؑ پر برکت بھیج محمدؐ پر جیسا کہ برکت بھیجی تو نے ابراہیمؑ اور آل ابراہیمؑ پر تحقیق کہ تو محمود اور مجید ہی پس ظاہر ہوگیا کہ آل اور اہلبیتؑ متحد المعنی ہین اسواسطے کہ اصحاب نے سوال کیا ساتھ لفظ اہلبیتؑ کے اور آنحضرتؐ نے جواب مین بلفظ آل فرمایا چنانچہ ابن طلحہ شافعی ذیل مین اسی حدیث کے لکھتے ہین فسئل النبی احدهما بالاخر فالمفسر والمفسر به متحد معنے آنحضرتؐ نے ایک لفظ کی دوسری لفظ سے تفسیر فرمائی پس معلوم ہوا کہ آل اور اہلبیتؑ کے ایک ہی معنی ہین اور یہہ حدیث متفق علیہ ہی لیکن صحیح مسلم مین علی ابراہیم دونون مقام پر مذکور نہین ہی اور صحیح بخاری مین دوسری حدیث اسطرح منقول ہیعہ عن ابی حمید الساعدی قال قالوا یا رسول الله کیف نصلی علیك فقال رسول الله قولوا اللهم صل علی محمد وازواجه وذریته کما صلیت علی ابراهیم وبارك علی محمد وازواجه وذریته کما بارکت علی ال ابراهیم انك حمید مجید متفق علیه ابی حمید ساعدی نے کہا کہ پوچھا اصحاب نے کہا کہ پوچھا اصحاب نے یا رسول اللہؐ کیونکر صلوٰۃ بھیجین ہم اوپر آپکے فقال پس فرمایا رسول خداؐ نے کہو تم درود خدا کا اوپر محمدؐ کے اور ازواج پر اُسکے اور ذریت پر اُسکی جیسا کہ درود بھیجا تو نے ابراہیمؑ پر اور برکت بھیج تو محمدؐ کو اور ازواج کو اُسکے اور ذریت کو اُسکی جیسا کہ برکت بھیجی تو نے آل ابراہیمؑ پر تحقیق کہ تو محمود اور مجید ہی اس حدیث متفق علیہ کو ہم نے اسواسطے لکھا ہی کہ ماسبق مین مذکور ہوا اور ثابت ہوا ہی کہ ذریت عترت کو اور عترت اہلبیت کو کہتے ہین کہ قول رسول خداؐ عترتی اہل بیتی ہی پس اس حدیث مین ذریت فرمانا گویا اہلبیتؑ فرمانا ہی پس اگر ازواج داخل ذریت یعنے اہلبیت ہوتے تو ازواجہ کی حاجت نہ تھی کہ تکرار لفظ موضع واحد مین خلاف فصاحت افصح الفصحا ہوتی ہی اور بروایت مسلم مروی ہیعہ فقلنا من اهلبیته نساوه قال لا ایم الله ان المرءة تکون مع الرجل العصر مع الدهر ثم یطلقها فترجع الی ابیها وقومها اهلبیته اصله وعصبته الذین حرموا الصدقة علیهم بعده خلاصہ یہہ ہی کہ راویون نے زید ابن ارقم سے پوچھا کہ ازواج آنحضرتؐ اہلبیتؑ ہین زید ابن ارقم نے کہا قسم بخدا ازواج

عہ یعنی آل کا اہلبیت ہی ہر کلمہ اہلبیت سنا عکاس

عہ مشکوٰۃ باب الصلوٰۃ علی النبی

عہ بازار الغش مصنفہ جناب ابوالقاسم صاحب پنجاب لاہوری

ایک مدت مدید شوہر کے ساتھ رہتے ہیں اور بعد طلاق رجوع کرتی ہی سپنے باپ اور قوم کیطرف اور اہلبیتؑ
اصل اُنکے ہین اور قرابت دار آنحضرتؐ کے ہین اور صدقہ بعد آنحضرت اُنپر حرام ہی تو وہی ذیل حدیث
ہذا فرماتے ہین هذا دليل لابطال قول من قال هم قريش كلها فقد كان في نسائه
قرشيات وهن عائشه وحفصه وام سلمه وسوده وام حبيبه یعنے قسم کھانا اور
انکار کرنا زید ابن ارقم کا دلیل ہی بطلان قول کے اُس شخص کے جو کہتا ہی کہ تمام قریش اہلبیتؑ ہین
اسواسطے کہ زنان آنحضرتؐ مین قرشیہ بھی تھین اور وہ عائشہ اور حفصہ و ام سلمہ اور ام حبیبہ وسودہ
ہین پس نووی کے اس قول سے کہ کل قریش کا اہلبیتؑ ہونا باطل ہی ازواج قرشیات کا بھی داخل
اہلبیت ہونا باطل ہوا اور مسلم و سنن ابو داؤد و نسائی و مشکواۃ مین بہت سی سندون سے مروی
ہی عن عبد المطلب بن ربيعه قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم ان
هذه الصدقات انما هي اوساخ الناس وانها لا تحل لمحمد ولا لال محمد یعنے
عبد المطلب بن ربیعہ ابن الحارث ابن ہاشم نے کہا کہ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ اقسام صدقات
اوساخ یعنے میل مردم سے ہی اور وہ حلال نہین ہی محمدؐ اور آل محمدؐ پر اور موطاء مالک ابن انس
مین بھی ایسا ہی ہی قال النبی لا تحل الصدقة لال محمد انما هي اوساخ الناس کہ صدقہ
آل محمدؐ پر حلال نہین ہی کہ وہ چرک ہی آدمیونکا مشکوٰۃ اور مسلم مین اور بخاری نے من تکلم بالفارسیہ
مین ابوہریرہ سے روایت کی ہی قال اخذ الحسن ابن علی تمرة من تمرة الصدقة فجعلها
في فيه فقال النبي كخ كخ اما شعرت اور بعض نسخ مین اما تعرف ہی انا لا ناكل الصدقة
کہا ابوہریرہ نے کہ حسنؑ ابن علیؑ نے دانہ خرما اُٹھایا کہ وہ خرمہاے صدقہ سے تھا اور اُسکو منھ مین رکھ لیا
فرمایا پیغمبر خداؐ نے کخ کخ یعنے پھینک دے پھینک دے اس خرمہ کو آیا تم نہین جانتے کہ ہم اہلبیتؑ پر صدقہ حرام ہی
ہم صدقہ نہین کھاتے یہہ لفظ کخ کخ واسطے زجر کے بولتے ہین اُسوقت کہ بچونکو باز رکھنا ہو اُس فعل سے
کہ وہ کر رہے ہون اور بعض کے نزدیک یہہ کلمہ فارسی ہی اسی سبب سے بخاری نے باب تکلم بالفارسیہ
مین لکھا ہی اور اشعۃ اللمعات مین انا لا ناكل الصدقة کا ترجمہ باین عبارت کیا ہی کہ ما بنی ہاشم و اہلبیت
طہارت نمیخوریم صدقہ را اور مروی ہی کہ ایک دن آنحضرتؐ نے عائشہ کے خرمون بیت سے ایک خرمہ
آپنے منھ مین رکھا عائشہ نے عرض کی کہ یہہ صدقہ ہی پیغمبر خداؐ نے فرمایا عليك صدقة ولنا هدية
یعنے تجھپر صدقہ ہی اور تیرا حصہ اور مال میرے واسطے ہدیہ ہی مسلم مین ہی کہ حصین نے زید ابن ارقم
سے پوچھا من اهل بيته يا زيد اليس نسائه من اهلبيته قال نساؤه من اهلبيته
ولكن اهل بيته من حرم الصدقة بعده قال ومن هم قال ال علیؑ وال عقيلؓ
وال جعفرؓ وال عباس كل هؤلاء حرم الصدقة قال نعم یعنے کون اہلبیت ہین آنحضرتؐ کے

مشکوٰۃ مطبوعہ ... کتاب الزکوٰۃ باب من لا تحل له الصدقة صہ ۱۶۹

کیا ازواج اہلبیت نہین ہین آنحضرت کے جواب دیا کہ ازواج اہلبیت ہین یعنے خانہ صوری کے کہ مٹی وغیرہ
سے بنا گیا ہی واسطے قضا وحاجت کے لئین اہلبیت صوری ومعنوی وہ ہین جنپر صدقہ حرام ہی بعد
پیغمبر کے پوچھا وہ کون ہین جواب دیا کہ آل علیؑ وآل عقیل وآل جعفر وآل عباس ہین اسواسطے کہ صدقہ
اُنپر حرام ہی خلاصہ یہہ ہی کہ آیات واحادیث سے اور اقوال سے ثابت ہوگیا کہ اہلبیت مین ازواج
داخل نہین ہین بعض علما نے تبا وبلات علیلہ مضطربہ شامل کیا ہی من بعض الوجہ لا بکل الوجوہ اللھم
ھولاء اہل بیتی جنکی شان مین فرمایا وہ ہی اہلبیت آنحضرت ہین پھر نووی نے ذیل حدیث صلوۃ کہا ہی
فذھب ابو حنیفہ و مالک الی انہا سنۃ لو ترکت صحت الصلوۃ وذھب الشافعی
واحمد الی انہا واجبۃ لو ترکت لم یصح الصلوۃ یعنے مذہب ابو حنیفہ اور مالک یہہ ہی
کہ صلوۃ سنت ہی اُسکے ترک سے نماز باطل نہین ہوتی اور مذہب شافعی اور احمد مین واجب ہی کہ
ترک صلوۃ سے نماز باطل ہی امام شافعی کی یک رباعی مشہور ہی یا اہل بیت رسول اللہ حبکم
فرض من اللہ فی القرآن انزلہ ؛ کفاکم من عظیم الفخر انکم ؛ من لم یصل علیکم
لا صلوۃ لہ ؛ یعنے اے اہلبیت رسولؐ محبت تمھاری خدا نے فرض کی ہی اور منزل من اللہ ہی قرآن
مین کافی ہی تمھاری قدر و منزلت کو کہ جو شخص نماز پڑھے اور تمپر صلوۃ نہ بھیجے نماز اسکی صحیح نہین ہی
پس آل اور اہلبیت اور قربے اور ذریت اور عترت مین تو علیؑ بالاتفاق شامل ہین اب کچھ مناقب
خاص بھی علی بن ابی طالب کے عرض کرین صحیح بخاری مین ہی حدثنا قتیبہ ابن سعید قال
حدثنا یعقوب بن عبد الرحمن عن ابی حازم قال اخبرنی سہل بن سعد الساعدی یحب اللہ و
ان رسول اللہ قال یوم خیبر لاعطین ھذہ الرایہ غدا رجلا یفتح اللہ علی یدیہ
رسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ قسطلانی رقم فرماتے ہین زاد ابن اسحاق لیس بفرار وفی حدیث بریدۃ
لا یرجع حتی یفتح اللہ لہ قال فبات الناس یدوکون لیلتھم ایھم یعطاھا فلما
اصبح الناس غدوا علی رسول اللہ کلھم یرجون ان یعطاھا وفی حدیث بریدہ
فما منا احد لہ منزلۃ عند رسول اللہ الا و ھو یرجو ان یکون ذالک الرجل حتی
تطاولت انا فقال این علی بن ابی طالب فقالوا ھو یا رسول اللہ یشتکی عینیہ قال
ارسلوا الیہ فاتی بہ فبصق رسول اللہ فی عینیہ ودعا لہ فبراء حتی کان لم یکن
بہ وجع فاعطاہ الرایۃ فقال یا رسول اللہ اقاتلھم حتی یکونوا مثلنا فقال انفذ
علی رسلک حتی تنزل بساحتھم ثم ادعھم الی الاسلام واخبرھم بما یجب
وعلیھم من حق اللہ فیہ فواللہ لان یھدی اللہ بک رجلا واحدا خیر لک
من ان یکون لک حمر النعم یعنے بیان کیا مجھ سے قتیبہ ابن سعید نے کہا حدیث کی مجھسے یعقوب

بن عبد الرحمن نے ابی حازم سے کہا کہ خبر دی مجھکو سہل بن سعد الساعدی نے کہ تحقیق رسول اللہ نے فرمایا
روز خیبر کہ پھر البتہ عطا کرونگا مین اس نشان کو کل اس شخص کو کہ فتح کریگا اللہ اُسکے ہاتھون پر اور وہ شخص ایسا ہے
کہ دوست رکھتا ہے اللہ کو اور اُسکے رسول کو اور دوست رکھتا ہے اُسکو اللہ اور رسول اُسکا . احمق اسمقام پر
اتنا ہی عرض کرتا ہے کہ اگر کوئی اعتراض کرے کہ ہر مومن من جہۃ الایمان محب خدا ہے اور خدا بھی بسبب
اُسکے ایمان کے محب ہر مومن ہے پس جواب اُسکا یہ ہے کہ یہہ محبت جسکا ذکر پیغمبر خدا نے کیا مخصوص تھی
علیؑ سے اور افراد اصحاب مین کسیکو یہہ تخصیص نہ تھی وکذلک جو محبت کہ خدا و رسول کو علیؑ سے تھی
اصحاب مین سے کسی کے ساتھ مخصوص نہ تھی قسطلانی مین ہے کہ زیادہ کیا ابن اسحاق نے لفظ لیس
بفرار کا یعنی اُس شخص کو علم دونگا جو بھگوڑا نہ ہو الخ اور حدیث بریدہ مین ہے لا یرجع حتی یفتح اللہ لہ
یعنی نہ پھریگا اُسوقت تک کہ فتح دے اللہ اُسکو ابن اسحاق و بریدہ کے درمیان مین الفاظ کا فرق ہے
مطلب ایک ہی ہے قال فبات الناس کہا کہ تمام شب اصحاب اسی تمنا مین بیدار رہے اور آپس مین تذکرہ
رہا کہ یہہ دولت عظمیٰ کسکے مقدر مین ہے چنانچہ عبد الحق صاحب فرماتے ہین آوردہ اند کہ صحابہ رہ تمام شب
خواب نہ کردند از شوق و انتظار آنکہ فردا این نعمت نصیب کہ باشد فلما اصبح الناس پس جب صبح ہوئی
توسب حاضر ہوئے رسولؐ کے سامنے اور وہ سب امیدوار علم تھے اور حدیث بریدہ مین ہے کہ ہم مین
سے کوئی ایسا نہ تھا کہ جسکی قدر و منزلت رسولؐ کے آگے تھی ورنہ امیدوار اس مرتبہ عظمیٰ کا نہ تھا یہانتک
کہ مین بھی خواہش مند تھا پس فرمایا آنحضرت نے کہان ہین علیؑ ابن ابی طالب پس اصحاب نے عرض کی
کہ اُنکی آنکھین دکھتی ہین فرمایا بلواؤ اُنکو پس لائے گئے علیؑ پس لعاب دہن اپنا آنحضرتؐ نے اُن کی
آنکھون مین لگا دیا اور دعا کی اُنکے واسطے پس اسطرح سے اچھے ہوگئے کہ گویا کوئی درد ہی نکو نہ تھا
اور عطا فرمایا اُنکو رایت پس عرض کیا علیؑ نے یا رسول اللہ قتال کرونگا مین یہانتک کہ ہوجاوین وہ لوگ
مثل ہمارے مومن فرمایا پیغمبر برحق نے کہ نفوذ کر اپنی نرمی کے ساتھ کہ تو اُنکے قریب پہنچے اور دعوت
اسلام کی کرے اُنکو اور خبر دے اُن لوگون کو اُس چیز سے کہ اُنپر واجب ہے حق اللہ سے پس قسم ہے
خدا کی کہ ہدایت کرے بسبب تیرے ایک آدمی کو بہتر ہے تیرے واسطے چارپایہائے سرخ اور شتران
سرخ سے اور مسلم مین ہے ما احببت الامارۃ الا یومئذ قال فتساورت لہا رجاء ان ادعی
لہا ۔ عمر ابن خطاب کہتے ہین کہ مین امارت کو نہ رکھتا تھا مگر اُس روز پس آمادہ رہا مین اس امید پر
کہ مجھے بلوائین اس منصب کے لیے پس جب صبح ہوئی تو علیؑ کو طلب کیا اور عطا فرمایا رایت اُنکو الخ
اور دوسری روایت صحیح بخاری مین اسطرح ہے حدثنا عبد اللہ ابن مسلمۃ قال حدثنا
حاتم عن یزید ابن ابی عبید عن سلمۃ قال کان علی بن ابی طالب تخلف عن النبی
فی خیبر و کان رمدا فقال انا اتخلف عن النبی فلحق بہ فلما بتنا اللیلۃ التی

صحیح بخاری باب غزوہ خیبر ص ۲۵

فیحت قال لاعطین الرایۃ غدا او لیاخذن الرایۃ غدا رجل یحب اللہ و رسولہ و
ویحبہ اللہ و رسولہ یفتح اللہ علیہ فنحن نرجوھا فقیل ھذا علی فاعطاہ ففتح علیہ
یعنے بیان کیا مجھسے عبد اللہ ابن مسلمہ نے کہا کہ حدیث بیان کی مجھسے حاتم نے یزید ابن ابی عبید سے اُسنے
سلمہ سے کہا علیؑ ابن ابی طالب پیغمبر خداؐ کے ہمراہ خیبر نہ گئے کہ آشوب چشم تھا اور ابونعیم نے زیادہ کیا ہی
بسبب آشوب کے دیکھائی نہ دیتا تھا پس کہا علیؑ نے کہ مین بسبب رمد چشم کے ہمراہ پیغمبرؐ نہ جاؤن گویا کہ اپنے
پس ماندگی کو ناپسند کیا اپنے نفس کے واسطے اور لاحق ہوئے پیغمبر خداؐ سے بعض کہتے ہین کہ خیبر مین پہنچکر
اور بعض کہتے ہین کہ قبل خیبر پہنچنے کے لاحق ہوئے آنحضرتؐ سے پس جبکہ وہ رات ہوئی ہمکو کہ جسکی
صبح کو فتح ہوئی فرمایا پیغمبر خداؐ نے کہ مین آئندہ عطا کرونگا یہہ رایت یا بتحقیق لیگا اس رایت کو کل
وہ شخص جو دوست رکھتا ہی خدا کو اور اُسکے رسولؐ کو اور دوست رکھتا ہی اُسکو خدا اور رسول
قسطلانی[1] مین ہی عند احمد والنسائی و ابن حبان والحاکم من حدیث بریدۃ بن
الخصیب لما کان یوم خیبر اخذ ابو بکر اللواء فرجع ولم یفتح لہ فلما کان الغد
اخذہ عمر فرجع ولم یفتح لہ وقتل محمود بن مسلمۃ فقال النبی لادفعن لوائی
غدا الی رجل یفتح علیہ یعنے نزدیک احمد اور نسائی اور ابن حبان اور حاکم کی حدیث بریدہ ابن
حضیب سے یہہ ہی کہ یوم خیبر لوائے آنحضرتؐ ابو بکر نے لیا اور جہاد کو گئے پس پھر آئے اور نہ فتح ہوئی
اُنکی ورجب دوسرا روز ہوا تو لیا اُسی علم کو عمر نے اور پھر آئے اور فتح نہ ہوئی اور قتل کیے گئے محمود ابن
مسلمہ پس فرمایا آنحضرتؐ نے کہ مین آئندہ کل اُس شخص کو علم دونگا کہ جسکو فتح حاصل ہوگی ور نیز قسطلانی مین ہی
یحب اللہ و رسولہ ویحبہ اللہ و رسولہ زاد ابن اسحق لیس بفرار وفی حدیث بریدۃ
لا یرجع حتی یفتح اللہ یعنے ابن اسحق نے بعد جملہ یحب اللہ الخ کے لیس بفرار زیادہ کیا ہی اور
روایت بریدہ مین لا یرجع حتی یفتح اللہ لہ ہی یعنے وہ بھاگنے والا نہین ہی اور پھرنے والا
نہین ہی جب تک اسکو فتح نہ دے اللہ۔ غرض حاصل اس حدیث کا اور حدیث اول کا ایک ہی ہی کہ
علیؑ محب خدا و رسولؐ تھے اور خدا و محمدؐ محب علیؑ تھے اور یہ امر ظاہر ہی اور مذکور بھی ہوچکا کہ کل
صحابہ اور مومنین محب خدا و رسولؐ ہین اور خدا و رسولؐ محب صحابہ و مومنین ہین پس یہ تخصیص جو آنحضرتؐ نے
فرمائی اس سے ثابت ہوگیا کہ جس قسم کی محبت علیؑ کو خدا و رسولؐ سے تھی اصحاب و مومنین مین سے
کسیکو حاصل نہ تھی اور جس قسم کی محبت خدا و رسولؐ کو علیؑ سے تھی اصحاب و مومنین مین سے کسیکے ساتھ
نہ تھی یہہ ہی سبب تھا کہ تمام اصحاب آنحضرتؐ شب بھر اس منصب عظمیٰ کی تمنا مین بے چین رہے اور
یہہ شرف و منزلت سوائے علیؑ کے کسیکو حاصل نہ ہوا مولانا[2] عبد الحق صاحب ذیل جنگ احد لکھتے ہین
کہ جب احد کی لڑائی بگڑی تو اصحاب اُسوقت سراسیمگی مین چار قسم ہوئے ایک گروہ لڑے اور شہید ہوئے

[1] قسطلانی جلد ۶ صفحہ ۲۹۰

[2] مدارج النبوت ترجمہ مدارج النبوت جلد ۲ صفحہ ...

رضی اللہ ایک گروہ بھاگ کر کوئین اور دامنوں مین پہار کے چھپے ایک گروہ وہ جو بھاگ کر شہر مین جاکر دم لیا اور قرار پکڑا عثمان ابن عفان انھین سے تھے کہ جو بھاگ کر شہر مین یک راست گئے مقاتلہ کے معاملہ کے تمام ہونے کے بعد اور شعلہ جنگ کے تسکین پانے کے بعد خدمت مین حضرت کی پھر آئے اور قسم چہارم مرکز صدق پر ثابت قدمی کرکے قائم و دائم رہے انتہی پھر رقم فرماتے ہین کہ سوائے چودہ تن کے کہ سات مہاجر اور سات انصار تھے کوئی نرہا تھا ان چودہ شخصون مین حضرت ابوبکر اور حضرت علی کا نام بھی ہی مگر حضرت عمر کا نام ان چودہ مین نہین ہی اس مقام پر مولانا کو تعجب لاحق ہوا ہی کہ کیون ان چودہ مین نام حضرت عمر کا نہ لکھا مگر مین تعجب کرتا ہون کہ مولانا ممدوح نے کیون تعجب نہ کیا کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کا نام اُس قسم مین نہ لکھا جو کونون مین اور دامنون مین پہارون کے چھپے تھے جیسا کہ آیندہ مذکور ہوگا پھر لکھتے ہین کہ جب اصحاب آنحضرت جمع ہوئے تو ابو سفیان نے ندا کی کہ هل فی القوم محمد هل فی القوم ابن ابی قحافه هل فی القوم عمر ابن الخطاب یعنے قوم مین محمد زندہ ہین ابوبکر ابن ابی قحافہ ہین عمر ابن الخطاب زندہ ہین جناب رسول اللہ نے فرمایا جواب نہ دو آخر عمر ابن خطاب نہ رہ سکے بیتاب ہو کر جواب اُسکو دیا لیکن اُسکے آگے کا ذکر نہین کیا کہ تیر اندازون مین تھے عمر ابن خطاب یا اُنہین جو بھاگے یا اُنہین جو متزلزل ہوئے وہ حکایت مشتبہ ہی ہان عثمان کے احوال مین آیا ہی کہ بھاگے احد کے روز جیسا کہ صحیح بخاری مین آیا ہی مگر عمر ابن خطاب کا ذکر نہین ہی کہ بھاگنے والون مین تھے یا ہمراہ آنحضرت باقی رہنے والون مین انتہی آیندہ انشاء اللہ ہم اس شبہہ کو مولانا عبدالحق صاحب کے رفع کر دینگے پھر لکھتے ہین کہ جب لشکر اسلام فراری ہوا اور حضرت کو اکیلا چھوڑا حضرت غضب مین آئے اور پسینہ پیشانی مبارک سے متقاطر ہوا دیکھا کہ حضرت علیؑ پہلو مین کھڑے ہوئے ہین حضرت نے فرمایا کسطرح کی بات ہی کہ تم یارون مین اپنے ملحق نہ ہوئے یعنے نہ بھاگے اُنکے ہمراہ علی مرتضی نے کہا اکفر بعد الایمان ان لی بک اسوة یعنے آیا کافر ہون مین بعد ایمان کے بہ تحقیق مجھے تمسے کام ہی یارون سے کیا کام انتہی اس کلام سے بھی فراریونکا ایمان سے خارج ہونا اور نبیؐ و علیؑ کا ایک ہونا اور دیگر اصحاب سے مستثنیٰ ہونا ثابت پھر لکھتے ہین کہ علی مرتضی نے جب یہ مردانگی کی تو جبرئیلؑ نے حضرت سے کہا یا محمد یہہ کمال مواسات اور جوان مردی ہی جو علی مرتضی تمسے کر رہے ہین حضرت نے فرمایا انہ منی وانا منہ تحقیق کہ وہ مجھسے ہی اور مین اُس سے جبرئیلؑ نے کہا انا منکما یعنے مین تم دونون سے ہون کہتے ہین کہ ایک آواز غیبی سنی کہ گوینده غیبی کہتا ہی لافتی الا علی لاسیف الا ذوالفقار اور قصہ ناد علی بھی اسی معرکہ مین واقع ہوا ہی اور مشہور جنگ خیبر ہی انتہی پھر لکھتے ہین کہ روایت کرتے ہین کہ انس ابن مالک کا چچا واقعہ بدر مین حاضر نہین تھا چاہا کہ احد مین آکر تدارک مافات کرے جب پہنچا حضرت کا حال پوچھا

[Margin notes:]
۱؎ مدارج النبوت جلد ۲ صفحہ ۱۴۳

۲؎ مدارج النبوت جلد ۲ صفحہ ۱۴۲ ہین

۳؎ مدارج النبوت جلد ۲ صفحہ ۱۴۵

۴؎ مدارج النبوت جلد ۲ صفحہ [illegible]

لوگون نے کہا کہ ایسا سنتے ہین کہ حضرت مقام شہادت کو پہنچے تب اُسنے اصحاب سے کہا کہ یہہ روا ہی کہ تم
جیتے رہو اور پیغمبر کو مار ڈالین یہہ کہکر محاربہ عظیم کیا اور شہید ہوا انتہی صاحب السیر لکھتے ہین کہ انس بن نضر
عم انس بن مالک در معرکہ احد عمر ابن خطاب را دید کہ با طائفہ از اہل اسلام در مقام تحیر نگونشستہ بود
از وسبب حزن پرسید جواب داد کہ رسول بقتل رسید گفت پس دیگر حیات چہ بکنید برخیزید و با عدا مقاتلہ
نمائید تا کشتہ شوید انتہی مناہج النبوت اور حبیب السیر کا مضمون واحد ہی فرق یہہ ہی مولا عبد الحق صاحب
لکھتے ہین کہ انس بن مالک نے لوگون سے پوچھا اور صاحب حبیب السیر لکھتے ہین کہ عمر ابن خطاب
ایک طائفہ اہل اسلام کے ساتھ متحیر بیٹھے تھے اُنسے پوچھا اس روایت سے بھی حضرت عمر کا اُس قسم مین
ہونا ثابت ہی جو بھاگ کر دامنون مین پہاڑون کے چھپے تھے ابن ابی الحدید لکھتے ہین کہ قد اختلف
فی عمر ابن الخطاب هل ثبت یومئذ ام لا مع اتفاق الرواة کافة علی ان
عثمان لم یثبت و الواقدی ذکر انه لم یثبت و اما محمد ابن اسحاق و البلاذری
فجعلاه مع من ثبت و لم یفر و اتفقوا کلهم علی ان ضرار بن الخطاب الفهری
قرع راسه بالرمح و قال انها نعمة مشکورة یا بن الخطاب انی آلیت ان لا اقتل
رجلا من قریش و روی ذلک محمد بن اسحاق و غیره و لم یختلفوا فی ذلک و
انما اختلفوا هل قرعه بالرمح و هو فار هارب ام مقدم ثابت و الذین رووا
انه قرعه بالرمح و هو هارب و لم یقل احد منهم انه هرب حین هرب عثمان
و لا الی الجهة التی فر الیها عثمان و انما هرب معتصما بالجبل و هذا لیس بعیب
و لا ذنب لان المسلمین الذین ثبتوا مع رسول الله اعتصموا بالجبل کلهم و
اصعدوا فیه و لکن یبقی الفرق بین من اصعد فی الجبل فی آخر الامر و من صعد
فیه و الحرب لم تضع اوزارها فان کان عمر اصعد فیه آخر الامر فکل المسلمین
هکذا صنعوا حتی رسول الله و ان کان ذلک و الحرب قائمة بعد فقد فر
ابن ابی الحدید کہتے ہین کہ اختلاف واقع ہوا ہی ثبات و قرار عمر ابن خطاب مین اور جمیع روات کا
اتفاق ہی کہ عثمان کو ثبات نہین ہوا اور واقدی نے ذکر کیا ہی کہ لم یثبت یعنے عمر ثابت نرہے اور
محمد ابن اسحاق و بلاذری نے رکھا ہی حضرت عمر کو اُس شخص کے ساتھ جو ثابت رہا اور نہین بھاگا
اور اس امر مین کل کا اتفاق ہی کہ ضرار ابن خطاب فہری نے اُنکے سر مین نیزہ چبھویا اور ہلکا سا
چرکا دیا اور کہا کہ یہہ نعمت مشکورہ ہی یا ابن الخطاب بہ تحقیق مین نے قسم کھائی تھی کہ مین کسی مرد قریشی
کو قتل نکرونگا اور اسیطرح محمد ابن اسحق وغیرہ نے روایت کی ہی اور اسمین کسی نے اختلاف نہین کیا
اور اختلاف واقع ہوا ہی تو اسمین کہ قرعہ رمح حالت فرار و حرب مین تھا یا وقت مقابلہ اور ثبات

حبیب السیر جزء ۳ جلد اول
صفحہ ۳۸

شرح نہج البلاغہ جزء ۱۵
صفحہ ۲۰۹ سطر ۲۱

پس جو قائل ہین کہ حالت فرار مین ضرار نے نیزہ سر مین چبھویا تو کوئی ایسا نہین لکھتا کہ وہ بھاگے ہین اُسوقت کہ جسوقت عثمان بھاگے یا اُسطرف بھاگے جسطرف عثمان بھاگے اور جز این نیست کہ بھاگنا اُنکا جبل پر واسطے پناہ لینے کے تھا اور یہہ عیب و ذنب نہین ہی اسواسطے کہ جن مسلمانونکی ثبات قدمی ثابت ہی اُن سب نے پہاڑ پر پناہ لیے ہی اور اُسپر چڑھ گئے ہین لیکن فرق یہ ہی کہ صعود جبل آخر امر مین ہوا کہ فتح ہو چکی تھی یا اُسوقت مین کہ لڑائی قائم تھی پس اگر پہاڑ پر چڑھنا آخر امر مین تھا تو سب مومنین حتی کہ پیغمبر خدا بھی پہاڑ پر چڑھے تھے اور اگر لڑائی قائم تھی اور تہائے دار و گیر مین حضرت عمر پہاڑ پر چڑھے تو بتحقیق اُنھون نے فرار کیا انتہی پھر ابن حدید لکھتے ہین روی الواقدی ان عمر کان یحدث فیقول لما صاح الشیطان قتل محمدا قبلت ارقا فی الجبل کانی اروبة یعنے واقدی روایت کرتے ہین کہ تحقیق عمر بیان کرتے تھے کہ جب شیطان نے چیخنا شروع کیا کہ محمد قتل ہوگئے تو گیا مین اُچکتا ہوا پہاڑ پر گویا کہ مین بز کوہی تھا دوسری روایت ہی جاشئے فی ایام خلافة امراة تطلب بردا من برود کانت بین یدیہ وجائته معہا بنت العمر تطلب بردا ایضا فاعطی المراة وردا ابنتہ فقیل لہ فی ذلک فقال ان ابا ھذہ ثبت یوم احد وابا ھذہ و یوم احد ولم یثبت یعنے خلافت حضرت عمر مین ایک عورت چادر مانگتی ہوئی آئی اُن چادرونسے کہ حضرت عمر کے آگے رکھی ہوئی تھین اور اُسی عورت کے ہمراہ بنت حضرت عمر بھی چادر کو مانگتی ہوئی آئی پس حضرت عمر نے چادر اُس عورت کو دی اور اپنی بیٹی کو نہ دی پوچھا گیا اُنسے اسبات مین تو جواب دیا کہ اسکا باپ یوم احد ثابت قدم رہا اور نہ بھاگا اور اسکا باپ یعنے خود عمر بھاگے احد مین اور ثابت قدمی نہ کی روی الواقدی فی کتاب المغازی قصة حدیبیة یعنے واقدی نے کتاب مغازی مین بیان کیا ہی اور نیز ملا معین کاشفی نے معارج النبوت رکن ۴ باب نہم وقائع سال ششم صفحہ ۱۹۱ سطر ۱۴ مین اسی مضمون کو بوضاحت بیان کیا ہی کہ حدیبیہ مین جب صلح کی پیغمبر خدا نے تو کہا عمر ابن خطاب نے یا رسول اللہ لم تکن حدثتنا انک ستدخل المسجد الحرام وتاخذ مفتاح الکعبة وتعرف مع المعرفین اپنے نہین کہا تھا کہ تم مسجد حرام مین داخل ہوگے اور کلید ہائی کعبہ لے لین گے فقال رسول اللہ اقلت لکم فی سفرکم ھذا قال عمر لا پس پیغمبر خدا نے جواب دیا کہ کیا مین نے تمسے اس سفر کا وعدہ کیا تھا کہا عمر نے نہین پیغمبر برحق نے فرمایا کہ قریب ہی کہ مسجد الحرام مین داخل بھی ہونگے اور کلید کعبہ بھی لے لینگے اور معرفین کے ہمراہ عرفہ بھی کرینگے ثم اقبل علی عمر وقال انسیتم یوم احد اذ تصعدون ولا تلوون علی احد وانا ادعوکم فی اخرکم انسیتم یوم الاحزاب اذ جاؤکم من فوقکم ومن اسفلکم واذ زاغت الابصار وبلغت القلوب

الحناجر انسیتم یوم کذا وجعل یذکرھم امورا انسیتم یوم کذا پھر آگے آئے رسول خدا
عمر کے اور فرمایا کہ آیا بھول گئے تم یوم احد کو جسوقت کہ تم چڑھے جاتے تھے پہاڑ پر اور کسیکو پیچھے پھر کر نہ
دیکھتے تھے اور مین بلاتا تھا اور پکارتا تھا ایک ایک کو کیا تم بھول گئے یوم احزاب کو جسوقت کہ آئے
وہ لشکر تمھارے پاس اوپر سے تمھارے یعنے جانب مشرق سے وہ بنی غطفان سے اور نیچے سے
یعنی جانب مغرب سے وہ قریش تھے اور جسوقت کہ بصارتین تمھاری خیرہ ہوگئین تھین اور کلیجے تمھارے
منھ کو آگئے تھے بسبب خوف کے آیا بھول گئے تم اُن دنون کو غرض باربار پیغمبرؐ برحق انسیتم فرماتے
تھے اور امور گذشتہ یاد دلاتے تھے فقال المسلمون صدق الله ورسوله انت یا رسول الله
اعلم با الله منا پس مسلمانون نے کہا کہ سچ فرمایا خدا اور رسولؐ خدا نے ای رسول اللہ آپ اعلم ہین
قسم ہے خدا کی ہم سب سے فلما دخل عام القضیه وحلق راسه قال هذا الذی کنت
وعدتکم به پس جب وہ دن آیا اور حلق راس ہوا کہا کہ یہہ وہ روز ہے کہ وعدہ کیا تھا مین نے تم سے
ساتھ اُسکے فلما کان یوم الفتح واخذ مفتاح الکعبة قال ادعوا الی عمر ابن الخطاب
فجاء فقال هذا الذی قلت لکم پس جب یوم فتح ہوا اور مفتاح کعبہ لے لی تو فرمایا بلاؤ عمر ابن
خطاب کو پس آئے اُسوقت فرمایا رسول خدا نے کہ یہہ وہ روز ہے کہ جسکا وعدہ کیا تھا تم سے قالوا
فلو لم یکن فی یوم احد لما قال انسیتم اذ تصعدون ولا تلوون پس جو لوگ کہ
قائل ہین فرار حضرت عمر کے وہ کہتے ہین کہ اگر فرار نہین کیا حضرت عمر نے تو پیغمبر خدا نے کیون فرمایا
انسیتم الخ کو مخاطب ہوکر حضرت عمر سے اور اُنکے آگے جا کر انتہی خلاصہ یہہ ہے کہ ان روایات منقولہ
بالا سے تو صاف ظاہر ہے کہ حضرت عمر اُس قسم مین تھے جو بھاگ کر کونون مین اور پہاڑ کے دامنون مین
چھپے تھے اور فرار کرنا اُنکا خود اُنکی زبان سے اور پیغمبر خدا کی لسان سے جو روز حدیبیہ فرمایا جسکا ذکر
گذرا ثابت ہے اور ضرار ابن خطاب فہری گستاخانہ کلام اور قرع رمح سے کہ جسمین اختلاف بھی نہین ہے
صاف صاف ظاہر ہے کہ قرع رمح حالت فرار مین واقع ہوا اگر حالت ثبات مین اور مقابلہ مین تھا تو ضرار
کو کیون نہ منھ توڑ جواب دیا قتل کیون نہ کیا اگر جزاء الاحسان الا الاحسان منظور تھا تو زخمی ہی کر کے
چھوڑ دیا ہوتا اور واقدی نے یہہ جو رقم فرمایا کہ جو لوگ روایت کرتے ہین کہ حالت فرار مین نیزہ
چبھویا اُنمین سے کوئی نہین کہتا کہ عمر بھاگے اُسوقت کہ جسوقت عثمان بھاگے یا جسطرف عثمان بھاگے
تھے اُسطرف بھاگے اور جز این نیست کہ وہ پناہ لینے کو پہاڑ پر بھاگے ہم بھی یہہ ہی گذارش کرتے ہین
کہ نہ اُسطرف بھاگے جسطرف عثمان بھاگے تھے نہ اُسوقت بھاگے جسوقت کہ عثمان بھاگے تھے بلکہ
بالضرور پناہ لینے کو کونون اور دامنون مین پہاڑ کے چھپے تھے مگر فرمانا شاہ عبد الحق صاحب کا
کہ وہ حکایت مشتہرہ ہے ایسا ہی کہ گواہ چست ومدعی سست حضرت عمر تو اپنی خلافت مین بصدق مقال کو

ترک نہ فرماوین اور اقرار کرین کہ مین بھاگا ہی پیغمبر خدا صلعم یوم احد و احزاب فرما کر یاد دلاوین محدثین
مورخین ضبط و ثبت کرتے جائین مگر اللہ رے شبہہ کسیطرح برطرف ہی نہین ہوتا اب ورملاحظہ ہو
ابن ابی الحدید کہتے ہین کہ قال الرواۃ من اهل الحدیث ان ابابکر لم یفر یومئذ وانه ثبت
فی من ثبت وان لم ینقل عنه قتل و قتال والثبوت جهاد وفیه وحده کفایة یعنے
راویان اہل حدیث کہتے ہین کہ بہ تحقیق یوم احد ابوبکر نہین بھاگے اور وہ ثابت رہے اُسکے ساتھ جو
ثابت رہا اگرچہ اُنسے قتل ورقتال منقول نہین ہی اور ثابت رہنا بھی بمنزلہ جہاد کے ہی کہ ہمراہ آنحضرت
کے تھے اور اُنکی نسبت فقط وہ جہاد کافی ہی یہہ روایت بھی معنی کثیر رکھتی ہی یعنے فرار یوم احد بھی
ثابت نہین اور ثبات کا ثبوت اگرچہ نہ کسیکو قتل کیا نہ کوئی مقتول ہوا کسی سے مقابلہ ہوا نہ کوئی خود اُنسے
معارض ہوا نہ کسیکو زخمی کیا نہ خود زخمی ہوئے فقط جہاد مین ہمراہی آنحضرت کا ثبوت ہی وہی اُنکے
ثبات کے لیے کافی تصور کیا گیا ہی حالانکہ قصہ احد مشہور اور کتب احادیث و تفسیر و تواریخ مین مسطور ہی
کہ ایسی شکست ہوئی کہ ہوش و حواس اہل اسلام مین باقی نہ رہے تھے آپسمین ایک دوسرے کو قتل
کر رہے تھے ایسے مہلکہ مین نہ حضرت ابوبکر بھاگے نہ درجہ شہادت پر فیضیاب ہوئے نہ زخمی ہوئے
نہ زخمی کیا نہ حراست و حفاظت پیغمبر زمان کر سکے نہ کوئی اُنسے متعرض ہوا پیغمبر خدا زخمی ہوئے دندان
مبارک شہید ہوئے کڑیان خود کی رخسار مین گھس گئین گڑھے مین گر پڑے مگر حضرت ابوبکر کو کوئی
امر پیش ہی نہین آیا مگر استقامت پر نہ علماء سنت کو شبہہ ہوتا ہی نہ استعجاب ہذا لشئ عجاب در منثور سیوطی
سورہ آل عمران مین ہی عن عمر لما کان یوم احد هزمنا ففررت حتی صعدت الجبل وقد
رأتنی انزو کاننی اروی یہ کہا عمر نے کہ احد کی لڑائی مین ہم بھاگے پہاڑ پر اور دیکھتا تھا مین اپنے تئین
اچکتا ہوا اسطرح کہ جیسے بز کوہی اُچکتی ہی تاریخ الخلفا باب شجاعت حضرت صدیق مین ہیثم ابن حکم
کی مسند سے نقل فرماتے ہین قال ابوبکر لما کان یوم احد انصرف الناس کلهم عن الرسول
الله فکنت اول من فاء یعنے کہا ابوبکر نے کہ جب یوم احد ہوا انصراف کیا کل آدمیون نے رسول اللہ
سے پس مین اول اُس شخص کا ہون کہ جسنے رجوع کی دوسری حدیث صحیح حاکم سے منقول ہی عن
عائشة قالت قال ابوبکر الصدیق لما جال الناس عن رسول الله یوم احد کنت اول
من فاء عائشہ صدیقہ سے مروی ہی کہ کہا ابوبکر صدیق نے کہ جسوقت معرکہ کارزار مین جولان کیا
آدمیون نے رسول اللہ سے یوم احد تو تھا مین اول اُسکا کہ رجعت کی جسنے اس حدیث مین اور حدیث
اول مین جو لفظ فاء ہی وہ خود دلالت کرتا ہی کہ رجعت کی ابوبکر نے اس لیے کہ فاء بمعنے رجع ہی اور
یہہ بھی ان دونو حدیثون سے ثابت ہوتا ہی کہ انصرف الناس اور جال الناس مین بھی ابوبکر صدیق
شریک ہین کہ رجعت مین اُن سب پر سابق اور اول ان سب کے ہین اور یہ امر بھی ظاہر ہی کہ اہل حدیث

سے جدال وقتل قتال آنحضرتؐ نہین کیا اب خیبا رہی خواہ انصرف الناس عنہ خواہ جاءالناس خواہ فرالناس مین جسمین چاہیے شریک فرمائیے لیکن جب تک کہ موقع جنگ سے ٹل جانا کہ خود بخود ثابت ہو رہا ہی قبول نہ کیا جائیگا اول مین فار صادق نہ آئیگا اور مولانا صاحب نے جو رقم فرمایا کہ وہ حکایت مشتبہہ ہی اسکا بڑا سبب یہہ بھی ہی کہ روایات کے اختلاف پہ عمل فرمانا اور تحقیق سے ہاتھ اُٹھایا ہی ورنہ تحقیق سبب اختلاف روات سے رفع اشتباہ بخوبی ہوجاتا راویون کے اختلاف کربیکا بڑا سبب یہہ ہی کہ جسنے موقع جنگ سے منحرف پایا اور صاعۃ معتصما الی الجبل دیکھا یا گوشہ جبل مین ہمراہ طائفہ فارۃ متحیر بیٹھا ہوا پایا اُن لوگون نے فراریوئین محسوب کیا اور جن لوگون نے پیغمبر خدا کے پاس وقت مراجعت وحصول فتح دیکھا ثابت قدم کہا مگر خود حضرت صدیق اکبر کے صدق مقال سے کہ فرماتے تھے کنت اول من فاء اور فاروق اعظم کے بیان سے کہ اقبلت ارقا الی الجبل کالذ روییہ فرمایا سب اختلاف مرتفع ہوگئے اور علی جمیع الاحوال اختلاف مورخین اور محدثین کا ثبات اور فرار مین تو بلا اختلاف ہی پس صفت فرار سے متصف ہونا حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کا بعید از قیاس تو نہ ٹھہرا کوئی گناہ تو قرار نہین پایا بلکہ فی الظاہر کوئی ذلت اور منقصت بھی نہین ہوسکتی ہی نہ منصب خلافت کے مخالف قرار پاتا ہی کہ خود مولانا عبدالحق صاحب اور تمام محدثین حتیٰ کہ امام بخاری تک فرار حضرت عثمان کے قائل اور مصرح ہین اور بالاتفاق ثابت ہی کہ پیغمبر برحق کو ایسے مہلکہ مین تنہا چھوڑ کر یک است بھاگے کہ شہر مین جاکر دم لیا اور بعد شعلہ جنگ کے تسکین پانے کے خدمت مین آنحضرت کی حاضر ہوئے اور عند البعض تو بعد تین روز کے تشریف لائے پھر اس فرار نے اُنکو کون سی مضرت پہنچائی کیا شان و شوکت حضرت عثمان کی گھٹ گئی کونسا فضائل و مناقب مین نقصان واقع ہوا کیا فضیلت حضرت عثمان کی حضرت علیؑ پر بالاتفاق ثابت نہین کی گئی کیا استحقاق خلافت مین کچھ کمی ہوئی کیا خلیفہ درجہ ثالث مین بشورہ و باجماع اُمت معین نہین ہوئے کیا وہ شورہ اور اجماع ضلالت قرار پایا کیا باوجود فرار کے حضرت عثمان لیس بفرار اور علیؑ ابن ابی طالب سے افضل نہین قرار پائے چنانچہ یہہ مسئلہ تو اعتقادیہ ہی تمام کتب عقائد اس بیان سے مملو ہین اور نیز عبدالحق صاحب رقم فرماتے ہین وفضلہم علی ترتیب الخلافۃ والمراد بالافضلیۃ الاکثریۃ الثواب یعنی افضلیت خلفاء اربعہ کی علی ترتیب الخلافت ہی اور مراد افضلیت سے اکثریت ثواب ہی پھر تصریح فرماتے ہین ومقام ثانی آنکہ افضلیت خلفاء اربعہ بر ترتیب خلافت است یعنی افضل اصحاب ابوبکر است ثم عمر ثم عثمان ثم علیؑ پس از برائے خدا فرمائیے کہ فرار سے کیا بگڑ گیا کونسا خلل پڑ گیا پھر اسقدر رکد و کوشش کرنا کہ فرار شیخین مین اختلاف ہی یا یہہ حکایت مشتبہہ بھی محض ہٹ دھرمی ہی بالفرض یوم احد اختلاف ہی صحیح فرار اور اثبات مین اور یوم خیبر بھی رجع ولم یفتح سے فرار مراد نہین تو پیغمبر برحق کا یہہ فرمانا کہ کل اُسکو علم دونگا جو لیس بفرار ہی کیا معنی رکھتا ہی اور دوسرے غزوات مین فرار تو بالاتفاق مثل شمس آشکار ہی چنانچہ ملا معین کاشفی ذکر جنگ احزاب مین رقم فرماتے ہین اُسکا خلاصہ یہہ ہی

تکمیل الایمان صفحہ ۲۸

تکمیل الایمان صفحہ ۴۷

کہ جب بعساکر جمیع احزاب کفار مشرکین نے مدینہ کا محاصرہ کر لیا تو اُن کفار میں ایک پہلوان تھا کہ بوفور شجاعت و بکمال جرأت کے قبائل عرب میں مشہور تھا اور مبارزان عرب اسکو مقابل میں ہزار سوارون کے جانتے تھے چنانچہ عمر کہتے تھے کہ ایک مرتبہ میں اسباب تجارت لیکر ہمراہ ایک طائفہ کے کہ اُسمین عمرو ابن عبدود بھی تھا بعزم شام روانہ ہوا ناگاہ قریب ایک ہزار قطاع الطریق کے ہمپر آگرے اور اہل کاروان ایسے ہراسان ہوئے کہ جان و مال دونون سے ہاتھ دھو بیٹھے اسی اثنا مین عمرو ابن عبدود نے نیام سے تیغ کھینچی اور مانند شیر بیان اور پیل دمان کے مخالفون پر حملہ آور ہوا اور سبکو بھگا دیا اور قافلہ کو صحیح و سالم لیکر اُس راہ سے گذر گیا پھر صاحب معارج رقم فرماتے ہین کہ روز جنگ قریب سو سرہنگون کے ہمراہ عمرابن عبدود خندق کے کنارہ پر آئے اور عمرو نے اپنے گھوڑے کو تازیانہ مارا کہ ایک ہی جست مین خندق کے پار رہوا اور قریب لشکر اسلام پہنچکر مبارز طلب کیا چونکہ اہل اسلام اُسکی شجاعت و زور سے مطلع ہو چکے تھے اور شور و مردانگی سے اُسکی واقف ہو چکے تھے ایسا خوف اُنپر غالب ہوا کہ خون اُنکے بدنون کا خشک ہو گیا اور سر بگریبان ہو کر کھڑے ہو رہے کوئی مقابلہ کو نہ نکلا اُسوقت جناب رسالتمآب صلعم نے فرمایا کہ کون میرا ایسا دوست ہی کہ شر کو اس دشمن کے مجھسے دفع کرے کسی مین جان باقی نہ تھی سب خاموش کھڑے رہے اُسوقت علیؑ نے فرمایا انا یا رسول اللہ پیغمبر برحق نے جواب مین اُنکے کچھ نہ فرمایا دوسری مرتبہ عمرو ابن عبدود نے مبارز طلبی کی اس مرتبہ بھی سب نے سکوت کیا اور کچھ جواب ندیا پھر علیؑ ابن ابیطالب نے رخصت حرب طلب کی رسالتمآبؐ نے اس مرتبہ بھی رخصت ندی اب تیسری مرتبہ عمرو ابن عبدود نے نہایت توہین سے کہا کہ تم مین کوئی مرد بھی ہی یا نہین کہ مرد میدان نبرد ہوا ور مردانگی کرے بار سیوم بھی اصحاب مین سے کسیکو بجز خاموشی و سر بگریبان کھڑے رہنے کے طاقت جواب کی نہ ہوئی پھر علیؑ نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجیے اُسوقت حضرت ختمی مرتبت نے اپنی شمشیر جسکا نام ذوالفقار تھا کمر مین شاہ ولایت کی لگائی اور اپنی زرہ خاص پہنائی اور اپنا عمامہ سر پر اُنکے باندھا پھر دونو ہاتھ جانب آسمان بلند کئے اور دعا فرمائی کہ خداوندا عبیدہ کو روز بدر اور حمزہؓ کو یوم احد لے لیا تو نے اور یہہ علیؑ بھائی میرا اور ابن عم میرا ہی فلا تذرنی فردًا وانت خیر الوارثین یہہ فرمایا اور رخصت کیا علیؑ اُسوقت پیادہ روانہ ہوئے انتہی اور اس حدیث کو دیلمی نے بھی بیان کیا ہی کہ پیغمبر خدا نے فرمایا اللهم انك اخذت عبيدة ابن الحارث يوم بدر وحمزة ابن المطلب يوم احد وهذا علي فلا تذرني فردًا وانت خير الوارثين خداوندا بتحقیق لے لیا تو نے عبیدہؓ ابن حارث کو بدر کے روز اور حمزہؓ ابن مطلب کو احد کے روز اور یہ علیؑ ہی پس نہ چھوڑ تو مجکو تنہا اور تو خیر الوارثین ہی و روی الحاملی فی امالیه عن ابن عباسؓ قال سمعت عمر يقول جاء عمرو بن عبدود فجعل يجول بفرسه حتى جاوز الخندق وجعل يقول هل من مبارز وسكتت اصحاب رسول الله صلی الله علیه و آله

وسلم ثم قال رسول الله هل یبارزه احد فقام علی فقال انا یا رسول الله فقال رسول الله صلعم
هل یبارزه احد فقال علی دعنی یا رسول الله فانما انا بین حسنیین اما ان اقتله فیدخل النار
واما ان یقتلنی فادخل الجنة فقال رسول الله اخرج یا علیؑ فقال عمرو یا ابن اخی من انت
قال انا علی قال ان اباک کان ندیما لی لا احب قتالک فقال علی انک کنت قسمت لا
یسئلک احد ثلثا الا اعطیته فاقبل منی واحدة فقال عمرو وما ذاک قال ادعوک ان
تشهد ان لا اله الا الله وان محمدًا رسول الله فقال عمرو لیس لی ذلک سبیل قال
فترجع فلا تکون علینا ولا معنا قال انی نذرت ان اقتل حمزة فسبقنی الیه
وحشی ثم انی نذرت ان اقتل محمدًا قال علی فانزل فنزل فاختلفنا فی نضربة فضربه
علیؑ فقتله ترجمہ روایت کی ہی محاملی نے اپنی امالیہ مین ابن عباس سے کہا سنا مین نے عمر سے کہ کہتے
تھے کہ عمرو ابن عبد ود اپنے فرس کو جولان کرتا ہوا آیا اور خندق کو پھاند کر مبارزطلبی کی اور کہتا تھا ہی کوئی
لڑنے والا ہی اور اصحاب رسول اللہ سب ساکت تھے بعدہ فرمایا پیغمبر خدا نے کہ آیا ہی کوئی مقابلہ کرنے والا
اس عبدود سے پس علیؑ کھڑے ہوئے اور کہا مین ہون یا رسول اللہ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا آیا کوئی اس سے مقابلہ کرنے والا ہی پھر کوئی نہ بولا پس علیؑ نے بار دیگر بھی فرمایا کہ رخصت دیجیے
مجھکو یا رسول اللہ کہ مین درمیان دو فائدون کے ہون یا مین قتل کرونگا اور فی النار کرونگا اُسکو یا وہ مجھکو
قتل کریگا اور داخل جنت ہونگا مین پس پیغمبر برحق نے اجازت دی جب میدان کارزار مین پہنچے اور مقابل عمر
ابن عبد ود ہوئے اُسنے کہا یا ابن اخی تو کون ہی جواب دیا کہ مین علیؑ ہون اُسنے کہا کہ تیرا باپ میرا دوست تھا
مین قتال کو دوست نہین رکھتا تجھ سے پس علیؑ نے کہا کہ مین نے سنا ہی کہ تونے قسم کھائی ہی کہ جو تو مجھسے تین
سوال کرے تو تو ضرور ایک کو قبول کریگا پس اُن سوالون سے ایک میرا سوال قبول کر عمر ابن عبدود نے کہا کہ
وہ کیا سوال ہی کہا کہ تو اشہد ان لا اله الا الله کہہ عمر نے کہا کہ یہہ مجھسے ممکن نہین علیؑ نے فرمایا کہ پس تو ہم سے
نہ مقابلہ کر نہ ہمارا شریک ہو یعنے پھر جا تین مرتبہ اسی قول کو فرمایا اُسنے جواب دیا کہ مین نے نذر کی تھی کہ
کہ حمزہؑ کو شہید کرونگا پس سبقت کی مجھپر وحشی نے بعد اُسکے مین نے نذر کی ہی کہ مین محمدؐ کو قتل کرون فرمایا
علیؑ نے پس اُتر گھوڑے سے پس وہ فورًا کود پڑا اور متواتر حرب وضرب طرفین سے ہونے لگے اور حضرت
علیؑ مرتضے نے قتل کیا اُسکو وقال الشافعی عمرو بارز یوم الخندق عمرو ابن عبدود کانه خرج
ونادی من یبارز فقام علیؑ وهو مقنع بالحدید فقال انا له یا نبی الله فقال انه عمرو
اجلس فنادی عمرو الا رجل یبارز ثم جعل یونبهم ویقول این جنتکم التی
تزعمون ان من قتل منکم دخلها افلا یبرز الی رجل الخ وفیه فاستقبله علی بدرقته
فضربه عمرو فقد الدرقة فقدها واثبت فیها السیف واصاب راس علیؑ فشجه وضربه

علی علی جبل عاتقہ فسقط قتیلا وجاء فی بعض الروایات ان علیا لما بارزہ قال رسول اللہ
الیوم برز الایمان کلہ الی الشرک کلہ انتہی ما فی حیاۃ الحیوان الکبری ترجمہ شافی [illegible] لکھتے ہیں کہ [illegible] علی نے
یوم خندق عمرو ابن عبدود کا اس صورت کہ عمرو نکلا اور پکارا کون شخص ہے مقابلہ کرتا ہے پس علی اٹھ کھڑے ہوئے اور
وہ پوشیدہ تھے لوہے میں پس کہا میں ہوں اسکا مقابل یا رسول اللہ پس کہا پیغمبر خدا نے کہ تحقیق وہ عمرو ہے
بیٹھ جاؤ علی پس بار دیگر پکارا عمرو آیا کوئی مرد نہیں ہے کہ مقابلہ کرے اور ان پر ملامت کرتا تھا اور طعن کرتا تھا کہ
کہاں ہے جنت تمہاری جسکا تم گمان کرتے تھے کہ جو شخص تم میں سے قتل ہوگا تو داخل ہوگا اس میں آیا مجھ
کیوں نہیں نکلتا میری طرف کوئی مرد الخ اور یہ بھی کہ رہا تھا کہ نکلے علی اور آگے گئے اسکے اور سپر لیے ہوئے
تھے پس مارا عمرو نے ہاتھ تلوار کا اور پڑا سپر پر پس پھاڑا اس ڈھال کو اور ٹھہری اس میں تلوار اور پہونچا سر علی
کو ہلکا زخم پھر مارا علی نے ہاتھ اسکی گردن پر پس جدا ہوگئی گردن اور گر پڑا اور بعض روایات میں آیا ہے کہ جس وقت
علی لڑتے تھے عمرو ابن عبدود سے تو پیغمبر خدا فرماتے تھے کہ آج کے روز کل ایمان مقابل کل شرک کے ہے کذا فی
حیات الحیوان الکبری انھیں مضامین کو ملا معین ہروی نے رقم فرمایا ہے کہ جب پیغمبر خدا رب لا تذرنی فردا و
انت خیر الوارثین فرما چکے بعد ازان حضرت ولایت پناہ پیادہ روان شد و دران معرکہ عمرو سوار بود کہ علی سر راہ بر وی گرفت
وگفت ای عمرو تو گفتہ کہ ہیچ کس مرا سہ چیز از تو خواہد الا اجابت کنم عمرو گفت بلی چنین است امیر گفت من ترا
بخوانم بانکہ گواہی دہی کہ خدا یکی است و محمد رسول او ست و منقاد شوی پروردگاری کہ پروردگار ہمہ عالمیان
است عمرو گفت این توقع از من مدار کہ این امر از من نیاید امیر گفت امر دیگر اختیار کن کہ مباشرت آن امر ترا
بہتر است عمرو گفت آن کدام است امیر المومنین گفت دست از محاربہ اہل اسلام بدار و بدیار خود باز گرد کہ اگر کار
محمد نظام و رونق گرفت و بر جماعت اعدای خود مظفر و منصور گشت تو اسعاد و امداد او بجای آوردہ باشی و اگر
کارش برعکس شود بے منازعت و مخاصمت تو آنچہ مقصود تو باشد بوصول پیوندد عمرو گفت زنان قریش این
نقل نہ کنند ہرگز کہ من قدرت یافتہ باشم بر نذر خویش وفا ننمایم و بوطن باز گردم و نذر وی آن بود کہ روز بدر
کہ زخم خوردہ گریختہ بود نذر کرد کہ تا انتقام از محمد نکشد روغن بر خود نمالد القصہ چون عمرو ازین ہر دو امتناع
نمود امیر المومنین علی فرمود کہ کار دوم آنکہ تو بمقاتلہ قرار گیری عمرو بخندید و گفت این خصلتی است کہ گمان نمی بردم کہ ہیچکس
از دلیران عرب این التماس را از من تواند نمود باز گرد کہ تو ہنوز در حداثت سن ہستی ہنوز ترا وقت نیست کہ
با مردان در میدان نبرد ورزی و حال آنکہ میان من و پدر تو دوستی و برادری بود و نمیخواہم کہ خون تو بر دست ما ریختہ
شود امیر المومنین فرمود کہ اگر تو دوست نمیداری کہ خون من بر دست تو ریختہ شود من دوست میدارم کہ خون
ترا بریزم عمرو ازین سخنش بغایت برآشفت و از مرکب خود فرود آمد و اسپ خود را پی کرد و شمشیر خویش از نیام
برکشیدہ از سر خشم و غضب بر علی حملہ آورد علی سپر بر سر کشید دفع ضرب کشیدہ و آن مقہور بیباک تیغ آتش ناک بر سر
امیر فرود آورد کہ اگر آن ضرب را بر کوہ خارا زدی از جا بر آمدی چنانچہ تیغ تا بسپر بشکافت کہ اثر

آن بفرق ہمایون امیر رسید آنگاہ حیدر کرار بیک ضرب ذوالفقار بدن آن ملعون خاکسار را از پا در سر سبکبار گردانید و بالفور بآواز بلند تکبیر بگفت و چون رسول آواز تکبیر علی شنید دانست کہ عمرو ملعون مقتول گشت خلاصہ یہ ہی کہ ضرار ابن خطاب اور ہبیرہ ابن ابی وہب اور نوفل بن عبد اللہ مخزومی سے کہ ہمراہ عمرو تھے مقابلہ کیا ضرار بھاگ کر نکل گیا ہبیرہ اور نوفل کو امیر المومنین نے قتل کیا منقول ہی کہ پیغمبر خدا نے فرمایا مبارزة علی بن ابیطالب یوم الخندق افضل من اعمال امتی الی یوم القیامة اور دوسری روایت ہی کہ ضربة علی یوم الخندق افضل من عبادة الثقلین پس اس جنگ خندق کے وقوع مین اور اصحاب کے اضطراب وتحیر وخوف مین تو کوئی شک نہین ہی اور عمرو بن عبدود کی مبارزطلبی اور اصحاب کے سر بہ گریبان ہو کر کھڑے رہنے مین تو اختلاف نہین ہی اور استیلاے خوف وہراس اور اضطراب قلوب اصحاب تو قرآن مجید اور فرقان حمید سے ثابت ہی اور وقت مبارزطلبی عمرو خوف سے اصحاب کے جان پر بن جانا خون کا بدنون مین خشک ہو جانا سر بگریبان ہو کر کھڑے رہنا اور پیغمبر برحق کا فرمانا کون میرا دوست ہی کہ اس دشمن کے شر کو مجھ سے دفع کرے اور بار بار فرمانا رسول خدا کا ہل یبارزہ احد اور کسی کا جواب نہ دینا بجز علی بن ابی طالب کے تو احادیث وتفاسیر وتواریخ وسیر سے بلا اختلاف ثابت ہی اور یہی معرکہ یوم حدیبیہ پیغمبر برحق نے یاد بھی دلایا ہی اور حق تعالی نے کلام مجید مین اذ زاغت الابصار وبلغت القلوب الحناجر فرمایا ہی اس جنگ خیبر مین ہم بھی کہتے ہین کہ فرار کسی صحابی کا ثابت نہین ہوتا مگر یہ بھی ثابت ہوتا ہی کہ ہل من مبارز یبارزہ کا جواب بھی کسی نے نہ دیا اور کسی نے اتنی ہمت بھی نہ کی کہ دوستی پیغمبر ظاہر کرتا اور اس دشمن سے آنحضرت کے بچانے کی کوشش کرتا اگرچہ آتش جدال وقتال کی تاب نہ لاتا فرار ہی کرتا فرار وثبات تو بعد مقابلہ ومقاتلہ واقع ہوتا ہی جو میدان کارزار مین نکلیگا نہین سکا فرار وثبات کیونکر ثابت ہو سکتا ہی فرار تو بایں وجہ افضل قرار پاتا ہی تدبر وتفہم ملا معین ذکر غزوۂ حنین مین فرماتے ہین حضرت پیغمبر وقت سحر بود کہ تعبیہ لشکر نمودہ علمی با میر المومنین عمر ودیگر با میر المومنین علی و دیگر بسعد وقاص و بجنین ہر قبیلہ را از قبائل بلواے اختصاص نمود نقل است کہ چون آن جنود ظفر ورود از مکہ بیرون شد نظر خجستہ اثر صدیق اکبر بران کثرت وشوکت افتاد و بر زبان مبارکش گذشت کہ امروز بسبب قلت سپاہ مغلوب نخواہیم شد و بواسطہ صدور این سخن در حنین اول لشکر نبی ثقلین شکست یافتند وآیت لقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرة ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم درین باب نازل گشت ملا معین ہروی لکھتے ہین چون محل گذرگاہ تنگ بود سپاہ اہل اسلام از طرق متعددہ بوادی حنین درآمدند مخالفان انتظار فرصت نمودہ یکبار بر مسلمانان حملہ آوردند و تیر اندازان مشرکان جبہہ ہجر بجانب اہل اسلام فرو ریختند مقدمہ لشکر خالد ابن ولید فرار نمود چنانکہ ایشان ندانستند دیگر تفرقہ درمیان اہل اسلام بمرتبہ واقع شد کہ بیش از معدودی چند پیش آنحضرت نماندند واز جملہ دلاورانکہ دران روز ثبات قدم ورزیدند امیر المومنین علی بود وعباس وعبد اللہ مسعود وسفیان بن حارث بن عبد المطلب واولاد جعفر وربیعہ وقثم وفضل پسران عباس واسامہ بن زید وبرادر رضاعی او ایمن ابن ام ایمن وحضرت رسالت پناہ

له رکن چہارم باب یازدہم وقائع سال ہشتم از ہجرت صفحہ ۲۹۱ ؎ صاحب حبیب السیر وغیرہ لکھتے ہین صفحہ ۶۴ ج ۱

چون دیدکه اصحاب بمقتضاے الفرار ممن لایطاق من سنن المرسلین عمل مینمایند میفرمود الی این ایها الناس
پھر بعد چند سطرون کے رقم فرماتے ہین وروایت است کہ آن روز چہار کس پیش آنحضرت بیش نماند دو از بنی ہاشم
علیؑ وعباس وسفیان الحارث ویکی دیگر غیر بنی ہاشم وآن ابن مسعود بود پھر فرماتے ہین آوردہ اند کہ چون
اصحاب درحنین متفرق شدند حضرت مقدس نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیگچند معدودی کہ چہار نفر بود بامج
روایات باقی نماندند وکذا فی روضۃ الصفا وحبیب السیر پھر طاعنین رقم فرماتے ہین درکشف الغمہ آوردہ
کہ بعداز غزوۂ تبوک اعرابی بنزد آنحضرت آمد وگفت قومی از عرب در وادی الرمل آمدند داعیہ آن دارند کہ
بہ سبیل شبخون بجانب مدینہ توجہ نمایند سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بایاران گفت کہ کیست سعیدی کہ دفع شر این
جماعت نماید طائفۂ از اصحاب صفہ وغیرہم درامر رغبت نمودند آنگاہ حضرت رسالت لوارا با امیرالمومنین ابوبکر
صدیق دادہ برآن طائفہ اش میرگردانید وبرسرراہ اعدا فرستادہ ومقام لفان را وادی بود کثیر الحجارۃ
والاشجار چنانچہ انحدار دران وادی دشواری نمود وچون مومنان خواستند کہ پای دران وادی نہند ودست
بروی نمایند ناگاہ ارباب خلاف اتفاق نمودہ ازان وادی بیرون رفتند ودست بہ شمشیر وتیر بردہ نیران
قتال اشتعال پزیرفت چنانچہ بسیاری از سپاہ اسلام شربت شہادت چشیدند وباقی راہ انہزام پیش گرفتند
وبمدینہ مراجعت نمودند بعد ازان کہ آن سرور صلعم ازان واقعہ اطلاع یافت عقد رایتی نمود وبفاروق اعظم رض
تسلیم نمود وچون بمقصد رسید خواست تا دران وادی درآید مشرکان کہ از عقب اشجار واحجار کمین کردہ بودند
بیرون آمدند وروی بمسلمانان بیاوردند وبعد از کوشش وکشش لشکر اسلام بازطریق فرار اختیار کردہ بدار
اسلام معاودت نمودند بعد از وقوع این شیوہ عمرو عاص کہ بشیوۂ مکر وحیلہ اختصاص داشت التماس
نمود کہ آنحضرت صلعم اورا برایشان فرستند تا بمقتضاے الحرب خدعۃ عمل نماید واعدا را مغلوب ومقہور
گرداند آنحضرت التماس اورا مبذول داشت واورا امیر جمیع گردانیدہ بجانب مخالفان فرستاد واو نیز چون متوجہ
معاندان شد ودر مقابلہ ومقاتلہ ایشان درآمد منہزم بازگشت وبعضی از مسلمانان شہید شدند وبعد از چند روز
از مراجعت عمر ابن عاص حضرت نبوی از برای امیرالمومنین علیؑ لوای راست کردہ دست بجانب آسمان برداشت
ودرشان او دعای نیکو بہ تقدیم رسانید وتا بہ مسجد احزاب بتشییع شاہ مردان قدم رنجہ فرمود وفرمان داد کہ
امیرالمومنین ابوبکر وامیرالمومنین عمر وعمرو ابن عاص وجمیعی دیگر از یاران رضی اللہ عنہم دران سفر با امیرالمومنین
علیؑ رفاقت نمایند واز صواب دید وتجاوز نہ نمایند امیرالمومنین علیؑ از طریق وادی الرمل اعراض نمود متوجہ عراق
عرب شد بعد از طی منازل گرد عزیمت محاربت مخالفان نمودہ روز از راہ برکران میرفت وبآسایش واستراحت
می پرداشت وچون بمساکن اہل نفاق رسیدہ سپاہ را بہ تسکین دلالت نمود وخود پیش پیش لشکر روان شد عمرو
عاص خواست تا درانچہ رای امیر بران قرار گرفتہ تغیر دادہ دران قوم تفرقی پدید آرد یاران گفتند کہ چون مارا حضرت
رسالت بمتابعت شیر یزدان دلالت نمودہ پیرامون خلافت او گشتن وباتو اتفاق نمودن علی بیت الغصہ

شاه مردان بر انچه ضمیر منیر او عکس انداخته بود عمل نموده میراند تا وقت طلوع فجر بر سر عدو رسیده بر وفق خاطر خواه الحمد لله از معاندان انتقام کشید و صاحب کشف الغمه گوید که سورهٔ والعادیات درین باب نازل شده و آن سرور صلی الله علیه و آله وسلم اصحاب را بالفتح بشارت داد چون شاه مردان مرتضی کرم الله وجهه مراجعت نمود و بنزدیک مدینه رسید آن سرور صلعم یاران را باستقبال امر فرمود و خود نیز با یاران روان شد دران زمان که چشم ولایت مآب و بر روی فرخنده آن سرور صلعم افتاد از اسپ پیاده شد آن سرور فرمود که ای علی سوار شو که خدا و رسول او از تو راضی اند شاه مردان از غایت فرح در گریه در آمد آنحضرت فرمود که اگر اندیشه آن نمی داشتی که طوائف امت در بارهٔ تو گویند آنچه در بارهٔ مسیح یعنی عیسی ابن مریم گفتند هر آئینه در بارهٔ تو سخنی میگفتم که بر هیچ گروهی نمی گذشتی الا آنکه خاک قدمت را برداشته کحل الجواهر دیدهٔ خویش میکردند حاصل یہ ہی کہ جنگ حنین مین بھی فرار ثابت ہی اور روادی الرمل مین تو سب تمام لشکر کے فرار فرمانا موجود ہی ہم تو یہ تعجب کرتے ہین بحر عبدالحق اور بعض دیگر علماء سے کہ اسقدر کیون کد و کاوش کی گئی ہی اور امر حق مین کس واسطے اخفا کیا گیا ہی کہ اکثر غزوات مذکورہ اور دیگر غزوات مین جو فرار اکثر مسلمین مذکور ہی کہ احد مین احزاب مین حنین مین بدر مین فرار اور جو جو امور بابت تبھیر منقول ہین کیا وہ افعال داخل مسلمین کے نہین تھے کیا وہ لوگ اصحاب کیا رمین محسوب نہین تھے پھر جب اُن سب کا فرار بلا خلافت ثابت ہی تو ان صحابیون کو اصحاب سے کیون مستثنی کیا جاتا ہی اگر انکا فرار بھی ثابت ہو تو کونسا بڑا نقصان ہی کہ مولانا صاحب تکملہ فرماتے ہین کہ از قطعیت خلافت قطعیت افضلیت لازم نیاید و ظنیت افضلیت ظنیت خلافت را مستلزم نگردد پس قطعیت فرار و قطعیت خلافت کی معارض نہین ہی اور ظنیت فرار تو قطعیت خلافت کے منافی بطریق اولی نہین ہی پھر فرار سے اسقدر انکار کرنا اور فرار کو ثبات قرار دینے مین اسقدر ثبات کرنا مقام استعجاب ہی تنبیہ مولانا صاحب صحیح بخاری سے نقل کرتے ہین جسکا خلاصہ یہ ہی کہ براء بن عازب سے پوچھا کہ آیا تم بھاگے تھے حنین کے روز اُسنے کہا ہان لیکن نہین بھاگے رسول خدا اور مرکز استقامت پر ثابت تھے اور اپنے بغلہ بیضا پر سوار تھے اور کہتے تھے انا النبی لا اکذب انا ابن عبدالمطلب اس مقام پر عبدالحق صاحب رقم فرماتے ہین کہ جائز نہین اُس جناب یعنی پیغمبر پر فرار اور ہرگز کسی مقام پر فرار و انہزام نہین کیا اور خود فرار کیا صورت رکھتا ہی ساتھ اُس شجاعت کے اور حضرت حق کے ایسے مضبوط وعدے کے ہوتے متنزلزل ہون اور فرار کرین نعوذ بالله اور علما متفق ہین کہ سرور عالم نے ہرگز فرار نہین کیا اور قاضی عیاض نے شفا مین ابن مرابط سے نقل کیا ہی کہ جو کوئی کہے کہ فرار کیا پیغمبر برحق نے تو اُسکو توبہ کرنا لازم ہی ورنہ قتل کیا جائیگا اور علامہ بساطی نے کہا کہ جو شخص گالی دے پیغمبر کو اُسکا حکم اور جو کہے کہ پیغمبر خدا بھاگے اُسکا حکم ایک ہی ہی یعنی توبہ بھی کرے تو مقبول نہین علما نے اختلاف کیا ہی کہ گالی دینے والے کی توبہ مقبول ہی یا نہین اور حکم قتل بطور ارتداد ہی یا بجہت تعزیر فقط اور تاریخ الخمیس مطبوعہ مصر مین ہی کہ جناب رسول خدا نے ابو دجانہ کو ایک تلوار اور ایک عصابہ عنایت فرمایا تھا تلوار کی ایک جانب لکھا تھا

فالجبن عار وفی الاقبال مکرمۃ + والموء بالجبن لا ینجو من القدر اور نصاب پریہ شعر تھا الجبانۃ فی الحرب عار + ومن فر لم ینج من النار اور اسی مضمون کو صاحب معارج نے بھی لکھا ہی کہ اثنائے جنگ میں پیغمبر برحق نے فرمایا کون ہی کہ یہ شمشیر مجھ سے لے اور اسکا حق ادا کرے اصحاب آنحضرتؐ سے خواہش کی مگر یہ شرف ابو دجانہ کو ملا اور ابو دجانہ اس تلوار کو لیے ہوے میدان میں گیا اور مقاتلہ کیا یہ حال تھا کہ جس طرف وہ متوجہ ہوتا تھا کوئی اسکے سامنے نہ ٹھہرتا تھا حاصل یہ ہی کہ پیغمبر خدا نے خلفاے ثلاثہ کو لعمکو لعمی اور انھم منی وانا منھم اور جبرئیل نے انا منکم نہیں فرمایا اور حق تعالی نے ان سب کو نفس رسول نہیں قرار دیا کہ فرار جز مستلزم فرار کل ہوجائے یا ان سب کے فرار سے فرار پیغمبرؐ اور جبرئیل لازم آئے اور محکوم بکفر وارتداد ہوجائے اور پیغمبرؐ نے من سب اصحابی فقد سبنی بھی نہیں فرمایا کہ فرار و سب حکم واحد میں قرار پائے اور قائل فرار اصحاب ثلاثہ قائل فرار پیغمبرؐ میں محسوب ہوکر واجب القتل سمجھا جائے ہان یہ فرار ایک ایسی صفت تو ضرور ہی کہ جو اس فرار کی نسبت پیغمبر کو دی وہ بلا شک کافر مرتد واجب القتل ہی اور یہ بھی مذکور ہوچکا ہی کہ جب رسول خدا نے علیؑ سے فرمایا کہ تم اپنے یارون کے ساتھ کیون نہ فراری ہوے تو ان لوگوں نے جواب دیا اکفر بعد الایمان ان لی بک اسوۃ یہ صفت فرار شجاعان ذی وقار کے لیے البتہ ننگ وعار ہی خلفاے ثلاثہ کو اس سے کیا سروکار ہی وہ تو رضی اللہ عنہم افضلیت کثرت ثواب سے ممتاز ہین اور فضلہم علی ترتیب الخلافۃ سے شرفیاب ایک صفت فرار سے متصف ہونا قطعیت خلافت اور اکثریت ثواب کے معارض نہیں ہی اگرچہ اکثریت ثواب بھی ظنی ہی قطعی نہیں ہی بلکہ تقلیدی ہی کہ مولانا ے ممدوح کو تقلید کرنا پڑی ہی رقم فرماتے ہین کہ ما مشایخ سلف را چنان یافتیم کہ میگویند افضل ابوبکر ست ثم عمر ثم عثمان ثم علی مرتضیؑ وحسن ظن ما بر ایشان اقتضای آن کند کہ اعتقاد کنیم کہ اگر ایشان برآن دلیلی نمی دانستند حکم بدان نمی کردند واتفاق بران نمی نمودند وما درین مسئلہ افضلیت اتباع ایشان می کنیم وبراہ تقلید ایشان میرویم وحقیقت امر را بعلم الہی تفویض مینمائیم اور قبل اس عبارت کے ایک جملہ یہ بھی رقم فرماتے ہین کہ امامت مفضول با وجود فاضل نزد اہل سنت وجماعت جائز است وعدم جواز آن قطعی نیست اور اسی تکملہ پہ مولوی حبیب اللہ صاحب نے صفحہ ۸۲ بہ نشان ۷ حاشیہ رقم فرمایا ہی کہ وجوب نصب امام متفق علیہ است الا وجوبش برحق تعالی است یا بر خلق درین اختلاف کردند صحیح آنکہ بخلق واجب ست بدلیل نقلی یعنی بحدیث سرور عالم کہ فرمود کسی کہ بمیرد وامام زمانش معلوم نہ گرداند بہ تحقیق آنکس مردمانند موت ایام جاہلیت وبدلیل عقلی اینکہ جمع صحابہ کبار از مہاجرین وانصار بعد وفات سرور عالم نصب امام از اہم مہمات قرار دادند حتی کہ بر دفن آنحضرت ہم آنرا مقدم گردانیدند الخ پس ان دلائل قطعیہ سے قطعیت خلافت کا ثبوت ہی اگرچہ مولانای موصوف نے اپنا حسن ظن اس مسئلہ مین باتباع مشائخ سلف ظاہر فرمایا اور انکی تقلید کو واجب جانا لیکن انی تارک فیکم الثقلین اور من کنت مولاہ فعلی مولاہ سے روگردانی فرمائی اور جب بالاتفاق ثابت ہی کہ امامت مفضول کی باوجود فاضل کے جائز ہی تو ہزار بار

لہ مدارج النبوۃ [illegible] صفحہ [illegible] سطر اول

فرار بھی ایک ذرہ اُنکو نقصان نہین پہونچا سکتا اور اُسپر دلیل مولوی حبیب اللہ صاحب کی کس قدر قطعی ہی کہ جو شخص مرے اور اپنے امام زمان کو نہ پہچانتا ہو تو اُسکی موت مثل موت ایام جاہلیت کے ہی پس واجب ہی کہ جس مفضول سے مفضول کو پائے فورًا امام بنائے اور اُسکو امام زمان کا خطاب دیدے اور بیعت کرلے اگرچہ ناگہان کیون نہ ہو حق تعالے اُس کے شر سے بچا ہی لیگا اور دلیل عقلی کا تو کیا کہنا عقلا کا دم بند کردیا کہ جمیع صحابۂ کبار و مہاجرین وانصار نے نصب امام کو ایسا اہم قرار دیا کہ دفن پیغمبر پر مقدم گردانا مگر خلیفۂ ثانی نے اُس اجماع اور اُس بیعت کو شر محض ور ناگہانی قرار دیا چنانچہ صحیح بخاری مین موجود ہی کہ خود حضرت عمر فرماتے تھے الا وان بیعۃ ابی بکر قد کانت فلتۃ ولکن اللہ وقی شرھا یعنی آگاہ ہون اہل اسلام بہ تحقیق بیعت ابی بکر کی تھی ناگہانی ووقعۃً لیکن خدا نے اُسکے شر سے بچا لیا بھیجے دلیل عقلی تو سراسر شر محض نکلی اب دلیل نقلی جو شرح عقائد نسفی مین بھی متفق علیہ بین الفریقین موجود ہی قال رسول اللہ من مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتۃ جاھلیۃ یعنی جو شخص مرے اور نہ پہچانتا ہو اپنے امام زمان کو تو موت اُسکی موت مثل جاہلیت کے ہی یعنی کافری موت مرا اب انصاف کا مقام ہی کہ جو رسول معرفت امام زمان کو اسقدر ضروری دین فرما دے وہی رسول بعد اپنے امام کو معین اور مقرر نہ کر جائے اور اپنی امت کو ورطۂ اضطرار مین ڈال دے کہ ہر ایک اُس مین سے کہے منا امیر ومنکم امیر اور پیغمبر کو بے دفن وکفن تنہا چھوڑ دین کیا پیغمبر کو اپنے بیگور وکفن پڑے رہنے کا خیال بھی نہ آیا کیا پیغمبر خدا مثل حضرت ابو بکر کے بھی نہ تھے کہ استخلاف فرماتے یا مثل حضرت عمر کے عشرۂ مبشرہ پر منحصر فرماتے کہ دفن وکفن مین تاخیر تو نہ ہوتی امت تہ دل سے دفن تو کرتی اس حدیث مین چند امور قابل گذارش ہین امر اول من مات اعم ہی کہ شامل ہی اصحاب ور کل مسلمین کو اور لم یعرف کے معنی لم یجعل کے نہین ہین کہ معرفت کے معنی اور استعمال لفظ کو اُسکے ہم بیان کر آئے ہین کہ معرفت حصول صورت الشئی فی العقل کو کہتے ہین یا اشیاے بسیط کے جاننے کو یا اشیاے معلوم شدہ فراموش ہو جائین اور بار دوم کے پہچاننے کو معرفت کہتے ہین پھر فرمایا امام زمانہ یعنی اپنے زمانہ کے امام کو پس ہر زمانہ مین وجود امام ضروری ہوا کہ جسکی عدم معرفت کفر ہی پس بہ مجرد وفات فرمانے پیغمبر کے وجود امام ضروری ہوا کہ جسکی معرفت تمام مسلمین اور اصحاب آنحضرت پر فرض ہی اور جماع ہوا تو نصب امام پر نہ معرفت امام پر کہ جو واجب تھی اور بالاتفاق ثابت وصریح ہی کہ پیغمبر کی تدفین وتکفین وتجہیز کل مسلمانون پر اور خصوصًا اصحاب پر آنحضرت کے واجب تھی پس قبل از تحقق اجماع صحابہ کے پاس کونسی دلیل تھی وجوب تعیین امام کی نہ کوئی نص کلام مجید مین پائی جاتی ہی نہ کوئی حدیث ہی کہ پیغمبر نے امت کو تعیین امام کا حکم دیا پھر اصحاب کے پاس کونسی سند تھی کہ اتفاق کیا تعیین امام پر اور اتفاق بھی تو ثابت نہین کہ علیؑ اور عباس اور ابی ذر اور مقداد وعمار وبریدۂ اسلمی وخالد ابن سعید بن عاص ور ابو الہیثم ابن التیہان وسہل وعثمان ابنا حنیف وخزیمہ ابن ثابت ذو الشہادتین وابی ابن کعب وابو ایوب انصاری اور کل بنی ہاشم وغیرہ شریک

له صحیح بخاری مطبوعہ [illegible] صفحہ ۱۰۰۹ سطر ۱۸

اجماع بالاتفاق نہ تھے پس تعیین امام کو اہم مہمات سے قرار دینا اور دفن آنحضرتؐ سے مقدم کرونا کہ دفن وکفن آنحضرت کا بالاتفاق واجب تھا کس دلیل سے واجب ہوا اور نصب امام کا وجوب اجماع پر کسنے واجب کیا امر دوم فرمایا پیغمبر برحق نے کہ الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ ثم یصیر بعد ہا ملکا عضوضا یعنی خلافت میرے بعد تیس برس ہی بعد اسکے ہونگے بادشاہی گزندہ اس حدیث مین بھی ذکر خلافت مقیدہ ہی اور حدیث اول مین ذکر امامت لیکن امام اور خلیفہ کا نہ بالاجمال ذکر نہ بالتفصیل کہ جسکی معرفت واجب اور فرمانا آنحضرتؐ کا امام زمانہ عام ہی شامل ہی ہر زمانہ کو اور ثلثون سنۃ مقید ہی تیس برس تک کو پس کیا بعد تیس برس کے حدیث من مات الخ منسوخ متصور ہو گی یا بعد ثلثین سنہ کے موت تمام امت محمدیہ کی موت جاہلیت قرار پائیگی اور اگر بفرض محال اس تیس برس کو خلافت کاملہ کہین اور بعد اسکے تا زمانہ خلفاے عباسیہ خلافت کو ناقصہ اور خلافت مجازی قرار دین تو پھر بعد خلفاے عباسیہ تو تمام امت کی موت موت جاہلیت ہو گی اور بعد خلفاے عباسیہ کے تا زمانہ حال جو اجماع امت خلیفہ بنانے پر نہین ہوا تو یہ گویا اجماع ہوا عدم نصب امام پر اور اجماع ضلالت تو ہو سکتا ہی نہین مگر موت جاہلیت سے نجات دشوار ہی جب تک خلیفہ نہ ہونے کو خلیفہ قرار نہ دین اور اگر دین تو البتہ جہالت کی موت سے نجات مل سکتی ہی اور یہ بھی ثابت ہی کہ خلفاے عباسیہ مین سے بعضے جابر اور خارج از دائرہ عدل و احسان بھی ہوے ہین اور انکو امام زمان کا خطاب دیا گیا ہی پس کیا وہ خلفاء مصداق قولہ تعالیٰ نہین ہین وجعلنا منہم ائمۃ یدعون الی النار اور اطاعت و اتقیا دکرنا انکا ضلالت نہ ہو گا اور معرفت انکی موت جاہلیت سے نجات دے سکتی ہی حاصل یہ ہی کہ یہ وہ مقام دشوار ہی کہ صاحب عقائد نسفی نے فالامر مشکل فرماکر چھوڑ دیا ہی مگر محشی شارح نے بہ نشان نمبر۲۔ اسے فالامر مشکل پر حاشیہ لکھا ہی وہو ہذا لانہ لو وجب الامام بعد الخلفاء العباسیۃ ایضا لزم اطباق الامۃ فی اکثر الاعصار علی ترک الواجب لانتفاء الامام المتصف بما یجب من الصفات واللازم منتف لان ترک الواجب معصیۃ وضلالۃ والامۃ لا یجتمع علی الضلالۃ والجواب انہ انما یلزم الضلالۃ لو ترکوہ عن قدرۃ واختیار لا عن عجز واضطرار شرح مقاصد جواب الجواب اقول ان ارتفاع القدرۃ والاختیار واستیلاء العجز والانکسار مع کثرۃ امۃ رسول المختار و وجود السلاطین ذوی الاقتدار وتسلط الامراء والملوک صاحب الاختیار محال وعن ربا رح وتعلیل علیل ودلیل غیر جمیل امر سوم حضرت ابوبکر کا استخلاف فرمانا چنانچہ اصحاب سیر وتواریخ وحدیث بالاتفاق لکھتے ہین کہ جب صدیق اکبر کی علالت زیادہ ہوئی اور تاب وطاقت کم ہوئی تو ایک عہد نامہ لکھا اور صحابہ مین سے ایک کو دیا کہ مسجد مین لیجاؤ مہاجر و انصار وضیع و شریف کو طلب کرو اور یہ عہد نامہ سناؤ غرض وہ شخص عہد نامہ لیے ہوئے مسجد مین آیا وہان سب کو مجتمع پایا کہا کہ ای یاران رسول خلیفۂ رسول نے کچھ لکھا ہی اور اسکی متابعت کا حکم فرمایا ہی خواجہ احمد محمد ابن علی المعروف باعثم کوفی کے ترجمۂ مطبوعۂ بمبئی مین